# مُصطلحاتِ ٹھگی

## علی اکبر الٰہ آبادی

مُرتّب :

رشید حسن خاں

# مُصطَلَحاتِ ٹھگی

# مُصطلحاتِ ٹھگی

علی اکبر الہ آبادی

مُرتِب:

رشید حسن خاں

سنہِ اشاعت : ............................. ۲۰۰۲ء
قیمت : ............................. ۱۲۰ر روپے
کمپوزنگ : ............................. عبدالرّشید
طباعت : ............................. ثمر آفسٹ پرنٹرز، نئی دہلی

# MUSTALAHAT-E-THAGI

**Edited bY**

**RASHEED HASAN KHAN**

**Price: 120/=**

**2002**

یہ کتاب قومی کونسل برائے فروغِ اردو زبان کے مالی تعاون سے شائع ہوئی۔

ملنے کا پتا:

انجمن ترقی اردو (ہند) اردو گھر، ۲۱۲- راؤز ایونیو، نئی دہلی - ۲

# انتساب

عصرِ حاضر کے ادبی ٹھگوں

کے نام

# فہرست

# حرفِ آغاز

بابائے اردو مولوی عبدالحق کی فرمائش پر مولوی ظفر الرحمٰن دہلوی نے فرہنگِ اصطلاحاتِ پیشہ وراں کے نام سے آٹھ جلدوں میں ایک فرہنگ مرتّب کی تھی۔ اُس کی پہلی جلد ۱۹۳۹ء میں چھپی تھی اور آخری جلد ۱۹۴۴ء میں۔ یہ فرہنگ انجمن ترقی اردو نے شائع کی تھی۔ آج بھی اپنے موضوع پر یہ منفرد فرہنگ ہے۔

مولوی عبدالحق اصطلاحاً تو ماہرِ لسانیات نہیں تھے، لیکن جس چیز کو زبان شناسی کہا جاتا ہے، اُس کا اعلا درجے کا شعور رکھتے تھے۔ اُن کو معلوم تھا کہ پیشہ وروں کی بول چال کی اپنی زبان ہوا کرتی ہے اور اپنے کام کی باتیں وہ اُسی زبان میں کیا کرتے ہیں۔ اِن کی زبانوں میں، جن کو بولیاں کہنا چاہیے، بے شمار الفاظ شامل ہوتے ہیں، جن میں سے بیشتر لفظوں کی حیثیت اصطلاحی ہوتی ہے۔ ہماری بڑی لُغتیں [فرہنگ آصفیہ، نور اللغات، امیر اللغات] اِن اصطلاحی لفظوں سے بہ طورِ عموم خالی تھیں اور یہ بڑی کمی تھی۔ کسی زبان کی مکمل لغت میں تو اُس زبان میں مستعمل سبھی لفظوں کو شامل ہونا چاہیے۔ اِسی احساس نے اُن کو اِس فرہنگ کو مرتّب کرانے کی طرف متوجہ کیا تھا۔

اِس فرہنگ کی آٹھویں جلد کی ایک فصل میں چوری، ٹھگی اور قمار بازی کی اصطلاحیں بھی جمع کی گئی ہیں۔ اس طرح مولوی عبدالحق نے اور مولوی ظفر الرحمٰن نے اچھے زبان شناسوں کی طرح اِس بات کو تسلیم کیا کہ جرائم پیشہ افراد بھی پیشہ وروں کے ذیل میں آتے ہیں اور اُن کی بول چال کے اصطلاحی لفظ بھی دوسرے لفظوں کی طرح، زبان کا لازمی جُز ہیں۔ مولوی صاحب کے زمانے میں بہت کم لوگ ہوں گے جو اِس لسانی نقطۂ نظر کو مانتے ہوں۔ اگر مانتے ہوتے، تو ہماری لُغتیں پیشہ وروں (بشمولِ جرائم پیشہ افراد) کی اصطلاحوں سے خالی نہ ہوتیں۔

اِس سلسلے میں زیرِ نظر کتاب ''مصطلحاتِ ٹھگی'' غیر معمولی اہمیت کی حامل ہے۔ خاں صاحب کو کہیں سے ٹھگوں کی زبان کی ایک پرانی لغت دستیاب ہو گئی۔ انھوں نے جب مجھ سے اس لغت کی تفصیلات بیان کیں تو میں نے فرمائش کی کہ اس اہم لغت کو آپ کے علاوہ اور کوئی سلیقے سے مرتّب نہیں کر سکتا۔ مجھے خوشی ہے کہ خاں صاحب نے اپنی تمام مصروفیات کے باوجود میری درخواست پر اس لغت کی تدوین کو جدید طریقِ کار کے تحت مرتّب کر دیا۔ اس طرح جس سلسلے کو مولوی عبدالحق نے شروع کیا تھا، اُس کے تسلسل کی ایک نئی صورت پیدا ہو گئی، جسے ایک طرح سے انجمن کی ایک پُرانی روایت کی تجدید بھی کہا جا سکتا ہے۔

ٹھگی قتل اور لوٹ مار کا ایک ایسا منظم طریقہ تھا، جو تقریباً دو سو سال تک ہندوستان میں رائج رہا۔ میری معلومات کے مطابق کسی بھی ملک میں ٹھگی کی دوسری مثال نہیں ملتی۔ ٹھگی محض ایک لوٹ مار اور قتل و غارت گری نہیں تھی بلکہ اُس نے ایک خاص مذہبی فرقے کی صورت اختیار کر لی تھی۔ اُس کے باقاعدہ اصول و ضوابط تھے۔ اس مسلک کے پیروکاروں کے ایسے عقائد تھے، جن کی پابندی ہر ٹھگ کے لیے لازمی تھی۔ وہ اپنے اصول و ضوابط کے تحت مخصوص لوگوں کو ہی قتل کرتے تھے، جس کا خاں صاحب نے اپنے مقدمے میں

تفصیل سے ذکر کیا ہے۔

برطانوی حکومت نے ٹھگی کے انسداد کا کام ۱۷۹۹ء میں شروع کیا۔ لیکن غالباً بہت زیادہ کامیابی حاصل نہیں ہوئی۔ ۱۸۳۰ء میں ہندوستان کے گورنر جنرل ولیم بینٹنگ نے ٹھگی کو ختم کرنے کی ایک مہم تیار کی تھی اور اس مہم کا انچارج کیپٹن ولیم سلیمن کو بنایا۔ سلیمن کا بیان ہے کہ ۱۸۳۵ء تک بیشتر ٹھگ پکڑے جا چکے تھے اور ٹھگوں کے منظم گروہ تقریباً ختم ہو چکے تھے۔ سلیمن کے دو بڑے کارنامے ہیں۔ ایک تو یہ کہ انھوں نے ٹھگی بالکل ختم کر دی اور دوسرے انھوں نے بعض ٹھگوں کو وعدہ معاف گواہ بنا کر اُن سے ٹھگی کے اصول، قواعد اور طریقۂ کار کے بارے میں معلومات فراہم کیں۔ وعدہ معاف گواہوں کی تعداد لگ بھگ چار سو تھی۔ ان سب کے بیانات کو بڑے سلیقے سے مرتّب کر کے سلیمن نے Rama seeana نام کی ایک کتاب مرتّب کی۔ سلیمن نے ایک کام یہ بھی کیا کہ ٹھگوں سے اُن کی خفیہ زبان کے بارے میں معلومات حاصل کر کے ایک فرہنگ مرتّب کی اور اسے کتاب کے آخر میں شامل کر دیا۔

ٹھگوں کی زبان کی فرہنگ تیار کرنے میں سلیمن کے مددگار علی اکبر نام کے ایک ہندوستانی تھے۔ انھوں نے سلیمن کی مرتّب کی ہوئی فرہنگ کا اردو میں ترجمہ کیا اور اس کے علاوہ ٹھگوں کی زبان کی ایک مختصر سی فرہنگ مرتّب کی اور پھر ٹھگوں سے براہِ راست معلومات فراہم کر کے اس فرہنگ میں اچھا خاصا اضافہ کیا۔ یہ فرہنگ ۱۸۳۹ء میں شائع ہوئی۔ اس بڑی فرہنگ کے بارے میں خاں صاحب کا خیال ہے کہ یہ فرہنگ مفصّل اور تقریباً مکمل تھی۔

خاں صاحب نے ہماری معلومات کے لیے کتاب کے مقدمے میں بہت ہی عالمانہ انداز میں ٹھگوں کے عقائد، اُن کے طریقۂ کار اور اُن کے حالات وغیرہ میں ایسی معلومات فراہم کی ہیں، جن سے عام لوگ بے خبر تھے۔ مثلاً ہم میں سے بہت کم لوگوں کا اس کا علم ہے کہ ٹھگوں میں ہندو اور مسلمان دونوں شامل تھے اور دونوں مذہبی فرقوں سے تعلّق رکھنے والے یہ ٹھگ کالی دیوی کو حاکمِ مطلق مانتے تھے۔ اور بقول خاں صاحب دل چسپ بات یہ ہے کہ مسلمان ٹھگ خدا اور اُس کے رسولؐ کو ماننے میں اور کالی دیوی کو ماننے میں کوئی تضاد نہیں سمجھتے تھے۔

یوں تو خاں صاحب نے اردو میں کئی کلاسیکی متون مرتّب کر کے اعلا درجے کے ادبی کارنامے انجام دیے ہیں، لیکن "مصطلحاتِ ٹھگی" ایک غیر معمولی کارنامہ ہے۔ یہ وہ بھاری پتھر ہے، جسے اُٹھانا خاں صاحب کے علاوہ کسی اور کے بس کی بات نہیں تھی۔ ٹھگوں کی زبان پر تحقیق کر کے لسانی تجزیہ کرنا اور اصل معنوں کا تعیّن کرنے کے لیے زبان کی غیر معمولی معلومات اور لسانی امور کا بہت اچھا شعور اور تحقیقی نظر درکار ہے۔ خاں صاحب میں یہ تمام صلاحیتیں بدرجۂ اتم موجود ہیں۔ اردو میں شاذ و نادر ہی ایسے محقق ہوں گے جو خاں صاحب کی طرح محنت اور دیدہ ریزی کے عادی ہوں۔

(خلیق انجم)

# ابتدائیہ

عیال ومال نے رُوکا ہے دم کو آنکھوں میں      یہ ٹھگ ہٹیں، تو مسافر کو راستہ مل جائے

لوٹ کے گھر لے گئے ٹھگ! ٹھگ کے ہم کو کھا گئے!
جانصاحب! تم ہماری جان کے قزّاق ہو

ع: ٹھگ لیا اُس نے ہم کو جُل دے کر۔

ٹھگ بِدّیا۔ ٹھگ سے ٹھاکر بنتا ہے۔ ٹھگ کی بھا کھا ٹھگ جانے۔ ٹھگائی۔ ٹھگ ماری ہنڈیا۔ ٹھگوں کی بُوھیا۔ ٹھگیا۔ ٹھگ ماری۔

صُبح کو چور کی ڈھنڈیا ہوئی، وہ کہاں ملتا ہے۔ خانم مُنہ تھتھائے بیٹھی ہیں،
بی حُسینی بڑبڑاتی پھرتی ہیں، میں ٹھگ ماری سی چُپکی بیٹھی ہوں
[اُمر او جان ادا]۔

---

جرائم پیشہ افراد اور گروہوں کو، اُن کے قابلِ تعزیر کاموں کے سبب بُرا سمجھا جاتا رہا ہے۔ سب کے سامنے وہ لوگ بھی اُنھیں بُرا ہی کہتے رہے ہیں جو در پردہ اُن کی سرپرستی کیا کرتے تھے۔ [آج بھی یہی صورتِ حال ہے؛ اِس فرق کے ساتھ کہ اب اُس سرپرستی نے سیاسی پُشت پناہی کے بل بوتے پر ایک متوازی نظام کی تشکیل کرلی ہے]۔ جرائم کو بُرا کہنا اور جرائم پیشہ لوگوں کو بُرا سمجھنا بجائے خود درست اور برحق؛ مگر اِس بُرا سمجھنے کے ساتھ ساتھ یہ بھی ہوا کہ وہ لوگ جس بُولی میں "کام" کی باتیں کیا کرتے تھے، وہ بھی کم توجہی کی نذر ہو گئی؛ یہ بہت بُرا ہوا۔ کام بُرے؛ لیکن اُن کاموں سے تعلق اور نسبت رکھنے والے جس قدر لفظ ہیں، وہ سب زبان کا جُز ہیں۔ ایسے کسی ایک لفظ کو بھی نا قابلِ توجہ یا نا قابلِ قبول نہیں کہا جاسکتا۔ لسانی مباحث سے دل چسپی رکھنے والوں کے لیے اور اردو لُغت نگاری سے متعلق افراد کے لیے ایسے سب لفظ لازمی اجزاے زبان کی حیثیت رکھتے ہیں۔

ضرورت، ایجاد کی ماں ہے؛ یہ قول جرائم پیشہ افراد کی بولیوں میں نئے نئے لفظوں کی تشکیل کے عمل پر بھی صادق آتا ہے۔ اِن کے ذخیرۂ الفاظ کا مطالعہ یہ بتاتا ہے کہ جس انداز سے اِن کی چھوٹی چھوٹی ٹکڑیاں اپنے پیشے کے فروغ اور پھر اُس کے تحفظ کے لیے کسی نہ کسی شکل میں منظم ہوتی گئیں، اُسی نسبت سے لفظیات کا ذخیرہ بھی بڑھتا گیا۔ اِسی طرح یہ بھی ہوا کہ مختلف لسانی علاقوں سے تعلق رکھنے والے ایسے افراد کے واسطے سے مُرادف لفظوں کی تعداد میں بھی اضافہ ہوتا رہا۔

آنکھ جو کچھ دیکھتی ہے، دل میں جو خیال آتا ہے اور ذہن خیالات کو جس طرح اپنے نہاں خانوں میں ترتیب دیتا ہے؛ مفرد اور مرکب الفاظ اُنھی سب کی صورت نگاری کرتے ہیں۔ اِس لحاظ سے ہر لفظ بُنیادی طور پر یکساں اہمیت رکھتا ہے اور اُسے ضروری تشریح اور لازمی تفصیلات کے ساتھ شاملِ لُغت ہونا چاہیے؛ لیکن ہمارے یہاں ایسا نہیں ہو پایا۔ اِس کی ایک وجہ یہ بھی تھی کہ تمدّنی روایتوں کے طاقتور اثرات نے مجرموں کی بولیوں کے باقاعدہ مطالعے کو فروغ نہیں پانے دیا۔ وہی بات کہ جن کے کام بُرے؛ اُن کی ہر چیز بُری، ہر بات بُری۔ اِس سے لُغت نگاری کو یہ نقصان پہنچا کہ لفظوں کی اچھی خاصی تعداد شاملِ لُغت نہیں ہو سکی اور جو شامل ہوئے بھی تو اُن کی شکل صورت اور اُن کے معنوی متعلّقات پوری صحت کے ساتھ متعیّن نہیں کیے جا سکے۔ یہ نقصان بھی ہوا کہ ایسے چھوٹے بڑے گروہوں کے ذخیرۂ الفاظ کا لسانی نقطۂ نظر سے تجزیہ نہیں کیا جا سکا۔ ایسے لفظ کس طرح بنے ہیں، مرکّبات کے اجزائے ترکیبی کیا ہیں، ایسے لفظوں کی بناوٹ میں جو نسبتیں شامل رہی ہیں، اُن کی کیسی کیسی جھلکیاں پس منظر کو اُجاگر کر رہی ہیں؛ یہ ضروری کام نہیں ہو پایا۔

مجرموں کے پُرانے گروہوں میں شامل افراد عموماً بے پڑھے یا کم پڑھے لکھے ہوتے تھے۔ یہ لوگ قواعدِ زبان سے ضرور ناآشنا ہوتے تھے، مگر اُن میں لفظ تراشی کا بڑا عجیب ملکہ ہوتا تھا۔ اُن لوگوں سے متعلّق جو ذخیرۂ الفاظ محفوظ رہ گیا ہے، اُس کا مطالعہ اِس کی تصدیق کرتا ہے اور اُن لوگوں کی ذہانت پر گواہی دیتا ہے۔ مثلاً چھوٹی (جیبی) ٹارچ تو اب کی چیز ہے؛ پہلے جب چور نقب لگاتے تھے تو کوٹھری کا جائزہ لینے کے لیے حسبِ ضرورت ماچس کی تیلی جلاتے تھے [جس سے اندھیرے میں روشنی نمایاں ہو جاتی تھی]۔ خوب صورت فرد [خاص کر محبوب] کے لیے بھی کہا جاتا ہے کہ اُس کے آنے سے روشنی پھیل گئی، چاند نکل آیا (وغیرہ)۔ چوروں کی زبان میں ماچس کو ''سُندری'' کہا جاتا تھا۔ کیسی معنی خیز استعاراتی نسبت ہے! اندھیرے میں

روشنی کی نمود کا عمل! ماچس کو "سُندری" کہنا کیا ذہانت اور لفظ سازی کے شعور کی ترجمانی نہیں کرتا؟

ایک اور مثال: "دُہَر" یا "دُوہَر" موٹے کپڑے کی دُہری چادر کو کہتے ہیں۔ موٹا اور معمولی قسم کا گاڑھا "جس کے دو پٹ جوڑ کر چادر یا چادرا بنالیا جائے" (اردو لُغت)۔ چوروں کی زبان میں "میاں بیوی" کو کہتے ہیں۔ کیسی بلیغ معنویت ہے اِس میں! زندگی کے معمولات میں شامل اجزا، اُن سے متعلق علامات اور اشاروں نے اصطلاحی لفظوں کا روپ کس طرح پایا ہے اور معنویت کو کس طرح بدل دیا ہے، یا یوں کہیے کہ نئی معنویت کا اضافہ کیا ہے؛ اِن پہلوؤں کو پیشِ نظر رکھا جائے تو ایسے گروہوں کی زبان کا مطالعہ بہت دل چسپ معلوم ہوگا اور بہت ضروری۔ یہ کام کرنے کا تھا، جو نہیں ہو پایا۔

مجرمانہ سرگرمیوں کے لحاظ سے سب سے وسیع، منظم اور اہم گروہ ٹھگوں کا تھا۔ یہ لوگ اِس لحاظ سے باقی سارے جرائم پیشہ چھوٹے بڑے گروہوں سے مختلف اور ممتاز تھے کہ ٹھگی نے ایک عقیدے کے روپ میں فروغ پایا تھا۔ اِس عقیدے کی تفصیلات اِس قدر مربوط اور مُرتّب تھیں کہ بہ آسانی اُنھیں "ٹھگوں کی فلاسفی" جیسے کسی لفظ سے تعبیر کیا جاسکتا ہے۔ جہاں تک ذخیرۂ الفاظ کا تعلّق ہے، تو اِس میں شک نہیں کہ باقی جرائم پیشہ گروہوں کے مقابلے میں یہ وسیع بھی ہے اور مُرتّب بھی۔ چوں کہ ایسے دوسرے گروہ اُس قدر منظم نہیں تھے اور ویسی قابلِ لحاظ حیثیت بھی نہیں رکھتے تھے، یوں اُن کی زبان کی طرف بھی اُس قدر توجہ مبذول نہیں ہوسکی۔

جرائم پیشہ گروہوں میں ٹھگوں کے بعد گرہ کٹوں اور چوروں کو قابلِ توجہ قرار دیا جاسکتا ہے۔ تعداد پر نظر کیجیے تو یہ ٹھگوں سے کہیں زیادہ پائے جاتے تھے۔ یہ لوگ واقعتاً "فن کار" ہوتے تھے۔ خاص کر گرہ کٹ اپنے فن کی باریکیوں کو سمجھنے کے لیے بہت ریاضت اور بہت مشق کیا کرتے تھے؛ مگر جُرم کی نوعیت کے لحاظ سے یہ دونوں گروہ ٹھگوں کے مقابلے میں گویا کچھ نہیں تھے۔ غالباً یہی وجہ ہے کہ اِن دونوں گروہوں کا ذخیرۂ الفاظ بھی اُس قدر وسیع نہیں۔

مولوی ظفر الرحمٰن دہلوی نے پیشہ وروں کی اصطلاحوں پر مشتمل ایک کتاب مرتّب کی تھی، جس کا نام ہے: فرہنگِ اصطلاحاتِ پیشہ وراں۔ اِس کی آٹھ جلدیں ہیں اور ہر جلد، کم وبیش کی نسبت کے ساتھ، دو سو یا ڈھائی سو صفحات پر مشتمل ہے۔ اِس کی آٹھویں جلد کی چوتھی

فصل کا ذیلی عنوان ہے: "جرائم پیشہ" [ناشر انجمن ترقیِ اردو ہند، دہلی۔ سالِ طبع ۱۹۴۴ء]۔ اِس فصل میں کُل بیالیس (۴۲) صفحے ہیں اور "چوری، ٹھگی، ڈکیتی مع قمار بازی" سے متعلق الفاظ جمع کر دیے گئے ہیں [مولوی صاحب نے "قمار بازی" کو بھی ٹھگی، چوری اور ڈکیتی کے ساتھ منسلک کیا ہے، اِس پر تعجب ہوتا ہے]۔ اِس میں بیش تر لفظ ٹھگی سے متعلق ہیں۔ چوروں کی زبان کے لفظ اِس قدر کم ہیں کہ اُن کا ہونا نہ ہونا برابر ہی ہے۔ بہ ظاہر اِس کی وجہ یہ معلوم ہوتی ہے کہ ٹھگوں کی زبان کا لغت مصطلحاتِ ٹھگی پہلے سے موجود تھا، اُس سے الفاظ نقل کیے جا سکتے تھے۔ چوروں کی زبان کے الفاظ کا کوئی مجموعہ تھا نہیں، اِس لیے اُن کی تعداد کم سے کم رہی۔ جیل میں یا شہری آبادی میں موجود ایسے پیشہ ور فن کاروں سے پوچھ گچھ کی جاتی، تب زیادہ الفاظ یک جا ہو سکتے تھے۔ اِس کمی کے باوجود اِس کتاب کی حیثیت بنیادی کتاب کی ہے اور ساری کمیوں کے باوجود اِس کی اہمیت مسلّم ہے۔ [اوپر چوروں کی زبان کے جو دو لفظ زیرِ بیان آئے ہیں، وہ اِسی کتاب سے ماخوذ ہیں]۔

چوروں سے متعلق تو کچھ لفظ پھر بھی اِس کتاب میں محفوظ ہو گئے، مگر جیب کتروں (گرہ کٹوں) کی زبان کے لفظ شامل ہی نہیں ہو سکے۔ اِس طرح ایک بہت اہم پیشے کی اصطلاحیں یک جا نہیں ہو سکیں۔ ہاں بعض متفرّق تحریروں میں جیب کتروں کی زبان کے کچھ لفظ ملتے ہیں۔ میں صرف ایک تحریر کا حوالہ دینے پر اکتفا کروں گا۔ رسالہ شمع (دہلی) کے شمارۂ مئی ۱۹۷۳ء میں شاہد پرویز کی کہانی "سیانے کوّے" شائع ہوئی تھی۔ اِس کہانی کا اصل کردار ایک گرہ کٹ ہے۔ اِس میں متعدّد لفظ آ گئے ہیں، مثلاً:

> "اب وہ جانتا تھا کہ سینے کی جیب سے مال صاف کرنے کو "چھاتی کونے کا سودا" اور اندر کی جیب کو "بغلی کا دانو بھرنا" کہتے ہیں۔ پیچھے کی جیب کو "ٹھیکی"، نوٹوں کو "دَستی" اور بڑے نوٹوں کو "گز" اور "تھان" کہتے وقت اب اُس کی زبان ہکلاتی نہ تھی۔ ...... دروازے پر اُسے "مُوٹی دانو" نظر آ گئی ...... اندازہ لگایا کہ اونچا سودا ہے، مگر ہے کسالے کا۔ "چھینٹ کا دانو" بغیر "ٹھِیک" (مدد) کے اُٹھانا مشکل تھا۔ "دھاریے" کو دو انگلیوں کے بیچ میں مضبوطی سے تھام کر......"۔

جولائی کے شمارے میں ایک مکتوب نگار [ایس. ایم. صبا، رام پور] نے یہ وضاحت کی ہے کہ افسانہ نگار نے جیب کتروں کی مخصوص اصطلاحیں استعمال کرنے میں کہیں کہیں غلطی کی ہے۔

اُنھوں نے لکھا ہے:

"کوئی "سوئچ" [جیب کترا] بلیڈ کے ننھے سے ٹکڑے کو، جس سے جیب صاف کی جاتی ہے، "دھاریا" نہیں کہے گا۔ اِس نوک دار فتنے کے لیے پورے ملک میں "اکو"، "تاش"، "دھاگا" اور "برش" کے نام رائج ہیں۔ مدد کے لیے "ٹھیک" کا استعمال بھی غلط ہے۔ "ٹھیک" قدرتی مدد کے لیے آتا ہے، مثلاً: بس اسٹاپ کی بھیڑ، سنیما کارش، مسجد سے نکلتا ہوا نمازیوں کا ہجوم وغیرہ۔ جو مدد اپنے آدمی کے ذریعے کی جائے، اُس کے لیے "آڑی" استعمال ہوتا ہے۔ حوالدار یا ہیڈ جیب کتروں کے لُغت میں کوئی لفظ نہیں ہے۔ اِس کے لیے وہ "گندہ"، "ٹھولا" اور "ٹھلا" کا استعمال روا رکھتے ہیں ...... سو روپے کے نوٹ یا رقم کو "تھان" نہیں، "گز" کہا جاتا ہے۔ "تھان" تو ایک ہزار روپے کو کہتے ہیں۔ مزید تشریح کے لیے عرض ہے کہ ایک روپے کو "دمڑی"، پانچ روپے کو "سَواساری"، دس روپے کو "ڈھائی ساری"، پچاس روپے کو "آدھا گز" اور ہزار روپے کو "ایک تھان" کہتے ہیں۔ اِتنا اور سُن لیجیے کہ فن کاروں کی زبان میں رقم کو "زَرگی" اور مفلس کو "پھانک" کہا جاتا ہے"۔

معترض کے اعتراضات بہ ظاہر درست معلوم ہوتے ہیں۔ کم سے کم ایک لفظ "تاش" (بہ معنی بلیڈ) کی تائید ایک واقف کار نے بھی کی ہے۔ ریاستِ مدھیہ پردیش کے شہر بلاس پور کی سنٹرل جیل کے سُپر نٹنڈنٹ ڈاکٹر کے. گپتا نے جیب تراشی کے "فن" پر باقاعدہ ریسرچ کی ہے۔ صوبائی اور مرکزی حکومت نے اُن کو اجازت دی تھی کہ وہ گرہ کٹوں کے ساتھ شامل ہو کر اِس فن کے اسرار و رُموز سیکھیں سمجھیں۔ اب وہ جیب تراشوں کی زبان کا مکمّل لُغت مرتّب کر رہے ہیں۔ اُن کا کہنا ہے کہ جیب تراش پورے ملک میں ایک ہی اشاراتی زبان (کوڈ لینگوج) استعمال کرتے ہیں۔ انگریزی روزنامے ہندستان ٹائمس (دہلی) کے شمارۂ یکم جون ۲۰۰۱ء میں گپتا صاحب کی ریسرچ سے متعلّق ایک دل چسپ خبر شائع ہوئی ہے۔ اُسی میں ضمنی طور پر یہ حوالہ بھی آیا ہے کہ بلیڈ کو [جس سے جیب صاف کی جاتی ہے] گرہ کٹی کی اصطلاحی زبان میں "تاش" کہتے ہیں۔ یہ اخباری رپورٹ اِس قدر دل چسپ ہے کہ اِس کا لفظ بہ لفظ نقل کیا جانا مناسب معلوم ہوتا ہے:

## Cop allowed to pick pockets for his Ph.D.

**Kumud Kumar Das, Bilaspur May,31**

It was virtually a permission to steal! an officer was 'allowed' by the administration to join the company of pick pockets. And the officer? None other than the present superintendent of Bilaspur central jail, Dr. K.K. Gupta.

Dr. Gupta proudly says that he was allowed by the M.P. Government and the Government of India to do so, albeit for his research on the "art of picking pockets".

He claims to be the first in the world to have carried out an extensive research on the subject. How did it begin?

"My teacher of Criminology and Fornisic Science at Sagar University fell prey to one pick pocket which inspired me to go deeper into the subject"

Dr. Gupta, who has swallowed hundreds of 'taash' (A secret term used for a piece of blade) during the 7 years that he spent in the company of pick pockets says "This is normal with the pick pockets. This is how they destroy the evidence when they are caught, it helps them in hiding the strongest evidence against them"

Surprisingly the pick pockets country wide speak the same code language, says Dr. Gupta who has been awarded Ph.D. for his research on the "Dynamics of pick pocketing as a career crime".

His journey in the world of pick pocketing began in 1983 when he came in contact with a notorious pick

pocket of Sagar, Manohar Ustad.

Author of Pick Pockets The Mysterious Species which has been registered by the Congress Catalogue of Chicago, Dr. Gupta is busy compiling a lexicon of terms as used by the pick pockets. His Tip to the traveller: Keep at least a few coins in your pocket to avoid getting your pockets picked.

توقع کی جاسکتی ہے کہ جیب کتروں کی خاص زبان کے اِس لُغت کے مرتّب اور شائع ہو جانے کے بعد زبان شناسی سے دل چسپی رکھنے والوں کے لیے خاصا دل چسپ ذخیرۂ الفاظ سامنے آسکے گا۔ اِس کے ساتھ ہی اُردو کے مفصّل اور مکمّل لُغت میں بہت سے لفظوں کا اضافہ ہو سکے گا۔

پُرانے، نئے رسائل کا جائزہ لیا جائے تو اِس کا قوی امکان ہے کہ بعض چھوٹے چھوٹے جرائم پیشہ گروہوں کی زبان سے متعلّق معلوماتی تحریریں سامنے آسکیں۔ اِس کی ایک اچھی مثال میرے پیشِ نظر ہے۔ سب رنگ (ڈائجسٹ) کراچی سے شائع ہو تا رہا ہے۔ اِس کے اپریل ۱۹۷۵ء سے اپریل ۱۹۸۴ء تک کے شمارے میرے سامنے ہیں۔ اِن میں ''بازی گر'' کے عنوان سے ایک طویل کہانی شائع ہوتی رہی ہے، جس میں بمبئی (حالیہ نام: ممبئی) اور کلکتہ شہر (حالیہ شہر: کولکتہ) کے داداگیری کے پُرانے انسٹی ٹیوشن سے متعلّق دل چسپ تفصیلات ملتی ہیں۔ اُس سے متعلّق بعض اصطلاحی لفظ اور چاقوزنی سے متعلّق دل چسپ تفصیلات اور کچھ اصطلاحات بھی اِس میں محفوظ ہو گئی ہیں [چاقوزنی سے متعلّق ابھی ہندستان کے کئی شہروں کے بعض ''پُرانے'' جیالوں سے بہت سے لفظ معلوم ہو سکتے ہیں]۔ افسوس یہ ہے کہ اِس کے بعد کے شمارے مجھے نہیں مل سکے۔ یہ کہانی نامکمّل ہے۔ یہ اُن دنوں کا افسانوی بیان ہے جب ہر پاڑے کا دادا اپنے قائم کردہ نظام کے مطابق گویا اُس علاقے کا حاکم ہو تا تھا۔ چاقو اُن لوگوں کا واحد ہتھیار ہو تا تھا اور سارے اختلافی مسائل کا تصفیہ اُسی کے بل پر اور اُسی کی نوک پر ہو تا تھا؛ اِس کے لیے چاقوزنی کی تربیت دی جاتی تھی۔ ''بازی گر'' کے عنوان کے تحت اِن طویل قسطوں میں اُن لوگوں کی ''بول چال'' اور اُن کے ''کام'' سے متعلّق ایسے لفظ اچھی خاصی تعداد میں موجود ہیں جن کو اُردو کے ایک مکمّل لُغت میں شامل کرنا ضروری قرار پائے گا۔

# جُرم اور عقیدہ

جیسا کہ اوپر لکھا گیا ہے، ٹھگی نے ایک عقیدے کے سایے میں فروغ پایا تھا اور اُس عقیدے کی تفصیلات ضروری حد تک مرتّب تھیں؛ جن کو غیر مشروط طور پر ماننا اور اُن سے متعلّق احکام پر عمل کرنا لازم تھا۔ اِس پابندی نے ٹھگی کو، جو اصلاً مجرمانہ عمل ہے، کسی مذہب کے بُنیادی احکام کی تعمیل کا مرادف بنادیا تھا۔ دوسرے لوگ اِسے لوٹ مار کا ہم معنی مانتے تھے (اور مانتے ہیں)، لیکن ٹھگوں کے لیے یہ دیوی بھوانی کے حکم کی تعمیل تھی۔ جب تک شگون ظاہر نہ ہو، کسی مسافر کے گلے میں رومال کا پھندا نہیں ڈالا جاسکتا تھا اور جب تک مسافر کو مقرّرہ طریقے کے مطابق قتل نہ کردیا جائے، دوسرے لفظوں میں دیوی کی بھینٹ نہ چڑھادیا جائے، اُس وقت تک مسافر کے مال و اسباب کو ہاتھ نہیں لگایا جاسکتا تھا۔ اِس کی لازمی طور پر پابندی کی جاتی تھی۔ شگون اگر نہ ملے، تو پھر مسافر یا مسافروں کے پاس کتنا ہی مال و اسباب ہو؛ نہ اُن مسافروں کو مارا جاسکتا تھا اور نہ اُس دولت پر ہاتھ ڈالا جاسکتا تھا۔ "اور ٹھگوں کا خواص ہے کہ مسافر کو مارے بغیر اُس کا مال اپنے اوپر حرام جانیں" [مصطلحاتِ ٹھگی، تحتِ "بھنّوتی"]۔ ٹھگی کے مسلک کا یہ بُنیادی اُصول تھا۔ اِس کی وجہ یہ بتائی گئی ہے کہ شگون دراصل دیوی کا حکم ہے جو اُس کے پرستاروں تک مختلف واسطوں سے پہنچتا ہے۔ یہ حکم نامہ ہوتا ہے کہ مسافر یا مسافروں کو دیوی کی بھینٹ چڑھادیا جائے اور اجازت نامہ ہوتا ہے کہ اِس حکم کی بجا آوری کی جزا کے طور پر اُس شخص یا اشخاص کا مال و اسباب دیوی کے پرستار آپس میں تقسیم کرلیں۔

اِس طرح ٹھگوں کے عقیدے کے مطابق کسی شخص کے گلے میں ٹھگی کا رومال ڈال کر اُس کو مار ڈالنا، محض دیوی کے حکم کی تعمیل ہے اور دیوی کے حکم کی تعمیل اُس کے پرستاروں کے لیے لازم ہے؛ یوں وہ قتل کسی ٹھگ کا کام نہیں، اِس بنا پر کہ اُس نے اپنی خواہش، اپنی مرضی سے اُس شخص کو نہیں مارا۔ دیوی نے کسی شخص یا افراد کو اپنی بھینٹ کے لیے منتخب کرلیا، اُس قبولیت کو شگون کی صورت میں اپنے ماننے والوں تک پہنچادیا اور اُن لوگوں نے اُس کے حکم کی تعمیل کی۔ جب مسافروں کو قتل کردیا گیا، تب یہ معلوم ہوگیا کہ دیوی نے بھینٹ قبول کرلی۔ اِس کے بعد ہی، دیوی کی اجازت کے مطابق متعلّقہ افراد کا مال و اسباب دیوی کے عقیدت مندوں کی ملکیت قرار پائے گا۔

ولیم سلیمن نے اپنی قابلِ قدر کتاب رَماسِیانا کے پہلے حصّے میں ص ۱۴۱ سے ص ۲۷۰ تک وعدہ معاف سینیر ٹھگوں سے اُن کے معتقدات اور طریقِ کار کی تفصیلات معلوم کر کے درج کی ہیں۔[1] یہ مفصّل مکالمات ہیں۔ اِن میں بار بار بھی ٹھگوں نے اِس عقیدے کو وضاحت کے ساتھ بیان کیا ہے۔ ٹھگوں کے معتقدات اور طریق کار کی ضروری تفصیلات معلوم کرنے کے لیے اِس کتاب کا یہ حصّہ بہت اہمیّت رکھتا ہے۔ سلیمن نے ایک مسلمان ٹھگ سے پوچھا کہ تمھارے پیغمبر نے لوگوں کو قتل کرنے کی اجازت دی ہے؟ وہ ٹھگ کہتا ہے: نہیں۔ پھر سوال کیا گیا: اِس صورت میں جب کہ تمھارے پیغمبر نے ایسے کام کرنے سے منع کیا ہے، کیا تم کو یہ ڈر نہیں کہ دوسری دُنیا میں خُدا تم کو ایسے جرائم کی سزا دے گا؟ ٹھگ کا جواب بہت صاف اور واضح تھا کہ خدا ہم کو دوسری دُنیا میں کوئی سزا نہیں دے گا، کیوں کہ ہم نے تو کبھی از خود کسی شخص کو مارا ہی نہیں۔ جب شگون ظاہر ہوتا ہے تو ہم سمجھتے ہیں کہ یہ دیوی کا حکم ہے کہ اُس شخص کو مار دیا جائے۔ اِس طرح ہم تو صرف دیوی کا حکم بجالاتے ہیں۔ چوں کہ ہم اِس دُنیا میں پوری ذمّے داری کے ساتھ اور احکام کی پابندی کے ساتھ دیوی کا حکم مانتے ہیں، اِس لیے ہمیں یقین ہے کہ دوسری دُنیا میں خدا ہم کو کسی طرح کی سزا نہیں دے گا۔

سلیمن نے پوچھا کہ کیا تم اِس پر یقین رکھتے ہو کہ شگون کے بغیر کسی شخص کو قتل کر دو، تو دوسرے عام مجرموں کی طرح اِس دُنیا میں اور اُس دُنیا میں سزا ملے گی۔ ٹھگ نے جواب دیا: یقیناً دونوں دُنیاؤں میں اِس کی سزا ملے گی۔ جو ایسا کرے گا، اُس کا پورا خاندان تباہ و برباد ہو جائے گا۔ ایک سوال کے جواب میں اِسی ٹھگ نے کہا: جیسے ہی شگون ہوتا ہے، ہم یقین کر لیتے ہیں کہ دیوی نے اُس شخص یا اشخاص کو ہمارے پاس بھیجا ہے کہ ہم دیوی کی بھینٹ چڑھا سکیں۔ اگر ہم اُس شخص یا اشخاص کو نہ ماریں، یعنی دیوی کی بھینٹ نہ چڑھائیں، تو اِس نافرمانی کے نتیجے میں ہم پر تباہی نازل ہو گی اور ہمارا پورا خاندان تباہ و برباد ہو جائے گا۔ ہم تو دیوی کے آلۂ کار ہیں، ہم کچھ نہیں کرتے، صرف دیوی کے حکم کی تعمیل کرتے ہیں۔ سلیمن نے پوچھا کہ ایک ٹھگ دوسرے ٹھگ کو قتل کر سکتا ہے۔ جواب دیا گیا کہ ایسا نہیں ہو سکتا۔ اگر ایسا ہوا تو اُس شخص کو (دیوی کی طرف سے) سزا ملے گی اور وہ تباہ ہو جائے گا [رماسیانا، حصۂ اوّل، ص ۱۴۶-۴۷]۔

---

(1) Substance of conversations held by Captain Sleeman, with different Thug Approvers, while preparing the vocabulary-(Ramaseeana- P.141)

رماسیانا میں سلیمن نے ایک مقامی شخص اور ایک پُرانے ٹھگ کا مکالمہ نقل کیا ہے۔ سلیمن نے لکھا ہے کہ میری موجودگی میں اُس "دیسی جنٹل مین" نے ایک "ٹھگ لیڈر" سے پوچھا کہ بے گناہ لوگوں کو مارتے وقت تم نے کبھی یہ محسوس کیا ہے کہ تم غلط کام کر رہے ہو۔ اُس نے جواب دیا: کیا کوئی شخص اپنی ذمے داری کو پورا کرتے وقت اور اپنا فرض بجالاتے ہوئے پشیمان ہوتا ہے؟ کبھی نہیں۔ پھر سوال کیا گیا کہ تم نے اپنے ہاتھ سے کتنے لوگوں کو مارا ہے؟ اُس نے جواب میں کہا: میں نے ایک شخص کو بھی قتل نہیں کیا۔ سوال کرنے والے نے پوچھا کہ ابھی جو تم نے مفصل بیان دیا تھا، اُس میں تو متعدّد لوگوں کے مارے جانے کی بات کہی تھی۔ جی ہاں میں نے کہا تھا، مگر کیا آپ یہ سمجھتے ہیں کہ میں نے اُن کو مارا تھا؟ بھلا آدمی کے مارے سے بھی کوئی مر سکتا ہے جب تک کہ خدا کی مرضی شامل نہ ہو۔ وہ تو آسمانی طاقت کا ہاتھ ہے جو آدمی کو مارتا ہے، ہم تو محض آلۂ کار ہیں اُس کا، وسیلہ اور ذریعہ ہیں اُس کے حکم کے نافذ ہونے کا (رماسیانا، ص ٦)۔

## نجات کا تصوّر

ٹھگوں کا عقیدہ ہے کہ جس شخص کو ٹھگی کے مقرّرہ آداب کے مطابق مارا جاتا ہے [جس کے لیے پہلے شگون کا ہونا یعنی دیوی کا حکم اور اُس کی اجازت کا شگون کی صورت میں ظاہر ہونا لازم ہے] تو اصلاً اُسے دیوی کی بھینٹ چڑھایا جاتا ہے۔ اُس کا مارا جانا اِس کا مکمّل ثبوت ہے کہ دیوی نے اُس بھینٹ کو قبول کر لیا؛ اِس بنا پر ٹھگوں کا مارا ہوا شخص بھوت، پلیت کبھی نہیں ہو سکتا، یوں کہ وہ دیوی کی بھینٹ چڑھ چکا ہوتا ہے۔ دیوی کی مہربانی سے اُس کی روح بھٹکتی نہیں، سیدھی جنّت میں چلی جاتی ہے:

> "ٹھگوں کے اعتقاد میں ٹھگوں کا مارا ہوا آدمی مرنے کے بعد بھوت، پلید نہیں ہوتا؛ کیوں کہ جانتے ہیں کہ ہم دیبی کے ایما کے بہ موجب مارتے ہیں، دیبی کی کرپا سے وہ بہشت میں چلا جاتا ہے۔ روح اُس کی یہاں رہ ہی نہیں پاتی کہ شیاطین میں شامل ہو" [مصطلحاتِ ٹھگی، لفظِ "بھٹوتی" کے تحت]۔

# سماجی عوامل

ٹھگوں سے متعلق کم و بیش دو ۲ ہزار صفحات پر مشتمل جو تفصیلات میرے سامنے ہیں، اُن کو پڑھ کر ایسی کئی اہم باتیں سامنے آتی ہیں جن کا تعلق ہندستانی معاشرت کی پُرانی سماجی روایتوں سے ہے۔ اِن روایتوں نے ٹھگوں کے معتقدات کی تشکیل میں بُنیادی اجزا کے طور پر جگہ پائی ہے اور مجرمانہ کام کو روایتی مذہبی احکام کی بجا آوری کا ہم معنی بنادیا ہے۔ اِس پہلو سے ٹھگی کا مطالعہ بہت دل چسپ کام ہو سکتا ہے۔ بہ قولِ سلیمن، ہندستان کی سرزمین میں ٹھگی، حیاتِ انسانی کی تاریخ کا ایک عجیب و غریب باب ہے[۱] اور اُس کا یہ قول قطعی طور پر صحیح ہے۔

اِن میں سب سے اہم اور بُنیادی جُز ہے ایک مافوق الفطرت طاقت کی پرستش کا اور اُس کے واسطے سے پرستش کرنے والوں کے مکمل تحفظ کا تصوّر۔ یہ تصوّر مختلف شکلوں میں انسانی زندگی کا رفیق رہا ہے اور کسی بھی شخص کے لیے یہ تصوّر اجنبی نہیں۔ یہ مجرموں کی نفسیات کا گویا تقاضا ہے کہ ایسے اعمال کو، جن کو دوسرے لوگ بُرا سمجھتے ہیں، ایک متعارف غیبی طاقت کے احکام کی بجا آوری کے روپ میں دیکھا جائے۔ اِس طرح دو ۲ اہم مقصد حاصل کیے جاسکتے ہیں۔ ایک تو یہ کہ ہم جو کچھ کرتے ہیں، اُس کے لیے ہم کسی کے سامنے جواب دہ نہیں، ہم بہ طورِ خود کوئی غلط کام کرتے ہی نہیں۔ دیوی کے احکام کو بجالانا اُس کے ماننے والوں کا فرض ہے۔ دوسری اہم بات یہ کہ اِس طرح تحفظ کا احساس پیدا ہوتا ہے کہ ہم جس کے احکام کو مانتے ہیں، وہی ہماری حفاظت بھی کرے گا اور ٹھگوں کا یہی عقیدہ تھا۔

اِسی سلسلے کا ایک دل چسپ موضوع ٹھگی کا وہ قانون ہے جس کے تحت کچھ لوگوں کو نہیں مارا جاسکتا، یعنی اُن پر ٹھگی نہیں کی جاسکتی۔ ٹھگوں کے خیال کے مطابق یہ دیوی کا فرمان ہے۔ اِس فہرست میں سب سے نمایاں گروہ اُن لوگوں کے ہیں جنھیں ''اَچھوت'' کہا جاتا تھا۔ اِس کی وجہ یہ بتائی گئی ہے کہ ایسے لوگوں کی بھینٹ دیوی قبول نہیں کرتی۔ اونچی ذات کے مقابلے میں نیچی ذات اور اعلا کے مقابلے میں ''نیچ'' کا تصوّر ہندستانی سماج کا جُز رہا ہے۔ نیچ

---

(1) "India is emphatically the land of superstition and in this land the system of Thuggee, the most extra ordinary that has ever been recorded in the history of the human race had found a congenial soil, and flourished with rank luxuriance for more than two centuries" (Ramaseeana, first part, page:13)

لوگوں کو بھینٹ کے طور پر قبول کرنا اُس طاقتور سماجی روایت کے تحت ممکن ہی نہیں تھا۔ دیوی جو ہر لحاظ سے اعلا اور افضل ہے، وہ سماجی لحاظ سے ایسے کم درجہ لوگوں کی بھینٹ کیسے قبول کرسکتی تھی۔ مصطلحاتِ ٹھگی اور رماسیانا میں کئی جگہ اِس کی صراحت ملتی ہے کہ دیوی ایسی بھینٹ کو قبول نہیں کرتی۔

ممنوعہ گروہوں اور افراد کی فہرست میں اور بھی کئی طرح کے لوگ ہیں جنھیں نہیں مارا جاسکتا، یعنی اُن پر ٹھگی نہیں کی جاسکتی۔ جیسے عورت کو قتل نہیں کیا جاسکتا۔ یا جیسے سادھو، نانک پنتھی، مداری، ناچنے گانے والے لوگ؛ اِن کو بھی ٹھگ نہیں مار سکتے۔ اِسی فہرست میں کایستھ بھی شامل ہیں کہ کایستوں پر بھی ٹھگی نہیں کی جاسکتی۔ اِن لوگوں کو، خاص کر کایستھوں کو تحفظ کس بنا پر دیا گیا ہے، یہ خاصا دلچسپ غور طلب مسئلہ ہو سکتا ہے[1]۔

مصطلحاتِ ٹھگی میں لفظِ ''رَکت بیج'' کے تحت دیوی کا وہ قول نقل کیا گیا ہے جس میں دیوی نے یہ بتایا ہے کہ: کنگال، اَتیت[2]، جوگی، جٹادھاری[3]، قلتبان[4]، کایتھ (کایستھ)، تیلی، دھوبی، سُنار، چمار، خاک رُوب[5]، ڈِھیر[6]، نانک پنتھی، فقیر، بھاٹ، رنڈی[7]، خصوصاً کسبی[8]، کلانوت[9]، کوڑھی، جُذامی[10]، نکٹے، بوچے، لنگڑے، لولے، اندھے کو کبھی مت مارنا۔

---

[1] مجھے یہ بتایا گیا ہے کہ قدامت پسند برہمن کایستھوں کو شودر مانتے ہیں، خاص کر بنگال کے برہمن۔ کالی دیوی کی پرستش کا خاص علاقہ بنگال ہے (اگرچہ اور لوگ بھی مانتے ہیں) اِس لیے یہ بات سمجھ میں آتی ہے کہ دیوی کے ابتدائی ٹھگ پرستاروں نے، شروع میں جب ٹھگی نے رواج اور پھر کچھ فروغ پایا ہو، تو اُن لوگوں کی فہرست میں کایستھوں کو بھی شامل کرلیا ہو، اچھوت ہونے کی بنا پر دیوی جن کی بھینٹ کو قبول نہیں کرسکتی تھی۔ اِس طرح ٹھگوں کے لیے کایستھوں کا شودر ہونا مسلّم ہو گیا۔

[2] ہندو فقیروں کا وہ گروہ جن کے بال بڑھے ہوئے، ہاتھ میں فولاد کے کڑے اور مُنہ پر بھبھوت ملا ہوتا ہے۔

[3] وہ شخص جس کے سر کے بالوں کی لمبی لمبی لٹیں ہوں، شِوجی کا پُجاری۔ [4] دیوّث، بھڑوا۔

[5] مہتر۔ [6] ایک ادنا قوم کے لوگ جو اپنے آپ کو کوّوں کی نسل تصوّر کرتے ہیں اور مُردار کھاتے ہیں (اردو لغت)۔

[7] عورت [عورت کے معنی میں ''رنڈی'' بہت مستعمل رہا ہے]۔

[8] پیشہ کرنے والی طوائف (جسے اب ''رنڈی'' کہا جاتا ہے) بدکار عورت۔

[9] خاندانی گویّا، ڈوم، میراثی۔

[10] جس کے بدن پر (کوڑھ کے) سفید داغ پڑ گئے ہوں۔

امام بخش ٹھگ سے سلیمن نے پوچھا کہ کن لوگوں کو مارنے سے تم لوگوں کو منع کیا گیا ہے، اُس نے مندرجہ بالا فہرست کو دُہرا دیا ایک دو اضافوں کے ساتھ۔ اُس نے بتایا کہ ہم ان لوگوں کو کبھی نہیں مارتے: دھوبی، بھاٹ، نانک شاہی، مداری، فقیر، ناچنے گانے والے لڑکے اور مرد، پیشہ ور گانے بجانے والے، بھنگی، تیلی، کُمہار، بڑھئی، سُنار، جذامی، لولے، لنگڑے، وہ شخص جس کے ساتھ گائے ہو، برہمچاری، کانورتی، اگر اُن کے ساتھ گنگا کا پانی ہو (یعنی گنگا جل لے کر لوٹ رہے ہوں) اگر اُن کے برتن خالی ہوں، تب اُن کو مارا جا سکتا ہے۔ اُس نے یہ بھی بتایا کہ بنگال کے علاقے میں سکھوں کو نہیں مارا جاتا۔

رماسیانا میں کئی جگہ اِس کی صراحت ملتی ہے کہ (وعدہ معاف) پُرانے ٹھگوں نے مختلف سوالوں کے جواب میں بتایا کہ ٹھگ بہت سختی کے ساتھ اِس کی پابندی کرتے ہیں کہ دیوی نے جن لوگوں کو مارنے سے منع کیا ہے، اُن کو نہ مارا جائے۔ بعض ٹھگوں نے یہ بتایا کہ ہم نے اپنے بزرگوں سے سنا ہے کہ جن ٹھگوں نے لالچ کے پھیر میں آکر عورت کو مارا، اِس نافرمانی کے نتیجے میں وہ تباہ و برباد ہو گئے [رماسیانا، حصۂ اوّل، ص ۸۔ حصۂ دوم ص ۳۴۴]۔ مصطلحاتِ ٹھگی میں لفظ ''اِیندھا'' کے تحت لکھا گیا ہے:

> ''اِیندھا: عورت، یعنی رنڈی[1] کو کہتے ہیں۔ ٹھگ لوگوں کے اعتقاد میں عورت کو مارنا نہایت نحس جانتے ہیں۔ اگلے وقت میں ہرگز عورت کو ہلاک نہ کرتے تھے۔ اب تھوڑے عرصے سے بعضے بعضے ٹھگوں نے لالچ کے مارے ایسا بھی اختیار کیا۔ جانتے ہیں کہ اِسی کے سبب سے تباہ و برباد ہوئے اور پکڑے گئے اور سزا کو پہنچے''[2]۔

ایک وعدہ معاف پُرانے ٹھگ ناصر نے سلیمن کے ایک سوال کے جواب میں کہا کہ میں نے اپنے والد سے اور دوسرے پُرانے ٹھگوں سے سنا ہے کہ مہتر کو کسی ٹھگ نے مارا تو اُس کی سزا ضرور ملے گی۔ ایسی ہی نافرمانیوں کی سزا کے طور پر انگریز حاکموں کو ہمیں سزا دینے کے لیے

---

[1] ''رنڈی'' عورت کے معنی میں مستعمل رہا ہے۔ باغ و بہار (وغیرہ) پُرانے متون میں یہ لفظ عورت کے معنی میں جگہ جگہ ملتا ہے۔

(2) The murder of women is a violation of their rules to wich they Attribute much of our sueces against the system, be calls it is considered to have given offence to their patroness (Ramaseeana1, P8).

بھیجا گیا ہے[رماسیانا، حصہ اوّل، ص ۱۴۲]۔

نیچ اونچ کا تصوّر ہمارے سماج کا لازمی حصہ رہا ہے[اور ساری ترقی کے باوجود ہندستان کے بیش تر چھوٹے شہروں اور گانوؤں میں آج بھی اِس کی عمل داری ہے]۔ٹھگوں میں اِس کے اثرات کئی شکلوں میں ملتے ہیں۔اِن میں بنیادی تصوّر ہے نیچ ذات والوں کو بھینٹ کے قابل نہ سمجھنا۔اِس کی ایک دوسری شکل لفظِ ''بھَٹوتی'' کے تحت ہمارے سامنے آتی ہے۔اِس میں یہ بتایا گیا ہے کہ ٹھگ مسافروں کو کس طرح اپنے ساتھ چلنے پر آمادہ کرتے ہیں اور مقرّرہ مقامات پر کس طرح اُن کو مارا جاتا ہے:

> ''مسافر کو کوچ کرا کے جب اُس جگہ لے جاویں (جہاں اُس کو مارنا ہے) تو اگر مسافر اشراف ہے، تو کسی بہانے اُس کو وہاں بٹھلاویں۔ اور اگر کم قوم ہے، تو چلتے ہی میں، یا حالتِ اِستادگی میں پھانسی لگاویں''
> [مصطلحاتِ ٹھگی، تحت لفظ ''بھٹوتی'']۔

اِسی لفظ کے تحت ایک ضمنی عنوان ''تعلیمِ بھٹوتی'' سے معلوم ہوتا ہے کہ پٹھان اور راجپوت کا شمار ''اشراف'' میں کیا جاتا ہے۔اِس کے بعد (گویا دوسرے درجے میں) شیخ مغل، اہیر اور بنیے آتے ہیں اور اِن کے بعد وہ سب لوگ جن کے مارنے کی ممانعت نہیں کی گئی ہے۔ سماجی مطالعات سے دل چسپی رکھنے والوں کے لیے یہ خاصا دل چسپ موضوع ہوسکتا ہے۔

## بھینٹ کی شرط

اوپر اُن لوگوں کی نشان دہی کی گئی ہے جن پر ٹھگی نہیں ہوسکتی، دیوی نے اُن کو مارنے سے منع کیا ہے؛ اِن میں وہ لوگ بھی شامل ہیں جن کا کوئی عضو ناقص ہو (اندھے، لولے، لنگڑے وغیرہ)۔ ہندوؤں میں شروع ہی سے بھینٹ کی یہ شرط رہی ہے کہ ایسے کسی جانور کی بھینٹ نہیں چڑھائی جاسکتی جن میں کوئی عیب، خرابی ہو۔مسلمانوں میں بھی قربانی کے جانور کا ناقص العضو نہ ہونا شرط ہے[1]۔چوں کہ ٹھگوں کے عقیدے کے مطابق شگون ملنے کے بعد جس شخص کو مارا جاتا ہے[اور شگون کو دیوی کا حکم نامۂ قتل مانا جاتا ہے، یوں ایسے ہر شخص کا مارا جانا

---

[1] ایک پرانا واقعہ یاد آگیا۔پُرانی دہلی کے ایک عام جلسے میں جو مقامی الکشن کے سلسلے میں ہورہا تھا، اُمیدوار نے جن کے پیر میں لنگ تھی، پُرجوش تقریر کرتے ہوئے کہا کہ میں تم لوگوں کے لیے اپنی جان بھی قربان کردوں گا۔ جلسے میں سے ایک آواز آئی: عیب دار جانور کی قربانی قبول نہیں ہوتی[یہ مصدّقہ واقعہ ہے]۔

لازم قرار پاتا ہے]اور یہ مانا جاتا ہے کہ یہ دیوی کے سامنے بھینٹ پیش کی گئی ہے؛ اس بنا پر بھینٹ (اور قربانی) کے مسلّمہ اصول کے مطابق یہ بھی لازم ہوگا کہ (بے عیب جانور کی طرح) وہ شخص بھی صحیح الاعضا ہو۔ ٹھگ اِس اصول پر سختی کے ساتھ کاربند رہے ہیں کہ ایسے عیب دار شخص کو (اُس کے پاس کتنا ہی مال ہو) کبھی نہیں مارا جائے گا۔ یہی نہیں ٹھگ اِس بات کو بھی مانتے تھے کہ ''جب گھر سے سفر کو نکلتے وقت کوئی ایسا آدمی سامنے سے آجاوے، تو بُرا شگون جانیں اور دو چار گھڑی کوچ کو معطّل رکھیں۔ اور ایسے آدمی کو، ہر چند مال دار ہووے، ہلاک کرنا بُرا اور نحس جانتے ہیں'' ["مصطلحاتِ ٹھگی"، تحتِ ''بیدھا'']۔

## شگون

ہندستانی سماج میں شگون کا عمل دخل بہت گہرا اور ہمہ گیر رہا ہے۔ میرا تو خیال یہ ہے کہ سائنس اور ٹکنالوجی کی بہت ترقّی کے بعد بھی یہاں شگون کی کارفرمائی کا احوال یہی رہے گا۔ میں کم و بیش تیس برس تک دہلی یونی ورسٹی کے دو[2] ہوسٹلوں کے ٹیچرس کورٹ میں رہا ہوں۔ بارہا یہ تماشا دیکھا کہ فزکس یا کیمسٹری کے نہایت ذہین اور سینیر طالبِ علم ناشتے کے بعد اپنے شعبے میں جانے کے لیے گیٹ سے باہر نکلے؛ اچانک کوئی شامت کی ماری بلّی راستہ کاٹ گئی، کوئی کانا یا نکٹا سامنے آگیا، یا ایسی ہی کوئی اور بدشگونی ہو گئی تو اُن کے قدم از خود رُک گئے، لوٹ آئے اور کچھ دیر کے بعد باہر نکلے۔ بدشگونی کے روایتی احساس کے سامنے فزکس اور کیمسٹری کی حقیقت پسندیاں سر پیٹتی رہ گئیں۔

اِس طاقتور روایتی احساس کی کارفرمائی ٹھگوں کے معمولات میں بہت، بل کہ بہت زیادہ نظر آتی ہے۔ جب تک موافق شگون نہ ملے، اُن کے یہاں کچھ ہو ہی نہیں سکتا۔ ٹھگی کے لیے گھر سے نکلنے کے وقت سے لے کر مسافروں پر ٹھگی کرنے تک ہر مرحلے پر شگون کے مطابق کام کیا جائے گا۔ چوں کہ موافق، یعنی اچھے شگون کو دیوی کا اشارۂ منظوری مانا جاتا تھا اور غیر موافق، یعنی بُرے شگون کے متعلق یہ مانا جاتا تھا کہ دیوی منع کر رہی ہے؛ یوں ٹھگوں میں شگون کی بڑی اہمیّت ہے کہ اُس کے بغیر کوئی کام نہیں کیا جا سکتا۔

اُن کے زیادہ تر شگون جانوروں اور جانوروں کی آوازوں سے تعلّق رکھتے تھے۔ بات یہ ہے کہ اُن کے کام (ٹھگی) کا گہرا تعلّق ویران راستوں، جنگلوں، میدانوں اور ایسے ہی ویران علاقوں سے تھا۔ سفر میں بیش تر ایسے ہی راستے آتے تھے اور ایسے ہی راستے اور مقامات

ٹھگی کے لیے موزوں بھی تھے۔ ایسے راستوں پر اور ایسی جگہوں میں نگاہیں جانوروں کو سب سے زیادہ دیکھتی تھیں، خاص کر چھوٹے جانوروں اور پرندوں کو؛ اُنھی کی آوازیں کان میں آتی تھیں؛ اِس لیے ٹھگی کے ابتدائی زمانے میں واقعات کا ذہنی تعلق جانوروں اور آوازوں سے قائم ہوا ہوگا اور پھر رفتہ رفتہ وہ گویا قانون بن گیا۔ اِس بنا پر یہ ہونا ہی تھا کہ شگون کے لیے جانوروں کو اور اُن کی آوازوں کو بنیادی حیثیت حاصل رہے۔

شگون کا ایک ضمنی فائدہ اور بھی تھا۔ موافق شگون کو دیوی کا اشارۂ منظوری مانا گیا اور اُس کی حیثیت دیوی کے حکم نامے کی تھی۔ دیوی کے پرستاروں (ٹھگوں) کے لیے یہ لازم تھا کہ اُس حکم نامے کی پابندی کریں اور دیوی کے سامنے بھینٹ پیش کریں؛ اِس طرح نفسیاتی طور پر ٹھگوں کے لیے یہ وجہِ تسکین تھا کہ اصل ذمّے داری ایک اعلا طاقت پر آتی تھی اور اِس طرح اُن کا ضمیر احساسِ جرم کی خلش سے محفوظ رہتا تھا۔

اِس کتاب میں مختلف لفظوں کے تحت اچھے بُرے شگونوں کی تفصیل دیکھی جا سکتی ہے۔ اِن شگونوں کا جائزہ لیا جائے تو بعض دل چسپ نتائج نکلیں گے۔ مثلاً دکھنی ٹھگوں کی اصطلاح میں "کُشٹ سُنار ی" اور "کُشٹ کا گرا" بالترتیب ایسے چیل اور کوّے کے شگونوں کے لیے آتا ہے جو کسی سوکھے درخت پر بیٹھے ہوئے آواز نکالیں۔ اِسے بہت منحوس شگون مانتے ہیں۔ وجہ ظاہر ہے کہ سوکھا درخت، مفلس مسافر کی نمایندگی کر رہا ہے۔ یا جیسے دکھنی اور سوسیا ٹھگوں کی زبان میں سُنار کو "کھٹ کیرا" کہا جاتا ہے۔ اگر ٹھگی کے لیے سفر پر نکلتے وقت سُنار کا سامنا ہو جائے تو اِسے بہت منحوس شگون مانا جاتا ہے۔ سُنار کو دیکھنے کے بعد ٹھگ اپنے سفر پر نہیں جائیں گے، واپس آجائیں گے۔ اِس کی وجہ یہ بتائی گئی ہے کہ ٹھگوں کو لوٹا ہوا چاندی، سونا سُنار کو دینا پڑتا ہے (یوں کہ اُسی کے ہاتھ بیچنا ہوتا ہے)۔ اِس لحاظ سے ٹھگی کے لیے جاتے وقت اُس کو دیکھ لینا بُرا شگون ہے۔ ہاں اگر کسی بہانے سُنار سے اُس وقت کچھ پیسے لے لیے جائیں، تب اُس بد شگونی کا اثر ختم ہو جائے گا۔

لفظِ "کاٹر" میں گدھے سے متعلق شگونوں کا بیان ملتا ہے۔ اِس کی ایک شق یہ بھی ہے کہ دھوبی اگر گدھے پر میلے کپڑے لادے لیے جا رہا ہو، تو مبارک فال سمجھیں گے اور جو دھوئے ہوئے ہوویں تو غضب جانیں۔ یہ سمجھیں کہ جیسے یہ کپڑے پتھر پر پٹکے گئے ہیں، ویسے ہی ہم بھی پٹکے جائیں گے۔ یا جیسے ٹھگی کے لیے سفر پر نکلتے وقت اگر کوئی شخص پانی سے بھرا گھڑا لیے ہوئے سامنے آ جائے، تو اِسے اچھا شگون مانا جاتا تھا۔ اگر حاملہ عورت بھرا گھڑا لیے ہوئے ہو، تو اِسے بہت اچھا شگون مانا جاتا تھا۔ اِس کے برخلاف اگر وہ گھڑا خالی ہوتا، تو

اُسے بُرا شگون سمجھا جاتا تھا۔ چلتے چلتے رُک جانا ضروری تھا اور کچھ وقفہ دے کر پھر سفر شروع کیا جا سکتا تھا۔ بات وہی ہے کہ خالی گھڑا کچھ نہ ملنے کا خیال دل میں پیدا کرتا ہے اور اِس طرح یہ ایک شگون کی بنیاد بن گیا۔ غرض کہ ٹھگوں کے شگونوں کا بیان جو اِس کتاب میں ہے، اپنے انداز کا توجہ طلب موضوع ہے۔ اِن شگونوں کا توجیہی تجزیہ انسانی ذہن کی مفروضہ پسندی اور بعض روایتی تصوّرات کی کار فرمائی کے دل چسپ عنوانات سامنے لا سکتا ہے۔

## مذہب: اختلاف اور مطابقت

ہندو اور مسلمان ٹھگوں کی تعداد تقریباً برابر تھی۔ ہاں بعض علاقوں میں مسلمان ٹھگوں کی تعداد زیادہ تھی اور بعض علاقوں میں ہندو ٹھگ زیادہ تھے۔ ظاہر ہے کہ اِس کا تعلّق اُن بستیوں اور شہروں کے تناسبِ آبادی سے ہوگا جو ٹھگوں کے خاص مرکز تھے۔ ایک وعدہ معاف پُرانے ٹھگ فرنگیا کے بیان کے مطابق اودھ کے علاقے میں نوّے فی صدی مسلمان ٹھگ تھے۔ دوآبے کے علاقے میں تقریباً اسّی فی صدی ہندو تھے۔ دریائے نربدا کے جنوبی علاقے میں مسلمان ٹھگ پچھتّر فی صدی تھے۔ بُندیل کھنڈ اور ساگر کے علاقے میں ہندو اور مسلمان آدھے آدھے ہوں گے۔ راجستھان میں مسلمان ٹھگ پچیّس فی صدی ہوں گے۔ بنگال، بہار اور اُڑیسہ میں ہندو مسلمان تعداد میں کم و بیش برابر ہوں گے۔ اُس نے یہ بھی کہا کہ یہ محض اندازہ ہے اور اُس کی یہ بات بجائے خود درست ہے [رماسیانا اوّل، ص۱۷۸]۔ یہ اندازہ سہی، لیکن اِس سے تعداد کے لحاظ سے صورتِ حال کی کچھ نہ کچھ یا یوں کہیے کہ اچھی خاصی وضاحت ضرور ہو جاتی ہے۔

ٹھگ ہندو ہو یا مسلمان، وہ کالی دیوی کو حاکمِ مطلق مانتا تھا اور اُس کے احکام کو واجب التعمیل۔ یہ ماننا اُس کے عقیدے کا جز تھا۔ ایک ہندو کے لیے دیوی کو ماننا کوئی خاص بات نہیں تھی، البتہ کسی بھی مسلمان کے لیے یہ واضح طور پر تضاد تھا کہ وہ اپنے خدا اور پیغمبر کو بھی مانے اور دیوی کو بھی۔ رماسیانا میں مختلف ٹھگوں کے عدالتی اظہار کے تحت، اور انفرادی گفتگو میں یہ مسئلہ بار بار زیرِ گفتگو آیا ہے۔ سبھی مسلمان ٹھگوں نے متفقہ طور پر یہ بیان دیا ہے اور یہ کہا ہے کہ خدا کو اور اُس کے رسول کو ماننے میں اور دیوی کو ماننے میں کچھ تضاد نہیں۔ ہم خدا کو مانتے ہیں، اُس کے رسول کو مانتے ہیں، نماز پڑھتے ہیں، دوسرے اسلامی احکام کی بھی پابندی کرتے ہیں اور یہ بھی مانتے ہیں کہ اِس دنیا میں دیوی کے احکام کو ماننا ہمارے لیے لازم

ہے۔ وہ اِس دُنیا میں ہمارے تحفظ کی ذمّے دار ہے۔ چوں کہ وہ بھی ایک آسمانی طاقت ہے، اِس لیے ہم کو یقین ہے کہ اگر ہم اِس دُنیا میں اُس کے احکام کو مانیں گے، تو اُس دنیا میں خدا کی طرف سے ہم کو کسی طرح کی سزا نہیں ملے گی [رماسیانا اوّل، ص ۱۴۶-۴۷]۔

اِس سلسلے میں تسکینِ خاطر کی ایک صورت یہ بھی نکالی گئی کہ کالی دیوی کو تو سبھی مانیں گے کہ وہ ٹھگوں کی محافظ ہے؛ اِس کے بعد دوسری سطح پر ہندو بالمیک کو مانتے ہیں مرشد کے طور پر۔ وہ بالمیک کو برہمن مانتے ہیں اور یہ کہتے ہیں کہ اُس کا اصل نام دُجادھم تھا۔ اور مسلمان ٹھگ حضرت نظام الدین اولیا کو مانتے ہیں اور اُن کے "مزار کی زیارت کو سعادتِ دارین تصوّر کرتے ہیں" [مصطلحاتِ ٹھگی، تحتِ "نظام الدین اولیا"]۔ یہ دراصل مجرمانہ نفسیات کی تسکین تراشی ہے۔ ہندو اور مسلمان، دونوں نے ذہنی اور نفسیاتی سہارے کی صورت پیدا کرلی تھی۔ اِس طرح احساسِ جُرم کی خلش پیدا نہیں ہوپاتی تھی اور پیدا ہو تو یہ تراشیدہ سہارے اُس کو ختم کردیتے تھے۔ بہ ہر طور، ٹھگوں کے معتقدات کے ذیل میں عقیدے کا یہ تضاد اور اُس تضاد سے ذہنی طور پر نجات پانے کی تدبیریں مطالعے کا دل چسپ موضوع بن سکتی ہیں۔

اِسی ضمن میں ایک اور شخصیت ہمارے سامنے آتی ہے اور وہ ہے: دادا ڈھینڑا۔ یہ ہندوؤں اور مسلمانوں، دونوں کا مشترکہ مرشد تھا۔ ٹھگوں کو اِس مرشد کی یاد اُس وقت آتی تھی "جب بہت دنوں تک کوئی مسافر ٹھگوں کے ہاتھ نہ لگے [مصطلحاتِ ٹھگی، تحتِ دادا ڈھینڑا]۔ نذر مانی جاتی تھی کہ کوئی مسافر ہاتھ لگے گا تو دادا کی "سَیُونی" (نیاز) کریں گے۔ یہ نیاز بھی خوب ہے، اِس کی شرط یہ ہے کہ دو پیسے کی شراب منگائی جائے گی۔ ذرا سی شراب پہلے دادا کے نام کی زمین پر گرادی جائے گی اور پھر باقی شراب کو سب پی لیں گے؛ مگر یہ ضروری ہے کہ نیاز کی شراب بس دو پیسے کی آئے گی۔ چلیے نیاز ہو گئی۔ اِس طرح ایک دیوی تھی، جس کو سب مانتے تھے اور ایک دادا، جس کو سب مانتے تھے۔ اور دو[۲] مرشد دونوں کے (یعنی ہندوؤں اور مسلمانوں کے) الگ الگ تھے۔

ٹھگوں کے معمولات میں کئی باتیں ایسی ہیں جو آج سماجی مطالعے کے کام آسکتی ہیں۔ مثلاً یہ بات کہ نئے ٹھگ کو اُس کا اُستاد جب ٹھگی کی مکمل اور خاصی طویل ٹریننگ کے بعد ایک مقررہ دن پر ٹھگی کا رومال دیتا اور اُس میں گرہ لگاتا، تو یہ لازم تھا کہ اُس وقت مغرب کی طرف رُخ کرکے کھڑے ہوں۔ یہ گویا قبلہ رُخ ہونا ہوا۔ اِسی طرح برہمن کی ہمہ گیر اہمیت کا احوال ہے کہ پنڈت جی سے پوچھے بغیر ٹھگوں کے یہاں کوئی بڑا کام نہیں ہوتا تھا اور جس زمانے میں

جن دشاؤں کی طرف سفر کرنا مناسب نہیں، اُدھر سفر نہیں کیا جاتا تھا۔ اِس سلسلے میں جوتش کے احکام کی پابندی کی جاتی تھی؛ مگر اِس سارے التزام اور پابندی کے باوجود، برہمن کو مارنا ٹھگوں کے لیے جائز تھا، اِس پر کسی طرح کی پابندی نہیں تھی۔

## لسانی تجزیے کی ضرورت اور اہمیّت

ٹھگوں کی زبان کا جو ذخیرۂ الفاظ ہے، اُس کے لسانی تجزیے کی اہمیت بھی ہے اور ضرورت بھی۔ بے پڑھے یا کم پڑھے لکھے لوگوں نے ایک مکمّل زبان بنالی۔ اِس میں مرکّب الفاظ خاصی بڑی تعداد میں ہیں۔ مرکبّات کے اجزا نے کن نسبتوں کے ساتھ ترکیبی شکل اختیار کی ہے اور مفرد لفظوں نے اصطلاحی لفظوں کے طور پر اپنی نئی یا اضافی معنویت کو کن واسطوں سے حاصل کیا ہے؛ یہ لسانی مطالعے کا نہایت دل چسپ کام ہو سکتا ہے۔ تفصیل کی اِس تحریر میں گنجایش نہیں، محض بہ طورِ مثال چند الفاظ کی نشان دہی کی جاتی ہے۔ انھی چند مثالوں سے اِس تجزیے کی اہمیت اور اُس کی دل چسپی کا اندازہ کیا جا سکتا ہے۔

بنجاروں کے متعلق ہم سب جانتے ہیں کہ وہ کسی ایک جگہ جم کر نہیں رہتے؛ آج یہاں، کل وہاں۔ ٹھگوں کی زبان میں بلّی کا نام "بنجاری" ہے۔ کس قدر مناسب لفظ ہے یہ۔ بلّی کا خواص بھی یہی ہے کہ ابھی یہاں، ابھی وہاں۔ چلتے میں اگر کسی ٹھگ کا ریاح (پاد) خارج ہو جائے، اُس کا نام ہے "اُڑت کانوری"۔ کانوریے سارا دن کانور لیے ہوئے چلتے ہی رہتے ہیں، پاد (ریاح کا خارج ہونا آواز کے ساتھ) ہو یا پھُسکی (بے آواز اخراجِ ریاح) دونوں انسانی ضرورتیں اُسی عالم میں انجام کو پہنچتی ہوں گی۔ اِس اعتبار سے دیکھیے تو یہ خیال ضرور پیدا ہوگا کہ اِس لفظ (اُڑت کانوری) میں معنویت کی مناسبت کے ساتھ ساتھ نیاپن کس قدر ہے۔

موتی کا نام اُن کے لُغت میں "پنیارا" ہے۔ موتی کی آب میں بھی لفظِ آب شامل ہے اور موتی پانی ہی سے برآمد ہوتا ہے؛ اِس طرح "پنیارا" بہترین لفظ معلوم ہوگا موتی کے لیے۔

جہاں سے دو[2] یا زیادہ راستے مختلف سمتوں میں گئے ہوں، ایسے مقام پر پہنچ کر، پیچھے آنے والے ٹھگوں کے لیے کوئی ایسا نشان بنانا ضروری ہوتا ہے جس سے اُن کو معلوم ہو جائے کہ اگلا گروہ کدھر گیا ہے۔ اِس کے لیے مقرّرہ طریقہ یہ تھا کہ جس طرف یہ لوگ جائیں گے، اُس سمت میں خاص طرح سے مٹّی کی ڈھیری سی بنادی جائے گی، جس سے اُن کو معلوم ہو جائے گا کہ کدھر جانا ہے۔ اِس عمل اور اِس نشان کا نام ہے: پیادہ بٹھانا۔ اِس کے لیے ایک

اور کلمہ ہے: چٹھی دینا۔ دونوں اصطلاحی کلمات کی معنوی مناسبتیں واضح ہیں۔

ٹھگ جس شخص کے ہاتھ اپنے گھروں پر خرچ کے لیے رقم بھیجتے تھے، اُس کو "مالی" کہا گیا ہے۔ کیسی دل چسپ معنوی مناسبت ہے! انتظار کے بعد گھر والوں کو رقم ملے تو اُن کے لیے لانے والے شخص کی وہی حیثیت ہوگی جو سچ مچ کے مالی کی ہوتی ہے جو تقریبات کے موقعے پر پھول لے کر گھروں پر آتا تھا۔ رقم کے سکّے گویا پھول ہیں اور اُن پھولوں کا لانے والا مالی ہے۔

ٹھگوں کی زبان میں "ڈابل" لاحقے کی حیثیت رکھتا ہے۔ اِس لاحقے کی ترکیب سے بہت دل چسپ لفظ بنے ہیں۔ مثلاً ایک لفظ ہے: گھاڑ ڈابل۔ اِس کی وضاحت اِس طرح کی گئی ہے: گھاڑ: ناقص، کٹا پھٹا۔ ڈابل: برہمن۔ چوں کہ راج پوت اور کھتری علومِ دین سے بے بہرہ ہوتے ہیں، یوں وہ ناقص برہمن کے مرادف ہوئے، اِسی مناسبت سے راجپوت اور کھتری کو "گھاڑ ڈابل" کہا گیا ہے۔

"ڈھابا" عام لفظ ہے، اِس سے تو سبھی واقف ہوں گے۔ ٹھگوں کی زبان میں "پیٹ" کو کہا جاتا ہے۔ کیسی مکمل مناسبت ہے! بھلا پیٹ سے بہتر ڈھابا کون سا ہوگا۔ "رَمجنا" کے معنی ہیں: بات کی تہ تک پہنچ جانا۔ صاف طور پر معلوم ہوتا ہے کہ "رَمز" سے بنالیا گیا ہے۔ "پھلکی" سورج ہے اور دوپہر بعد کا سورج "اُترتی پھلکی" ہے۔ "باجنی" اور "پھٹاکی" بندوق ہے؛ صوتی مناسبت ظاہر ہے۔ رشوت کے لیے "تھمونی" آتا ہے؛ چپکے سے ہاتھ میں رکھ دینا، تھما دینا۔ "نعمت" مال دار مسافر ہے اور "اَدھوریا" وہ مسافر ہے جس کے ساتھی ٹھگوں کے ہاتھ سے مارے جاچکے ہوں اور وہ کسی طرح بچ گیا ہو۔ [اُسے بھینٹ نہیں چڑھایا جاسکا، یوں اُس کا کلیان تو ہوا ہی نہیں، اُسے مُکتی نہیں ملے گی، اِس لحاظ سے وہ ادھورا وجود ہوا]۔

ٹھگوں کی زبان میں مرادف لفظوں کی تعداد قابلِ ذکر ہے۔ مثلاً برہمن کے لیے پانچ لفظ ہیں: چھِمّن، ہروا، ناکلا، ڈابل، ڈابا۔ یا جیسے: ڈھال (سپر) کے مرادفات: لین، پھارگی، پھٹکی، مَتھیل۔ یا مثلاً بنیے کے لیے کئی لفظ ہیں: چھانِیا، ہنگروا، ["چھانِیا" میں چھاننے کی مناسبت شامل ہے۔ بنیے کی دکان پر بڑی چھلنی میں کچھ چیزوں کو (صفائی کے لیے) چھانا جاتا ہے۔ اور "ہنگروا" کی ساخت میں ہینگ کی نسبت کارفرما معلوم ہوتی ہے کہ یہ بھی بنیے کی دُکان کی چیز ہے۔ باقی لفظ علاقائی زبانوں کے اثرات کی نمایندگی کر رہے ہیں]۔ کُنڈیا، لنبڑیا، مُوڑانی، اُڑھیا۔ ایسے مرادف الفاظ اِس بات پر دلالت کرتے ہیں کہ مختلف لسانی علاقوں میں بہت سے الفاظ اُن علاقوں کے لسانی اثرات کے تحت بنے ہیں۔ ٹھگی میں تو ہندستان کے مختلف علاقوں

کے لوگ شامل تھے۔ مرکزی ذخیرۂ الفاظ کا اصل حصّہ اور بڑا حصّہ مشترک رہا اور علاقائی سطح پر بھی الفاظ بنے اور وہ بھی اُس زبان کا حصّہ بن گئے۔ بہ ہر طور لسانیاتی طریقِ کار کے تحت اس زبان کے الفاظ کا تجزیہ بہت کام کی چیز ہو سکتا ہے۔

## ٹھگوں کو تحفّظ حاصل تھا۔

ٹھگی ہندستان میں خاصے پُرانے زمانے سے پائی جاتی تھی، البتہ مغل بادشاہ شاہ جہاں کے بعد سے اِس میں اضافہ ہوا۔ جیسے جیسے مغل حکومت کم زور پڑتی گئی، اُسی نسبت سے نظم و نسق میں ابتری پھیلی اور اُسی نسبت سے ٹھگوں کو اپنے کام کے لیے نہایت ساز گار ماحول ملتا گیا۔ اٹھارویں صدی اور انیسویں صدی کا ربعِ اوّل اِس کے عروج کا زمانہ ہے۔ بدنظمی اور انتشار نے ٹھگوں کے لیے بہت ساز گار حالات پیدا کر دیے تھے۔ راستے جس قدر ویران اور غیر محفوظ ہوتے تھے، ٹھگوں کے لیے اُتنی ہی آسانیاں فراہم ہو جاتی تھیں۔ چوں کہ ٹھگی کا سارا عمل عموماً آبادیوں سے دور ویران مقامات اور راستوں پر انجام پاتا تھا اور مقتولوں کو ایسے مقامات پر گاڑ دیا جاتا تھا کہ کسی کو اُن کی خبر نہیں مل پاتی تھی، اِس لیے لوگوں کو اِن کی غارت گری کا احوال معلوم ہی نہیں ہو پاتا تھا۔ ٹھگوں کے گروہ اِس قدر منظّم اور تربیت یافتہ ہوتے تھے کہ شروع سے آخر تک، یعنی مسافروں کو اپنے ساتھ چلنے پر آمادہ کرنے سے لے کر اُن کے قتل تک سارے کام مقرّرہ طریقوں کے مطابق انجام پاتے تھے۔ پھر کام کی باتیں یہ لوگ اپنی زبان میں کیا کرتے تھے جس سے دوسرے واقف نہیں ہوتے تھے، یوں اِن کی کار کردگی کا حال کسی پر آشکارا نہیں ہو پاتا تھا۔ اِس کا کچھ اندازہ اِسی ایک بات سے کیا جا سکتا ہے کہ سلیمن نے رماسیانا میں لکھا ہے کہ جہاں میں سرکاری فرائض انجام دیتا تھا (۱۸۲۲ء سے ۱۸۲۴ء تک)، اُس کے قریبی علاقے میں ٹھگوں کا عمل دخل تھا اور میں اِس قدر بے خبر تھا اِس صورتِ حال سے کہ اگر کوئی شخص مجھ سے یہ کہتا کہ اِس علاقے میں لوگوں کو قتل کیا جاتا ہے تو میں اُسے دیوانہ سمجھتا [رماسیانا، ص ۳۲، ص ۳۵]۔

دوسروں پر ٹھگوں کا حال جو نہیں کھلتا تھا، اُس میں اُن کی تنظیم، ترتیب اور عقیدے کی سخت گیری کے ساتھ ساتھ دو اور اہم باتوں کو بھی دخل تھا۔ ایک تو یہ کہ جن علاقوں میں ٹھگ رہا کرتے تھے یا راستوں پر واقع جن گانوؤں کے قریب وہ اپنے کاموں کو انجام دیا کرتے تھے، وہاں کے رہنے والے اُن سے واقف ہوا کرتے تھے؛ اِس کے باوجود وہ کسی کو اِس کی خبر

نہیں دیتے تھے؛ کچھ لوگ تو اِس وجہ سے کہ وہ ٹھگوں کو دیوی کا پرستار مانتے تھے۔ جس طرح بہت سے لوگ سانپ کو مارنا اچھا نہیں سمجھتے، اُسے دودھ پلانا اچھا کام سمجھتے ہیں، اُسی طرح وہ دیوی کے پرستاروں کو بھی نقصان پہنچانے کا تصوّر نہیں کر سکتے تھے۔ دوسرے لوگ جو ایسا کر سکتے تھے، وہ ڈرتے تھے۔ یوں کوئی کسی سے کچھ نہیں کہتا تھا۔ اِس طرح وہاں کے لوگ ٹھگوں کے محافظ بن جاتے تھے [رماسیانا اوّل، ص ۳]۔ دوسری بات یہ تھی کہ بہت سے زمیندار اور گانوؤں کے مکھیا ٹھگوں سے باقاعدہ رقم وصول کیا کرتے تھے اُن کی حفاظت کی ضمانت کے طور پر۔ ٹھگ حصولِ تحفظ کی اِس رقم کو ادا کیا کرتے تھے۔ ریاست گوالیار ٹھگوں سے باقاعدہ تحفظ کا ٹیکس لیا کرتی تھی۔ قاعدہ یہ تھا کہ ٹھگوں کے ہر خاندان (ایک گھر) کو چوبیس روپے آٹھ آنے ہر تیسرے برس ادا کرنا ہوتے تھے۔ یہ ۱۷۹۷ء کی بات ہے۔ یہ ٹیکس وصول کرنے کی ذمے داری جس کی تھی، وہ اپنا مقررہ کمیشن کاٹ کر باقی رقم ریاستی خزانے میں جمع کر دیا کرتا تھا۔ جو ٹھگ ریاست کو یہ ٹیکس ادا کیا کرتے تھے، اُن کی فہرست تیار کی گئی تھی [رماسیانا حصۂ دوم، ص ۱۵۰]۔

## اِس کتاب کی اہمیّت

جرائم پیشہ گروہوں میں ٹھگوں کی سب سے زیادہ منظم جماعت تھی۔ اُن کا ایک نقطۂ نظر تھا، جس کے واسطے سے ٹھگی جرم سے بجائے ایک اعلا آسمانی طاقت کے احکام کی بجا آوری کا مجموعہ بن گئی تھی۔ اُن کی رسمیں تھیں، طریقے تھے اور اُن کی اپنی زبان تھی۔ ٹھگ کس نقطۂ نظر کو مانتے تھے، ہندو اور مسلمان دونوں دیوی کے پرستار کیسے بن گئے تھے، یہ کیا بات تھی کہ ہندو مسلمان دونوں اپنے اپنے مذہب کو مانتے تھے اور ایک تیسری طاقت کو بھی مانتے تھے۔ اونچی ذات اور نیچ ذات کا تصوّر جو خالص سماجی مسئلہ ہے، وہ ایک مجرمانہ عمل میں بھی اِس حد تک دخیل ہو گیا تھا کہ نیچ ذات کے فرد پر ٹھگی نہیں کی جا سکتی تھی، خواہ اُس کے پاس کتنی ہی دولت ہو؛ ایسے دل چسپ مسائل کی تفصیل اِسی کتاب میں دیکھی جا سکتی ہے۔

ٹھگ پھانسی کا رومال مقتول کے گلے میں کیسے ڈالتے تھے، ٹھگ بننے کے لیے کس طرح کی تربیت ضروری تھی، کن رسموں کی بجا آوری لازم تھی اور سب سے بڑھ کر یہ بات کہ ٹھگوں کی زبان کے اصطلاحی الفاظ سے واقفیت حاصل ہو، جو لغت نگاری کے لحاظ سے اور لسانیات کے نقطۂ نظر سے بہت ضروری چیز ہے؛ یہ کتاب واحد بنیادی ماخذ ہے اِس ساری

معلومات کے حصول کا۔ اسی بنا پر یہ ضروری سمجھا گیا کہ اِس کتاب کے متن کو تدوین کے طریقۂ کار کے تحت مرتّب کیا جائے۔ سماجیاتی مطالعے، لسانیاتی تجزیے اور لغت نگاری: ان تینوں اہم موضوعات کے لیے یہ کتاب بنیادی ماخذ کی حیثیت رکھتی ہے، یوں اِس کا مرتّب کیا جانا ایک ضروری کام تھا۔

انسدادِ ٹھگی کا کام انگریزی حکومت کی ہدایت کے مطابق شروع ہوا تھا۔ یوں تو ۱۷۹۹ء سے اِس طرف کچھ توجہ کی جانے لگی تھی، ۱۸۰۷ء میں کچھ ٹھگ پکڑے بھی گئے تھے [رماسیانا، جلد دوم، ص ۳۲۸] مگر ۱۸۲۹ء تک ٹھگ بے خوفی کے ساتھ ٹھگی میں مصروف تھے۔ ۱۸۳۰ء میں گورنر جنرل ولیم بینٹنگ نے ٹھگی کو ختم کرنے کا باقاعدہ منصوبہ بنایا اور ولیم سلیمن کو اِس کا انچارج مقرّر کیا گیا۔ سلیمن کے لکھنے کے مطابق ۱۸۳۵ء تک بیش تر ٹھگ پکڑے جا چکے تھے اور عملی طور پر ٹھگوں کے منظم گروہ ختم ہو چکے تھے [رماسیانا، اوّل، ص ۲۰]۔ اِس کتاب کے آخر میں ایک نقشہ ہے اُس سے معلوم ہو سکتا ہے کہ کتنے ٹھگ اُس وقت تک پکڑے جا چکے تھے۔

سلیمن نے ایک کام یہ کیا بہت سے سینیر ٹھگوں کو وعدۂ معافی کے واسطے سے اِس پر آمادہ کر لیا کہ وہ ٹھگی کے اصول، عقائد اور طریقۂ کار کی ضروری تفصیلات بتا دیں۔ اِس کا انتظام کر دیا گیا کہ یہ ٹھگ، جن کو "گوینده" کا نام دیا گیا اور جن کی تعداد چار سو (۴۰۰) تھی، جو کچھ بتائیں، اُسے قلم بند کر لیا جائے۔ اِسی طرح ٹھگوں کی خفیہ زبان، جسے ٹھگ "رماسی" کہتے تھے، اُس کے سبھی لفظ بھی اِن لوگوں نے لکھا دیے [رماسیانا، ص ۶۵]۔ سلیمن نے اُن سب لفظوں کو فرہنگ کے طور پر مرتّب کیا اور اپنی کتاب رماسیانا کے پہلے حصّے میں اِسے شامل کر دیا۔ سلیمن کے حکم کے مطابق اُس کے دفتر کے ایک لائق اہل کار علی اکبر (الٰہ آبادی) نے سلیمن کی مرتّب کی ہوئی فرہنگ کا اردو میں ترجمہ کیا بہت سے اضافوں کے ساتھ۔ علی اکبر نے گویندوں سے بہ طورِ خود بھی معلومات حاصل کیں اور سلیمن کی فرہنگ کے الفاظ شامل کر کے ایک نسبتاً بڑی فرہنگ مرتّب کی جو سلیمن کی مرتّب کی ہوئی فرہنگ کے مقابلے میں تعدادِ الفاظ کے لحاظ سے بہتر تھی اور معلومات کے لحاظ سے وسیع تر۔ سلیمن کی کتاب رماسیانا ۱۸۳۶ء میں کلکتے سے شائع ہوئی تھی۔ علی اکبر کی کتاب ۱۸۳۹ء میں کلکتے ہی سے چھپی تھی۔ علی اکبر نے دو۲ مرحلوں میں اِس کام کو انجام دیا۔ پہلے اُس نے نسبتاً مختصر کتاب تیّار کی (اِس کے تین مخطوطے محفوظ ہیں) اور اُس کے بعد اُس میں مزید معلومات کا اضافہ کیا اور اِس طرح ایک مفصّل اور مکمّل فرہنگ تیّار ہوئی۔ یہ مکمّل فرہنگ ۱۸۳۹ء میں "مصطلحاتِ ٹھگی" کے نام سے چھپی تھی۔

## (۱) رماسیانا

سلیمن نے یہ کتاب ۱۸۳۵ء میں مرتب کی تھی۔ ۱۸۳۶ء میں یہ کلکتے سے شائع ہوئی۔ ٹھگوں سے متعلق اِس کی حیثیت انسائکلوپیڈیا جیسی ہے۔ ایک بڑا کام سلیمن نے یہ کیا ہے کہ عدالت میں ٹھگوں نے مقدمات کے سلسلے میں جو بیانات دیے ہیں، اُن سب کو یک جا کر دیا ہے، اِس طرح کتاب کا یہ حصّہ گنجینۂ معلومات بن گیا ہے۔ بعد کے لکھنے والوں کے لیے یہ کتاب اصل ماخذ رہی ہے اور بیش تر باتیں اِسی کتاب سے ماخوذ ہیں۔ سلیمن نے ٹھگوں کی زبان کی جو فرہنگ تیار کی تھی، وہ بھی اِس میں شامل ہے۔ سلیمن نے یہ وضاحت کر دی ہے کہ مختلف "جنٹل مینوں" کی موجودگی میں وہ گویندوں سے پوچھ پوچھ کر الفاظ جمع کر تا رہا ہے۔ اُس نے مزید وضاحت کی ہے کہ اِس فرہنگ کا ہر لفظ "رماسی" (ٹھگوں کی خفیہ زبان) ہے۔ کتاب کے دو۲ حصّے ہیں، جو باہم ایک جلد میں منسلک ہیں۔ حصّۂ اوّل میں ۲۷۰ صفحے ہیں اور دوسرے حصّے میں ۵۱۵۔ کُل صفحات: ۷۸۵۔ یہ کتاب کم یاب ہے۔ مُحبِّ مکرم اسلم محمود صاحب کی عنایت سے میں اِس کتاب سے استفادہ کر سکا۔

## (۲) مصطلحاتِ ٹھگی: پہلی روایت

علی اکبر الہ آبادی جبل پور کی "کچہری جنرل سپرنٹنڈنٹ" میں سر شتے دار تھے۔ اُنھوں نے سلیمن کے کہنے پر ٹھگوں کی زبان سے متعلق ایک کتاب مرتب کی۔ اُنھوں نے اِس کے مقدّمے میں مزید صراحت کی ہے کہ "بالمقابلے جناب مکرمت انتساب کے (مراد ہے سلیمن) کہ آپ بھی انگریزی میں تحریر کرتے جاتے تھے، تحقیق کر کے ایک رسالہ...... بہ ترتیب حروفِ تہجی کے، کہ سب لغاتِ مجتمعہ سات سو چالیس ہیں، لکھا و نام اُس کا مصطلحاتِ ٹھگی رکھا"۔ اُنھوں نے اِس کتاب کے چار خطّی نسخے تیار کرائے۔ یہ چاروں نسخے محفوظ رہ گئے۔ اِن میں سے ایک خطّی نسخہ ایسا ہے جس کے آخر میں مصنف کے دستخط ہیں اور اُس کی مُہر لگی ہوئی ہے۔ میری رائے میں یہ نسخہ علی اکبر کے قلم کا لکھا ہوا ہے، اِس اہمیت کی بنا پر اِسے مخطوطہ الف کہنا چاہیے۔ یہ خطّی نسخہ آصفیہ لائبریری حیدر آباد میں تھا اور میں نے اِسے وہیں ۱۹۶۹ء میں دیکھا تھا۔ آصفیہ لائبریری کے مخطوطات اب "آندھرا پردیش گورنمنٹ اورینٹل مینسکرپٹس لائبریری اینڈ ریسرچ انسٹی ٹیوٹ حیدر آباد میں منتقل کر دیے گئے۔ اِس

طرح یہ نسخہ بھی اب وہیں ہے۔ محبِ مکرم یعقوب میراں مجتہدی صاحب کی عنایت سے اِس نسخے کا عکس میرے سامنے ہے۔ علی اکبر کی کتاب مصطلحاتِ ٹھگی، جو ۱۸۳۹ء میں شائع ہوئی تھی، دراصل روایتِ ثانی ہے۔ یہ مخطوطہ اُس کی روایتِ اوّل ہے۔ یہ پہلی روایت ۱۸۳۶ء میں مرتب ہوئی تھی۔ زیرِ نظر خطّی نسخے میں کُل ۱۵۹ صفحات ہیں۔ مسطر تیرہ سطری ہے۔ اصل رسالہ ص ۱۵۸ کی پہلی سطر پر ختم ہو جاتا ہے۔ آخری دو صفحوں میں علی اکبر کی لکھی ہوئی ایک عرضی ہے۔ اِس عرضی کے آخر میں نام اور تاریخ اِس طور پر مندرج ہے: ''عرضی فدوی علی اکبر سرشتہ دار کچہری جنرل سپرنٹنڈنٹی مقام جبل پور۔ معروضہ پنجم جون ۱۸۳۶ عیسوی۔'' اِس عبارت کے ساتھ اُس کی مُہر بھی لگی ہوئی ہے۔ مطبوعہ نسخہ مصطلحاتِ ٹھگی اور اِس خطّی نسخے کے اختلافاتِ متن کا حوالہ حواشی میں دے دیا گیا ہے۔

روایتِ اوّل کے اِس مخطوطے کا دوسرا نسخہ عثمانیہ یونی ورسٹی حیدر آباد کے کتاب خانے میں ہے۔ تیسرا نسخہ انڈیا آفس لائبریری لندن میں ہے۔ محبِ مکرم پروفیسر محمود الٰہی نے اطّلاع دی ہے کہ اِس کا چوتھا خطّی نسخہ برلن کی فیڈرل ری پبلک آف جرمنی کی لائبریری کے ''ذخیرۂ اشپرنگر'' میں ہے۔ [اُنھوں نے ازراہِ لطف لائبریری کٹلاگ کے متعلقہ صفحات کا عکس میرے پاس بھیج دیا ہے]۔

## مصطلحاتِ ٹھگی کی روایتِ ثانی

علی اکبر نے روایتِ اوّل [محوّلہ بالا خطّی نسخے] میں بہت سے الفاظ کا اضافہ کیا، مقدمہ ازسرِ نو لکھا اور اِس طرح اِس کتاب کی دوسری روایت مکمّل ہو گئی جو ۱۸۳۹ء میں کلکتے میں چھپی۔ اِس کے سرورق پر مطبعے کا نام اِس طرح چھپا ہوا ہے: ''مطبوع صدر کلکتہ''۔ مقدمہ مرتب کے آخر میں ٹھگوں کی گرفتاری اور سزایابی سے متعلق ایک نقشہ ہے [یہ نقشہ میں نے آخرِ کتاب میں شامل کیا ہے]، اِس نقشے کے نچلے حاشیے پر یہ عبارت ہے: ''کلکتہ میں طامس بلاک صاحب کے لیتھوگرافک چھاپے خانے میں ۱۸۳۹ مسیحیہ میں چھاپا گیا''۔ بہ ظاہر اِس عبارت کا تعلّق اُس نقشے سے ہے۔ بہ ہر طور، یہ مسلّم ہے کہ یہ کتاب کلکتے میں ۱۸۳۹ء میں چھپی تھی۔ کُل صفحات: ۱۹۷۔ مسطر پندرہ سطری۔ اِس روایت میں مرتب نے ٹھگوں کے مختلف گروہوں کے بہت سے الفاظ کا اضافہ کیا ہے۔ میں نے ہر حرف کے تحت حاشیے میں اِس کی نشان دہی کر دی ہے کہ روایتِ اوّل اور روایتِ آخر میں لفظوں کی تعداد کا تناسب کیا ہے۔ اِس طرح یہ بہ خوبی معلوم کیا جا سکتا ہے کہ سلیمن کے مقابلے میں علی اکبر نے کتنے

زیادہ الفاظ شامل کتاب کیے ہیں۔ مزید وضاحت کے لیے یہاں یک جائی طور پر تعدادِ الفاظ پیش کی جاتی ہے:

ان چاروں نسخوں میں الفاظ کی تعداد یوں ہے۔ (۱) فرہنگِ سلیمن (مشمولہ رماسیانا): ۸۶۲۔ (۲) مصطلحاتِ ٹھگی کی روایتِ اوّل (مخطوطہ): ۷۴۰۔ (۳) مصطلحاتِ ٹھگاں (فارسی): ۵۵۸۔ (۴) مصطلحاتِ ٹھگی کی روایتِ ثانی (مطبوعہ نسخہ): ۱۵۸۵۔

جہاں تک ٹھگوں کی زبان کا تعلق ہے، مصطلحاتِ ٹھگی کی روایتِ ثانی، یعنی مطبوعہ کتاب کی حیثیت اصل مکمل ماخذ کی ہے۔ یہ کتاب اب کم یاب ہے۔ انجمن ترقیِ اردو (کراچی) کے کتاب خانے میں اس کا ایک نسخہ محفوظ ہے۔ میرے کرم فرما مشفق خواجہ صاحب نے اُس کا عکس بھیجا تھا۔ اُن کی کرم فرمائی کا بہ دل ممنون ہوں۔ اِس کے بغیر یہ کام ہو ہی نہیں سکتا تھا۔

## (۴) مصطلحاتِ ٹھگاں

سلیمن کے حکم کے مطابق علی اکبر الٰہ آبادی نے سلیمن کی مرتبہ فرہنگ کا فارسی میں ترجمہ کیا[۱]۔ مترجم کی وضاحت کے مطابق ستمبر ۱۸۳۴ء میں یہ ترجمہ کیا گیا۔ اِس کا ایک خطّی نسخہ بوڈلین لائبریری آکسفورڈ کے ذخیرۂ ولیم اوسلے میں ہے۔ عزیزِ مکرّم ڈاکٹر معین الدین عقیل (کراچی) نے اِس نسخے کا عکس بنوا کر بھیجا۔ اُن کا شکریہ ادا کیا جاتا ہے۔ بہ صورتِ دیگر اِس نسخے سے میں استفادہ نہیں کر سکتا تھا۔ اس میں الفاظ کی تعداد نسخۂ فرہنگِ سلیمن سے کم ہے، مگر بعض ایسے الفاظ کا اضافہ ہے جو نہ تو فرہنگ سلیمن میں ہیں اور نہ مصطلحات کی کسی روایت میں۔ میں نے اُن زائد لفظوں کو اِس متن میں شامل کر لیا ہے اور حاشیے میں اِس کی نشان دہی کر دی ہے۔ کُل صفحات: ۵۰۔ یہ معلوم نہیں ہو سکا کہ سلیمن نے کس غرض سے یہ فارسی ترجمہ کرایا تھا۔ میرے علم کے مطابق یہ نسخہ ہنوز غیر مطبوعہ ہے۔ مترجم نے صراحت کر دی ہے کہ اِس کا نام "مصطلحاتِ ٹھگاں" ہے۔ مترجم نے یہ نہیں بتایا کہ فرہنگِ سلیمن کے کچھ لفظ اِس میں کیوں شامل نہیں کیے گئے اور جن الفاظ کا اضافہ لیا گیا ہے اُن کا ماخذ کیا ہے اور کیا یہ حذف و اضافہ سلیمن کی اجازت سے یا اُس کے حکم کے مطابق ہوا تھا۔ سلیمن نے رماسیانا

---

[۱] "ہنری سلیمن صاحب بہادر...... بہ ایں بندۂ احقر اکبر علی...... بنا بر ترجمہ آں بہ لسانِ فارسی ایما رفت...... بالرّاس والعین بہ تعمیلِ فرمانِ واجب الاذعان پرداختہ موسوم بہ "مصطلحاتِ ٹھگاں" ساخت۔ امید کہ منظورِ نظر کیمیا اثرش گردد" [مقدمہ مصطلحاتِ ٹھگاں]۔

کی ترتیب ۱۸۳۵ء میں مکمل کی تھی اور اِس فارسی ترجمے کی تسوید ستمبر ۱۸۳۴ء میں ہوئی۔ اِس کا واضح طور پر مطلب یہ ہے کہ سلیمن نے جب اپنی فرہنگ کی ترتیب کا کام شروع کیا تھا، اُنھی دنوں اُس نے علی اکبر کو اُس کا ترجمہ کرنے کی ہدایت دے دی ہوگی۔ دونوں نسخوں میں الفاظ کی کمی بیشی کی ایک وجہ یہ بھی ہو سکتی ہے۔ اِس فارسی مخطوطے کا دوسرا نسخہ برلن کی فیڈرل ری پبلک لائبریری جرمنی کے ذخیرۂ اشپرنگر میں ہے، جہاں مصطلحاتِ ٹھگی کی روایتِ اوّل کا اردو مخطوطہ بھی محفوظ ہے، جس کا حوالہ اوپر آچکا ہے۔

## (۵) مصطلحاتِ ٹھگی (حیدر آباد)

مارچ ۱۹۹۸ء میں آندھرا پردیش گورنمنٹ اورینٹل منسکرپٹس لائبریری کی طرف سے مصطلحاتِ ٹھگی کا ایک اڈیشن شائع ہوا تھا۔ یہ سرکاری کام ہے اور ایسے سرکاری کام جیسے ہوتے ہیں، ویسا ہی ہے۔ اِس نسخے کے مرتب نے یہ کیا ہے کہ اِس ادارے میں جو مخطوطہ محفوظ ہے (جس کا تعارف اوپر آچکا ہے) اور جو اِس کتاب کی روایتِ اوّل ہے، اُسی کو ایک مقدّمے اور کچھ حواشی کے ساتھ (اصل کتاب سمجھ کر) چھاپ دیا ہے۔ مرتب کو اس کی خبر ہی نہیں تھی کہ یہ روایتِ اوّل ہے اور ناتمام کام ہے اور یہ کہ اِس کی روایتِ ثانی (جو مکمل کام ہے) چھپ چکی ہے۔ بہ ظاہر یہ خیال کیا جاسکتا ہے کہ مرتب کو شاید اصولِ تحقیق کا کماحقہٗ علم نہیں اور اصولِ تدوین سے وہ پوری طرح آشنا نہیں، اِس لیے یہ صورت پیدا ہوئی ہے۔ اُنھوں نے تقریباً ہر جملے کو دو[۲] بار درجِ متن کیا ہے؛ ایک بار پُرانے طریقِ املا کے مطابق اور ایک بار مروّج املا کے مطابق، اِس طرح قاری کی نظر بے طرح اُلجھتی ہے۔ اگر روایتِ اوّل کے اُس مخطوطے کو عکسی طور پر چھاپ دیا جاتا تو یہ ضرور ایک کام ہوتا کہ دوسرے کام کرنے والے روایتِ اوّل اور روایتِ ثانی کا تقابلی مطالعہ بہ آسانی کر سکتے تھے۔ کل صفحات ۱۵۷۔ جناب یعقوب میراں مجتہدی کی عنایت سے یہ کتاب مجھے ملی تھی، اُن کا شکر گزار ہوں۔ اِس ادارے کے ڈائرکٹر ڈاکٹر نرسمہا راو کا پیش لفظ شاملِ کتاب ہے، اِس میں ایک دو باتیں ضرور کام کی ہیں۔

## فرہنگِ اصطلاحاتِ پیشہ وراں

مولوی ظفر الرحمٰن دہلوی نے آٹھ جلدوں میں یہ فرہنگ مرتب کی ہے (ہر جلد کی ضخامت دو سو سے ڈھائی سو صفحات کی)۔ اِس میں مختلف پیشوں کی اصطلاحیں جمع کی گئی ہیں۔

اپنی نوعیت کی یہ بڑی منفرد اور قابلِ قدر کتاب ہے۔ اِس کی آٹھویں جلد کی ایک فصل کا عنوان ہے: جرائم پیشہ۔ اِس میں "چوری، ٹھگی ڈکیتی مع قمار بازی" سے متعلق اصطلاحی لفظ جمع کیے گئے ہیں۔ اِس فصل کے کُل بیالیس صفحے ہیں۔ مقابلہ کرنے پر معلوم ہوا کہ مولوی صاحب نے مصطلحات کی روایتِ اوّل کو (یعنی آصفیہ لائبریری کے مخطوطے کو، جس کا احوال لکھا جاچکا ہے) اپنے سامنے رکھا ہے۔ مطبوعہ مصطلحاتِ ٹھگی (یعنی روایتِ ثانی) اُن کے سامنے نہیں تھی۔ چوں کہ اُنھوں نے چوروں اور جواریوں کو بھی ٹھگوں کے ساتھ شامل کرلیا، یوں اِن میں سے ہر گروہ سے متعلق الفاظ کی تعداد خاصی کم رہی اور یہ بھی ہوا کہ ٹھگوں سے متعلق بہت سے الفاظ کی تشریحات ناتمام رہیں یا صحیح طور پر بیان میں نہیں آسکیں اور اُن کی زبان کے سب لفظ بھی جو مصطلحاتِ ٹھگی کے مطبوعہ نسخے میں ہیں، شامل نہیں ہوسکے۔

یہ فرہنگِ اصطلاحات انجمن ترقّیِ اردو دہلی نے شائع کی تھی۔ طبعِ اوّل ۱۹۴۴ء۔ میرے علم کے مطابق ہندستان میں اِس کا دوسرا اڈیشن شائع نہیں ہوسکا۔ پاکستان کے متعلق مجھے علم نہیں۔ میں نے اِس نسخے کے متن سے متعلق حواشی میں اختلافاتِ متن کی نشان دہی کردی ہے۔ "فرہنگِ اصطلاحاتِ پیشہ وراں" کے لیے "فرہنگِ اصطلاحات" بھی لکھا گیا اور اور "اصطلاحات" بھی۔

اردو لغات کا احوال یہ ہے کہ امیر اللّغات، فرہنگِ آصفیہ اور نور اللّغات میں ٹھگوں کی زبان کے کچھ اصطلاحی الفاظ ملتے ہیں، مگر ایک تو اُن کی تعداد کم، بل کہ بہت کم ہے۔ دوسری بات یہ معلوم ہوتی ہے کہ مولّفینِ لغات نے جس طرح اِس کا اہتمام نہیں کیا کہ ٹھگوں کی زبان کے سب لفظ شامل کیے جائیں، اُسی طرح یہ بھی نہیں کیا کہ الفاظ کے تحت جو تشریحات درج کی جائیں، وہ جامع ہوں اور صحیح بھی ہوں۔ ٹھگوں کی زبان کے سب سے زیادہ لفظ اردو لغت (کراچی) میں ہیں؛ مگر وہاں مرتّبین نے اِس سہل انگاری سے کام لیا ہے کہ اکثر اندراجات کے لیے فرہنگِ اصطلاحاتِ پیشہ وراں کو سامنے رکھا ہے، اگرچہ ہر جگہ حوالہ دیا ہے مصطلحاتِ ٹھگی کا۔ اِس سے جو صورتِ حال پیدا ہوسکتی تھی، وہ نمایاں ہوئی ہے۔ فرہنگِ آصفیہ کے لیے "آصفیہ" بھی لکھا گیا ہے اور نور اللّغات کے لیے "نور"۔

**ایک وضاحت**: میڈوز ٹیلر کے ناول Confession of a Thug نے بہت شہرت پائی۔ یہ بارہا چھپا ہے۔ اُردو میں اِس کے کئی ترجمے ہوئے ہیں (دیکھیے ببلوگرافی)۔ باکمال ناول نگار کے حسنِ نگارش نے فکشن کو واقعے کا مرادف بنادیا ہے؛ لیکن وہ ہے ناول، اِس لیے اُس کے مندرجات سے میں نے کہیں بھی کام نہیں لیا اور مجھے اُسے بہ طورِ کتابِ حوالہ

استعمال کرنا بھی نہیں چاہیے تھا۔ یہ وضاحت محض احتیاطاً کی گئی ہے۔ اِس کے جدید اڈیشن (آکسفورڈ پریس نیویارک) کا ایک نسخہ ٹوکیو سے معین الدین عقیل صاحب نے بھیجا تھا اور اِس کے ایک اُردو ترجمے (مترجم: محب حسین) کا نسخہ حیدر آباد سے جناب یعقوب میراں مجتہدی نے بھیجا تھا۔ دونوں حضرات کا شکریہ ادا کیا جاتا ہے۔

## (۷) واقعاتِ عجیبہ و غریبہ معروف بہ غریب نامہ

یہ دل چسپ کتاب جو ایک فارسی مجموعۂ اظہاراتِ عدالت کا ترجمہ ہے، مختلف ٹھگوں کے اُنیس سفروں کے احوال پر مشتمل ہے۔ یہ دراصل ولیم سلیمن کے اجلاسِ عدالت میں گویندوں کے بیانات کا مجموعہ ہے۔ سید نقی حسن نے اُس فارسی مجموعے کا اردو میں ترجمہ کیا ہے۔ مطبوعہ نول کشور پریس کان پور۔ سالِ طبع: ۱۸۹۱ء۔ مترجم کے قول کے مطابق کتاب کے دونوں نام تاریخی ہیں، جن سے ہجری اور عیسوی تاریخیں نکلتی ہیں۔ دل چسپ کتاب ہے اور معلومات افزا بھی۔ ٹھگ کس طرح اپنے کام کو انجام دیا کرتے تھے، اِس کا کچھ احوال معلوم ہوتا ہے۔ حوالے کے طور پر اِس کتاب سے کام نہیں لیا گیا دو۲ وجہوں سے۔ ایک تو یہ کہ یہ خاصی موخر کتاب ہے بہ لحاظِ ترجمہ و طباعت، دوسرے یہ کہ اِس میں حالات تو ہیں، مگر الفاظ کے سلسلے میں یہ اصل مآخذ کی طرح مدد نہیں کرتی۔ محبی اسلم محمود صاحب کی عنایت سے اِس کا عکس دست یاب ہوا۔ ہاں، اِس کتاب میں ایک چیز بہت کام کی ہے۔ اِس میں ایک نقشہ شامل ہے جس میں اُنیسوں سفر سے متعلق یہ تفصیلات مندرج ہیں کہ کس سفر میں کتنے مسافروں کو قتل کیا گیا (مع نام اور قومیت) اُن سے کتنی رقم اور کیا سامان حاصل ہوا۔ اُن کو کس جگہ مارا گیا اور کس جگہ گاڑا گیا۔ کچھ اور تفصیلات بھی ہیں۔ اِس لحاظ سے یہ کتاب کار آمد ہے۔

اِس کتاب (مصطلحاتِ ٹھگی) کے آخر میں ایک ببلوگرافی شامل کی گئی ہے۔ اِسے محبی اسلم محمود صاحب مرتب کیا ہے۔ یہ بہت کام کی چیز ہے۔ اِس کے لیے اسلم محمود صاحب کا شکریہ ادا کیا جاتا ہے۔

مصطلحاتِ ٹھگی (طبعِ اوّل) کے آخر میں ایک نقشہ شامل ہے جس میں یہ بتایا گیا ہے کہ کب اور کہاں کتنے ٹھگ پکڑے گئے، کس کی عدالت میں پیش کیے گئے اور اُن کو کیا سزا ملی۔ اِس نقشے کو میں نے شامل رکھا ہے، بس اِتنی تبدیلی کی ہے کہ اُس نقشے میں ٹھگوں کی تعداد کو پرانے رقمی نشانات میں لکھا گیا ہے [مثلاً گیارہ کو ، یا ۳۲ کو ]۔ اِن اعداد کو پڑھنا آج کے قاری کے لیے مشکل ہے، اِس لیے کی آج کی مروّج شکلوں کو لکھا گیا ہے۔

محبِ مکرم اسلم محمود صاحب کا خاص طور پر شکر گزار ہوں۔ یہ کام دراصل اُنھی کی فرمایش، تشویق اور اصرار کے نتیجے میں مکمل ہو پایا۔ رماسیانا کا عکس بھی اُنھی نے فراہم کیا، میں اُسے حاصل نہیں کر پاتا۔ ڈاکٹر معین الدین عقیل نے دو۲ نسخوں کے عکس بھیجے، مشفق خواجہ صاحب نے مصطلحاتِ ٹھگی کا عکس فراہم کیا۔ میرے کرم فرما یعقوب میراں مجتہدی صاحب نے دو۲ نسخوں کا عکس بھیجا۔ اِن کرم فرما حضرات کی نوازشیں شاملِ حال نہ ہوتیں، تو ظاہر ہے کہ یہ کام نہیں ہو سکتا تھا؛ اِن سب کا ممنون ہوں اور شکر گزار۔ توقع کرتا ہوں کہ سماجی مطالعات سے دل چسپی رکھنے والے اور لسانیاتی اندازِ نظر رکھنے والے حضرات کو اِس کتاب میں بہت سی کام کی باتیں ملیں گی۔

محبِ مکرم شمس الرحمٰن فاروقی صاحب کا بہ طورِ خاص شکر گزار ہوں۔ اِس کتاب کی تکمیل میں اُن کی تشویق شامل رہی ہے اور اُنھی تجویز پر کونسل نے اِس کتاب کی طباعت کے لیے گرانٹ منظور کی۔ اِس مرحلے کو طے کرنا میرے بس کی بات نہیں تھی۔

بابائے اردو مولوی عبدالحق سیریز کے تحت پُرانے متون کو نئے انداز سے مرتب کرنے کا جو سلسلہ شروع ہوا ہے، اُس سلسلے کی اب تک پانچ کتابیں چھپ چکی ہیں: فسانۂ عجائب، باغ و بہار، گلزارِ نسیم، مثنویاتِ شوق، سحر البیان۔ چھٹی کتاب کلاسکی ادب کی فرہنگ ہے۔ یہ لُغت تین جلدوں میں مکمل ہو گا۔ پہلی جلد مرتب ہو چکی ہے اور جلد ہی حوالہ پریس کی جا سکے گی۔ باقی دو جلدوں کو بھی جلد مکمل کرنے کی کوشش کی جائے گی۔ یہ کتاب اُسی سلسلے کی ساتویں کتاب ہے۔ اِس سلسلے کی چار کتابیں اور ہیں: کلیاتِ جعفر زٹلی، عبدالواسع ہانسوی کا لُغت غرائبُ اللّغات، امراو جان ادا اور لفظیاتِ غالب۔ توقع کی جاتی ہے کہ یہ چاروں کتابیں بھی اِس سلسلے کی دوسری کتابوں کی طرح مرتب ہو سکیں گی اور اہلِ نظر کی پسندیدگی کا شرف حاصل کر سکیں گی۔

رشید حسن خاں

یکم دسمبر ۲۰۰۱ء

# مُصطَلَحاتِ ٹھگی

من انتشر الكتاب فتبرك الله فيها

# مصطلحاتِ ٹھگی

یعنی محاورۂ زباں دانی ٹھگوں ہر قسم کا
کہ بہ ایمائے میجر ولیم ہنری سلیمن صاحب بہادر
اور تصنیف منشی مرزا محمد علی اکبر الہ آبادی کی
حلیۂ ترتیب میں آئی

مقبولِ خواطرِ جہاں باد
مرغوب چو سیرِ بوستاں باد
ہر فقرۂ او چو عقدِ پرویں
خوش تر زکلامِ این و آں باد

مطبوع صدر کلکتہ

۱۸۳۹ مسیحیہ

مصطلحاتِ ٹھگی (طبعِ اوّل) کے سرورق کی نقل۔

[1]

حمد و سپاس زیادہ اندازۂ شرح و بیانِ ذی جان سے، جنابِ خلّاقِ ہجدہ ہزار عالم کو زیبا ہے کہ جس نے اپنی قدرتِ کاملہ و حکمتِ بالغہ سے، انسانِ خاکی بُنیان کو بہ طبائعِ متضادّہ پیدا کیا اور لُغاتِ مختلفہ و اصطلاحاتِ جُداگانہ سے گویا۔ اور درود و سلام، افزوں طاقتِ طلاقتِ لسانِ جنّ و انساں سے، برگزیدۂ داورِ دادار حضرت رسولِ مختار کو بجا ہے، کہ جس نے گروہِ سعادت پژوہ کو وعدہ کرامت کا فرمایا اور فرقۂ شقاوت اساس کو وعیدِ سیاست سُنایا۔

بعد حمدِ خالقِ مطلق و نعتِ رسولِ برحق کے، گزارشِ مُدّعا یہ ہے کہ ایک مُدّت سے مملکتِ ہند میں بہ سبب برہمی و درہمیِ والیانِ صاحبِ انصاف و تسلّط اہلِ جور و اعتساف کے، طغیانی بدمعاشوں کی ہر طرح سے ہوئی۔ ہر خطّہ و اَمکنہ میں کثرت ظالمانِ مردم آزار و غارت گرانِ ستم گار و دُزدانِ عیّار و رہ زنانِ بدکردار و ڈکیتانِ جفاکار و ٹھگانِ سزاوارِ دار کی بڑھی۔ یہاں تک کہ اِس فریقِ بے طریق کے ظلامِ ظلم و طغیانیِ ستم سے، عرصۂ خوش سوادِ ہندوستانِ جنّت نشان، تاریک تر شبِ دیجور و خراب تر مسکنِ غُولانِ کفور سے ہو گیا۔ ہر طرف صدائے لوٹ مار و ہائے ہوئے مار دھاڑ بلند ہوئی۔ بندگانِ خدا از بس جان بر لب و دل بر کف ہوئے۔ نجات اُس تہلکۂ جاں رُبا و مخمصۂ دل گزا سے، بجز تائید جناب مالکُ الملکِ حقیقی کے نہ رہی۔ ہاتھ مناجات کے بیچ درگاہ قاضی الحاجات کے بلند ہوئے، مظلوموں کے دودِ دل نے آسمان کو چھالیا۔

یہاں تک کہ اَرحمُ الرّاحمین نے اُن ستم دیدوں کے حالِ زار پر رحم کر کے، اِس سرزمین کو بہ فیضِ فرِّ نُزولِ رایاتِ نصرت آیاتِ صاحبانِ عالی شان، منبعِ جود و احسان، سلیماں نشان کمپنی انگریز بہادر دام اقبالہم کے نوازا، کہ اُن مؤیّدانِ خدا نے سب سرکشوں، ظلم اندیشوں کو، کہ ہر بقعہ و قطعہ میں سرِ شورش بلند رکھتے تھے اور کوسِ اَنَا لاغیری[2] بجاتے تھے، زیر و زبر کیا اور ہر ایک کے کان میں حلقہ اطاعت و فرماں برداری کا پہنایا؛ کہ اُن خدا فراموشوں کو، کہ بانی مبانیِ شرّ و فساد و ملجا و معاونِ اہلِ ظلم و عناد تھے، کسی طرح طاقت سرکشی کی

---

[1] مصطلحات اور مخطوطے کا آغاز بسم اللہ سے ہوتا ہے۔ اصل کتاب کا آغاز جہاں سے ہوتا ہے، وہاں مخطوطے میں بسم اللہ مرقوم نہیں، مگر مصطلحات میں وہاں بھی پہلی سطر میں بسم اللہ الرحمٰن الرحیم مرقوم ہے۔ مصطلحات کی مطابقت میں دونوں جگہ اِسے لکھا گیا ہے۔ [2] کذا۔

نہ رہی۔

چناں چہ اِس ملک میں ایک غولِ غارت گرانِ سفّاک و خدا ناترسان بے باک پنڈاروں کا تھا، کہ وہ شقی بہ سبب پُشت گرمی رئیسوں ظلم شعار اِس دیار کے، ہر جگہ مُور و مَلخ سے زیادہ مملو و متراکم تھے۔ ہر طرف تاخت و باخت کرتے۔ جس طرف گزرا ان ناپاکوں کا ہوتا، وہاں کے باشندوں کا حال باغِ خزاں دیدہ و چمنِ صرصر رسیدہ کا سا ہو جاتا۔ ہرگز خیالِ بشر میں نہ آتا تھا کہ یہ بلا، کہ قضاے مُبرم سے زیادہ ہے، کس طرح دور ہوگی۔ بلکہ ہر ایک کے دل میں یہی خیال تھا کہ اِن بے رحموں، خدا ناترسوں کی فراوانی سے آخر کو مملکتِ ہند تختۂ سیاہ ہو جاوے گی۔ سو سرکارِ دولت مدار کمپنی انگریز بہادر دام نصرتہم کی افواجِ قاہرہ کی ایک ہی یورش سے اِس طرح کا استیصال اُن مردودوں کا ہوا کہ اب کچھ نام و نشان بھی اُن کا نظر نہیں آتا۔

پھر اور چُور، بَٹ ماروں کا نیست و نابود کرنا تو ایسے صاحب ہمتوں کے نزدیک کیا چیز تھا، کہ اب اُس کا ذکر کیا جاوے۔ مگر ایک فرقہ ٹھگوں کا کہ اِس مملکت میں چاروں طرف ہر دیار و جوار میں مخفی و منتشر تھا، کوئی آدمی اُن کے نام کے سوا، اُن کے حال سے آشنا نہ تھا؛ پھر بہم پہچاننا و مستاصل کرنا اُن کا کس کو میسّر اور کس طرح متصوّر ہوتا۔ وحال آنکہ یہ فرقۂ بد خصالِ خسراں مآل فوج فوج ہر طرف سڑکوں پر ہزاروں مکر و حیلے سے اپنے تئیں چھپائے اور صورت مسافروں و معتمدوں کی سی بنائے گرد آوری کرتے، اور مسافر غریب کو، خواہ ایک دو ہووے یا دس بیس، چالیس پچاس، ہر طرح کے فریب کی باتوں میں لیتے۔ آخر قابو میں لا، اِس طرح مارتے کہ پھر اُس کا نام بھی نہیں چلتا اور نشان بھی نہیں ملتا؛ مگر اِتنا کہ سیکڑوں سپاہی[1] و شہری، کہ گھر سے گئے، پھر نہ آئے۔ خدا جانے کیا ہوئے۔ ٹھگوں نے مارا، یا قضا نے لیا۔

دل[2] اس مقام پر اگرچہ یہ خواہش رکھتا تھا کہ اکثر افعال و اطوار و اوضاع و کردار اس گروہِ ناہنجار کے، کہ ہوش رُباے سامعین و بصیرت افزاے ناظرین ہیں، دل کھول کر بیان کیے جاویں؛ لیکن بہ حکم اِس کے کہ:

مجلس تمام گشت و بہ پایاں رسید عُمر — ماہمچناں در اوّلِ وصفِ تو ماندہ ایم

اِس دیباچۂ مختصر میں کہاں گنجایش کہ تھوڑا تھوڑا بھی بہ طور "مشتے نمونہ از خروار" کے لکھا جاتا۔

---

۱ مخطوطہ: سیکڑوں مسافر سپاہی و شہری۔

۲ یہاں سے لے کر اِس طویل پیراگراف ے آخری جملے: "السعید من وعظ بغیرہ" تک کی عبارت مخطوطے میں نہیں۔

تاہم اوضاع و طریق اِن کے بندگانِ خدا کو دام میں لا کر ہلاک کرنے کے، اور پھر لاشوں کو مخفی و مستور کرنے کے، لفظِ بھَکُوتی میں؛ واکثر مدافنِ معروف و مقاتلِ مشہورہ اِس فرقۂ سفّاک کے، کہ کشتوں کے پُشتے وہاں گنج زمیں ہیں، لفظِ بیل میں؛ اور دستور بر آمد ہونے کے گھر سے سفرِ ٹھگی پر لفظِ جتائی پر جانا میں؛ اور بر آمد ہونے کے بعد جو جو کچھ یہ فرقۂ جہول اور اِن کے گھر والے عمل میں لاتے ہیں، لفظِ ساتا میں؛ اور جس جس قسم کے مسافروں کو مارنا اپنے عقیدۂ ضالّہ میں منع و بدیمن جانتے ہیں، اور جیسا کہ اِن کے ہندو و مسلمان اعتقاد دیبی سے رکھتے ہیں کرنا ٹھگی کا اُس کی خوشی اور حکم سے جانتے ہیں اور اُس کو اپنے افعالِ قبیحہ کا مددگار مانتے ہیں، الفاظِ رَکت بیج و ساٹھ مَلنگ و کسی میں؛ اور جس طرح پر کہ پوجا دیبی کی اِن کے ہندو و مسلمان کرتے ہیں، لفظِ تپُونی و پنچایتی گوت میں: اور جس ایام میں کہ سفر نہیں کرتے، بلکہ سفر میں ہوویں، تو اُن باتوں کے وقوع میں آنے سے واپس آتے ہیں، لفظِ ایئب میں؛ اور جن کے عہد سے آغازِ ٹھگی کا سمجھتے ہیں اور اپنے تئیں اُن کا پیرو مانتے ہیں، مع برخے اُن کے کوائف حالات کے، الفاظِ دادا ڈھینڑا و جھوڑا نایک و بالمیکھ و نظامُ الدّین اولیا میں؛ اور اِس گروہِ شقاوت پژوہ کی اکثر پُرانی قومیں اور کیفیت و حقیقت ہر ایک کی الفاظِ سات ذات، اُگریا و سَوسیا و چنگڑے و جمالدی و لودھا و مٹھیا و اَوکڑیٹا و تین نامی و جوگی وغیرہ میں؛ و طریق شگون گیری اُن کی کے اور سمجھ جانا واقعاتِ نیک و بد کو جانوروں کی آواز اور اُن کی طرزِ رفتار و پرواز سے، کہ مدار اُن کے اعتقاد کا اُس پر ہے اور کمال بھروسا اُس پر رکھتے ہیں، لفظِ رَکنوتی میں؛ اور جابہ جا اُن جانوروں کے ناموں کے مقابل، کہ اُن کی اصطلاحات میں مرقوم کیے ہیں؛ اور بیان اُن کے عُہدوں کا اور طرزِ تقسیم جایدادِ مہلوک کا الفاظِ بلاّ اور دستہ والا و ڈھرائی و کوڑی پھینکنا میں؛ اور اکثر داد گھات اِن کے الفاظِ چُوکا دینا و پا کھا کُسن دینا و پولا کرنا و ٹھگی کرنا و بکھ و سربلند خاں و باجید خاں میں راقم اِس رسالے کے نے جابہ جا اپنے مقامات پر ارقام کیے ہیں۔ واسطے چشمِ عبرت بین و گوشِ خبرت گزیں کے اُس قدر بھی کافی ہے کہ اَلسّعیدُ مَن وعظَ بغیرہ۔

الغرض[1]، اگرچہ استیصال پنڈاروں کا بھی ایک تماشا ہوا؛ لیکن[2] مقام چنداں ندرت کا نہیں، کہ ظاہر و معلومُ المسکن تھے؛ بہ خلاف اِن ناپاکوں کے، کہ باوجود کثرتِ تمام وانبوہِ

---

1 "الغرض" مخطوطے میں موجود نہیں۔

2 مخطوطہ: لیکن ظاہر و معلومُ المسکن تھے، خلاف ٹھگوں کے، کہ نہایت خفا میں رہتے تھے۔ خالقِ عباد و حافظِ بلاد نے، کہ ہر فرعون کے واسطے موسیٰ پیدا کیا ہے۔

مالا کلام کے، کہ گانو کے گانو بستیاں کی بستیاں حشرات الارض کی طرح اِن کے وجودِ مردود سے مملو تھیں، نہایت خفا و بطن میں رہتے تھے۔ خالقِ عباد و حافظِ بلاد نے، کہ ہر فرعون کے واسطے موسیٰ پیدا کیا ہے، قلع و قمع اِس جماعۂ ضالّہ کا بھی اوپر تدبیرِ صائب و رائے ثاقب اہالیانِ سرکارِ دولتمدارِ محتشم الیہم کے منحصر رکھا تھا؛ کہ اُن کے عہدِ میمنت مہد میں پردہ اُن بدذاتوں کا فاش اور راز اُن کا برملا ہو گیا۔ اور اُن کے حُسنِ تدبیر سے ہزارہا[1] ٹھگ نامی اور جمعدار پشتینی

---

[1] یہاں سے لے کر ص ۴۳ کی سطر ایک تک مخطوطے اور مطبوعہ نسخے میں عبارت کا بہت اختلاف ہے۔ مطبوعہ نسخے میں عبارت زیادہ ہے۔ یہاں سے مخطوطے کی عبارت نقل کی جاتی ہے، اِس سے عبارت کی کمی بیشی کا احوال بہ خوبی معلوم ہو سکے گا۔ مخطوطے کی عبارت: ''اور اُن کے حُسنِ تدبیر سے صدہا ٹھگ نامی اور جمعدار پشتینی جابہ جا سے گرفتار ہو کر شہر اندور و ساگر و جبل پور میں، اور کبھی بہ شذوذ اور مقاموں میں بہ دفعات سزائے لائق کو پہنچے۔ چناں چہ نقشۂ مثبتۂ ذیل سے تفصیل اُن کی موضح ہو گی۔ لیکن تاہم، چوں کہ کثرت اِس قومِ مردم آزار کی حشرات الارض سے زیادہ تھی، نیست و نابودی اُن بدذاتوں کی جیسی کی چاہیے، نہ ہوئی؛ کثرتِ واردات میں فرقِ بیّن نہ آیا۔ آخرالامر جناب فیض مآب، منبعِ جود و احسان، معدنِ برّ و امتنان، صاحبِ اخلاق، سرمایۂ وفاق، سپہرِ عظمت و برتری، نیّرِ فروغ بخشِ دولت و سروری، بحرِ سخاوت، مظہرِ شجاعت، کوہِ حلم، چشمۂ علم، مقبولِ بارگاہِ ذوالمنن کپتان ولیم ہنری سلیمن صاحب بہادر نے ہمّت کو استیصال اِس قومِ بدسرشت پر متوجہ کیا، کہ ابتدائے ۱۸۳۰ء سے، کہ ضلع ساگر رونق افروزیِ انتظامِ جنابِ ممدوح سے مہدِ امن و امان تھا، اور بالفعل عرصۂ قریب سے نزہت افزائے جبل پور ہیں، ایسی تدبیرِ مناسب سے گرفتاری اِن نگوں طالعوں کی فرمائی کہ ہر طرح سے، بے جنگ و جدل و خوں ریزی و قتل، ہزاروں ٹھگ ممالکِ سرکار و علاقہ جاتِ اغیار سے پکڑے، اور سزائے لائق کو بہ اجلاسِ نصفت اساسِ مقنّنِ قوانینِ عدالت، بانیِ مبانیِ آئینِ سیاست، اولوالعزم، ذوالمجد والکرم جناب مسٹر فرانسس کرون اسمتھ صاحب بہادر کمشنر و اجنٹ ممالکِ اطرافِ نربدا و ساگر کے، پھانسی پانے و عبورِ دریائے شور ہونے و دائم الحبس مقید رہنے سے پہنچے۔

اگرچہ دیارِ ساگر و اضلاعِ نربدا تیر و ملکِ بندیل کھنڈ و اطرافِ گوالیار و انتر بید و مالوہ و علاقہ جاتِ ملکِ اودھ اِن ناپاکوں کے خس وجود سے پاک ہوئے، کہ مدّت سے کوئی واردات ٹھگوں کی اِس اطراف میں سنی نہیں جاتی اور قتل و نہیب ان کا دریافت نہیں ہوتا۔ کیوں کہ اکثر گرفتاری میں آئے اور بہ نے جلاوطن ہو کر ملکِ راجپوتانہ میں منتشر، خاک بسر ہوئے، مگر ہنوز قلع و قمع ٹھگانِ اضلاعِ علاقہ جاتِ دکن، یعنی ارکاٹ و تلنگانہ و کرناٹک و براڑ و خاندیس وغیرہ کا،

(بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر)

اطراف واکنافِ عالم سے گفتار ہوکر سزاے لائق کو پہنچنے لگے۔ اگرچہ ۱۸۲۶ء سے داروگیرو سزا دہی اِن کی شروع، بلکہ شائع ہوئی؛ لیکن جیسا کہ چاہیے، نیست ونابودی اِن مقہوروں کی

---

(بقیہ حاشیہ پچھلے صفحے کا)

ہنوز جیسا کہ چاہیے، نہیں ہوا۔ اور اِسی طرح ٹھگانِ قوم سوسیا علاقہ جاتِ راجپوتانہ میں بہ کثرت ہیں۔ علیٰ ہذا، صوبہ بہار وبنگالہ میں ٹھگانِ قوم مٹھیا وبنگو کا ہنوز تدارک کچھ نہیں ہوا۔ اور علاقہ جاتِ چھپرا ومظفرپور وپورنیا ورنگ پور وراج دھر بھنگا وملک ترہت میں بھی وفور ٹھگانِ لودھا کا باقی ہے۔ اور اطرافِ دلّی وریواڑی میں بلوچ ٹھگوں کا یہی حال ہے۔ تدبیر اُن کی گرفتاری کی بھی درپیش ہے۔ ہر طرف صاحبانِ اشسٹنٹ اُن کی داروگیر کی خاطر منصوب ہیں۔ غٹ کے غٹ جا بہ جا سے گرفتار آتے ہیں۔

چناں چہ مستر جان کری کرافٹ ولسن صاحب بہادر نے ملکِ انتربید وغیرہ میں کمال تردّد وسعی سے تدارکِ واقعی فرمایا۔ اور علی ہذا، مستر دانیل ملکوٹ صاحب بہادر نے طرف اجمیر وجے پور کے، علاقہ راجپوتانہ واطرافِ گوالیار وملکِ بندیل کھنڈ وغیرہ میں بندوبست گیرائی کا کیا۔ بالفعل کہ صاحب معزالیہ بعد گرفتاری صدہا ٹھگوں کے، منتظم ضلع سیونی کے ہوئے، اُن کی جگہ لفٹن ولیم طامس برگز صاحب انتظام گیرائی کا بہ آئینِ شایستہ فرماتے ہیں اور جناب کپتان رینل صاحب بہادر سپرنڈنٹ بیچ مقام رنگولی علاقہ حیدر آباد کے نیتِ فیض طویّت کو اوپر انہدام بنیادِ شر وعنادِ اِن ملعونوں شقاوت نہاد باشندگانِ علاقہ جات دکن کی متوجہ رکھتے ہیں اور اُن کے اشسٹنٹ مستر فریدرک الوا صاحب بہادر بھی شولاپور، بیدڑ کی طرف تدابیر کامل اُن کے نیست ونابود کرنے کی عمل میں لاتے ہیں۔ اور جناب جمس پاٹن صاحب بہادر اشسٹنٹ صاحب رزیڈنس دار السلطنت لکھنؤ نے رایتِ عزیمتِ استیصال اِن بدانجاموں کا ملکِ اودھ میں بلند کیا، کہ تمام علاقہ جاتِ ملکِ مذکور میں ٹھگان معروف بہ قومِ جمالدی کو، کہ جا بہ جا سکونت پذیر تھے، ماخوذ ومقیّد فرمایا۔

بالجملہ حُسنِ انتظام صاحبانِ عالی شان کو اِس چند اوراق میں بیان کرنا محض غیر ممکن ہے۔ مگر رستم خاں صوبہ دار میجر اکھترویں رجمنٹ کے نے بھی، جو سابق جھانسی میں متعیّن تھا، اور اب خدمت میں کپتان جمس پاٹن صاحب بہادر سابق الالقاب کی مامور ہے، اِس داروگیر میں کارِ رستمانہ کیا اور داد دیانت داری کی دے کر موردِ تحسین وآفریں ہوا۔ خلاصہ کلام یہ ہے کہ اگر یوں ہی انتظام اِن مقہوروں کی معدومی کا ہے، تو کچھ مدّت میں سب دیار وجوار اِن ناپاکوں کے تخم وجود سے پاک وصاف ہو جاویں گے۔

متصوّر نہ ہوتی تھی اور کثرتِ واردات میں فرقِ بیّن نہ آتا تھا، کیوں کہ رکت بیج کی طرح ایک ایک سے ایک ایک ہزار ہو جانا اِن کا کچھ امرِ محال نہ تھا۔ دلیلِ مختصر اِس کی یہی ہے کہ ۱۸۱۲عیسوی میں، جب میجر گارسٹن صاحب بہادر متعلّق رجمنٹ ۲۴، و چاپم صاحب بہادر و ہالکن صاحب بہادر و منسل صاحب بہادر انبوہی ٹھگوں کی سندوس و منڈنی وغیرہ بارہ گانو دریافت کرکے بر سرِ تدارک ہوئے، اور اُس ہنگامے میں منسل صاحب بہادر ٹھگوں کے ہاتھ سے منڈنی میں قتل ہوئے۔ انجام کار ٹھگوں کا پانو اُس بستی میں کہ ماواو مسکنِ قدیم تھا، نہ جم سکا، چودہ پندرہ سو ٹھگ پریشان و آوارہ وہاں سے مفرور ہو کر، بعض علاقہ جاتِ گوالیار و اکثر ملکِ بندیل کھنڈ و برخے سروج وغیرہ میں، جس کا جہاں سینگ سمایا، چلے گئے۔

اُن میں سے ایک ٹھگ مدح خاں جمعدار تھا، وہ دو تین ٹھگوں سے بھاگ کر موضع بیل کھیڑا علاقہ جبل پور میں آکر رہنے لگا، اور اپنے ساتھ والوں کی شادی کا سلسلہ موضع برہٹا علاقہ نرسنگ پور کندیلی کے منہیاروں سے بڑھایا۔ جب رشتے داری اُس قوم سے ہو گئی، اُن کو بھی شیطان کی طرح ورغلان کر اپنا پیشہ سکھلایا۔ پندرہ سولہ گھر رفتہ رفتہ دو تین ٹھگوں سے ہو گئے۔ بہت برسوں تلک اُس علاقے میں ہرن ندی کے کناروں پر رہ کر، اِن ٹھگانِ نو کُہن نے دادِ سفاکی و مردم کُشی کی دی۔ بعد مدّتِ مدید کے آخر میجر ولیم ہنری سلیمن صاحب بہادر کے عہد میں سُراغ اُن کا لگ کر، دامِ گرفتاری میں آئے اور پاداشِ اعمال کو پہنچے۔

بالجملہ، یہ سب اگرچہ ہوا و ہوتا تھا، لیکن انتظام گیرائی کا، جس کو اعتبار کرنا چاہیے، وہ شئے دیگر تھا۔ آخر کو میجر ولیم ہنری سلیمن صاحب بہادر محتشم اِلیہ نے ہمّت کو استیصال اِس قومِ بدسرشت پر متوجہ کیا، کہ ابتدائے ۱۸۳۰ عیسوی سے بہ عہدۂ جنرل سپرنڈنٹی نزہت افزائے جبل پور ہیں، ایسی تدبیرِ مناسب سے گرفتاری اِن نگوں طالعوں کی فرمائی کہ سہل طرح سے، بے جنگ و جدل و خوں ریزی و قتل، ہزاروں ٹھگ ممالکِ سرکار و علاقہ جاتِ اغیار سے معرفت اپنے صاحبانِ اسسٹنٹ کے، کہ دیارِ راجپوتانہ و گوالیار و اندربید و مغرب و مشرق میں جابہ جا معمور تھے، اور ہیں، گرفتار فرمائے۔ اور اِسی طرح دکن کے تمام نواح کو، کہ ٹھگانِ آرکاٹی و تلنگانی و برواڑی وغیرہ سے دانہ ہائے انار کی طرح متراکم تھا، کپتان پاترق اَلکزنڈر رِنلس صاحب بہادر سپرنڈنٹ ملکِ جنوب نے، بہ موجب استصواب و صوابدید جناب صاحبِ سابق الالقاب کے، پاک و صاف کیا۔

اور کپتان جمس پاٹن صاحب بہادر اسسٹنٹ صاحب بہادر لکھنؤ نے بھی وہی سڑک بنائی ہوئی صاحب مفخّم اِلیہ کی اختیار کرکے، ملکِ اودھ کو ٹھگانِ جمالدی و لودھا سے اِسی طرح خالی کیا کہ اب بہت عرصے سے شورش اِس قوم کی یا کوئی واردات مسموع نہیں ہوئی۔

واردات کرنا تو دوسری بات ہے، اپنا جان[1] بچانا مشکل پڑ گیا ہے۔ نام و نشان ہر ایک کے، جو جو کہ ہنوز گرفتار نہیں ہوئے، بہ قید ولدیّت و قومیّت و حلیے کے فہرستوں پر چڑھے ہوئے، جا بہ جا گارد گرفتاری کی خاطر مخبروں سمیت مامور ہیں۔ گویا جال گرفتاری کے تمام ملک میں بچھے ہوئے ہیں، بچنا ایک ایک کو امرِ محال ہے۔

دانایانِ فنِ تواریخ پر مخفی نہ ہوگا کہ باوصف تسلّط اِتنے بادشاہانِ عادل و سلاطینِ دریا دل کے؛ کسی وقت کسی بادشاہ نے یہ تدارک و انتظام واسطے دفعِ اِس قومِ ناپاک کے نہ کیا تھا، جیسا کہ سرکار کمپنی نے واسطے رفاہِ خلائق کے لکو کھا روپیہ خرچ کر کے، ایک عالم کو اِن کے دامِ ظلم و ستم سے بچایا۔ شکر اِس احسان کا تمام عالم و عالمیان پر واجب و مُتحتّم ہے۔

الغرض، اب تلک اگرچہ دیارِ ساگر و اَضلاعِ نربدا تیر و ملکِ بندیل کھنڈ و اطرافِ گوالیار و انتر بید و مالوہ و ملکِ اودھ اِن بدانجاموں کے خسِ وجود سے بالکل پاک ہوئے، کیوں کہ اکثر گرفتاری میں آئے، و برخے جلاوطن ہو کر ملکِ راجپوتانہ وغیرہ میں منتشر ہوئے؛ مگر ہنوز جیسا کہ چاہیے، بہ طور معدومی کے قلع و قمع ٹھگانِ علاقہ جاتِ دکن، یعنی آرکاٹ، تلنگان و کرناٹک و برار و خاندیس وغیرہ کا نہیں ہوا۔ اور اِسی طرح ٹھگانِ قوم سوسیا ملک راجپوتانہ میں کہیں کہیں متواری ہیں۔ اور صوبہ بہار و بنگالا میں بھی ٹھگانِ قوم مُتھیا و بنگو کا استیصال تمام بہ طور نابودی و مفقودی کے نہیں ہو چکا۔ علاقہ جاتِ چھپرا و مظفر پور و پورنیا و رنگ پور و راج در بھنگا و ملکِ ترہت میں بھی اِکّادُکّا ٹھگانِ لودھا کہیں کہیں مخفی ہیں۔ اور دلّی و ریواڑی کے نواح میں بلوچی ٹھگوں کا یہی حال ہے؛ خصوصاً میرٹھ و دہلی کے علاقوں میں ایک قوم مینگھ پنا ٹھگوں کی ہے، کہ مسافروں کے مال پر چنداں نظر نہیں رکھتے، بلکہ لڑکوں کے واسطے مسافروں کو قتل کر کے، اَطفال کو کسبیوں و بنجاروں کے ہاتھ بیچ کر نفعِ دُنیاوی حاصل کرتے ہیں۔ کپتان ملیس صاحب بہادر اسسٹنٹ صاحب جنرل سپرنٹنڈنٹ کے محکمۂ میرٹھ میں اِس قسم کے اکثر ٹھگ گرفتار کر کے، مقدّماتِ ٹھگی اُن پر بہ خوبی ثابت کرائے۔ فی الجملہ ہنوز سلسلہ گرفتاری کا منقطع نہیں ہوا۔ تدبیر عدم گرفتاروں کی گرفتاری کی در پیش ہے۔

اگر چند عرصے یوں ہی انتظام اِن مقہوروں کی معدومی کا ہے، تو کچھ مدّت میں سرکارِ فیض آثار کے اقبالِ لازوال سے سب دیار و جوار اِن بدذاتوں کے تخمِ وجود سے بالکل پاک و

---

[1] اصل نسخے میں اسی طرح ہے۔ ''جان'' اُس زمانے میں مذکر بھی ملتا ہے۔

صاف ہو جاویں گے۔[1]

اور ایک طرفہ سبب اِس فریقِ بے طریق کے طریقے کے زوال کا یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ اِن گم راہوں کو، خواہ ہندو ہوویں یا مسلمان، اعتقاد دیبی کا اور بھروسا اُس کے حفظ و حمایت کا اپنے حال پر بہ درجہ اتم تھا۔ اور خیال اِس کا کہ دیبی[2] کی اجازت و حکم کے بہ موجب ٹھگی کرتے ہیں، اُن کے[3] صفحۂ دل پر نقشِ کالحجر۔ اب کہ یہ گیر و دار و مار دھاڑ اُن کی ہوئی کہ پانی میں ڈوبے و تہِ زمیں میں چھپے نہیں بچتے، اور دیبی کی طرف سے کچھ بھی اُن کو نظر نہ آیا اور امداد اُن کی ذرا بھی نہ ہوئی؛ اعتقاد اُن کا بد اعتقادی سے مُبدل ہو گیا۔ اپنے کردارِ نابکار سے بہ مرتبہ کمال خجل و شرمسار ہوئے۔

القصہ[4] ۱۸۲۶ء سے ترتیب اِس رسالے تلک، کہ آخر ۱۸۳۸ عیسوی ہے، جس قدر ٹھگ جا بہ جا سے گرفتار ہو کر، بعد تفویض کے سزائے لائق کو پہنچے، تفصیل اُن کی نقشۂ مثبتہ[5] تحت سے بہ خوبی واضح ہو گی۔

ناظرین[6] پر مخفی نہ رہے کہ جیسا کہ گرفتاری و ہلا کی اِس گروہِ ضلالت پژوہ کی موجب جاں بخشی خلق اللہ کی ہے؛ ویسا ہی دریافتِ حال کردارِ ناصواب و مصطلحات و عقائد اِس فرقہ سفاک کے باعثِ عبرت و خبرتِ اہلِ عالم ہے؛ اِس واسطے اِس کم ترین بندۂ احقر علی اکبر الہٰ آبادی نے، کہ بہ وسیلہ افضال و عنایت[7] جناب فیض مآب جرنیل طامس پاٹرسن اسمٹ

---

[1] جیسا کہ ص ۴۳ کی عبارتِ حاشیہ ۳ میں لکھا جا چکا ہے، وہاں سے لے کر یہاں تک کی عبارت مخطوطے میں موجود نہیں۔ یعنی یہ مصنف کا بعد کا اضافہ ہے۔

[2] مخطوطہ: دیبی کے حکم و اجازت۔ [3] مخطوطہ: اُنھوں کے۔

[4] "القصہ" سے لے کر اِس پیراگراف کے آخر میں "بہ خوبی واضح ہو گی" تک کی عبارت مخطوطے میں نہیں۔

[5] یہ نقشہ آخرِ کتاب میں شامل کیا گیا ہے۔ [6] مخطوطے میں "ناظرین پر" موجود نہیں۔

[7] مخطوطہ: افضال و عنایت و الطاف و موہبتِ متمکّنِ مسندِ امارت و ایالت، وسادہ گزینِ اُبہت و شوکت، فارسِ بے عدیلِ مضمارِ شہامت و شجاعت، منبعِ بے نظیر عنایت و سخاوت، خاتمِ قوانینِ دانش و فرہنگ، زبدۂ والاہمتانِ ملکِ فرنگ، اشرف الشرفا، اشجع الشجعا جناب کرنیل طامس پاٹرسن اسمٹ صاحب بہادر دام اقبالہٗ و دمّر اللہ اعدائہٗ کہ ہر طرح متوجۂ غور و پرداخت اِس ذرۂ بے مقدار کے ہیں، دامنِ دولت آقائے نامدار یعنی کپتان ولیم ہنری سلیمن صاحب......۔

صاحب بہادر دام حشمتہٗ کے، کہ نوازش گستری و شرفا پروری کی راہ سے ہر طرح متوجہٖ غور و پرداخت اِس ذرّۂ بے مقدار کے ہیں، دامنِ دولت آقائے نام دار یعنی میجر ولیم ہنری سلیمن صاحب بہادر محتشم اِلیہ کا ہاتھ میں لایا ہے اور پرورش و دست گیری خداوندِ نعمتِ ممدوح کی سے، اُس کی کچہری جنرل سپرنڈنٹی میں، بیچ شہر جبل پور کے سر رشتہ دار ہے۔ حسب الارشادِ واجب الانقیاد[1] کے سب احوالِ افعالِ شنیعہ و لُغاتِ مصطلحہ و اعتقاداتِ قبیحہ، ہر قوم و فریق کے ٹھگوں اور اُن کے معتمدوں و سرگروہوں سے، کہ قریب[2] چارسَو گوئیندوں کے لقب سے مشہور ہیں اور خداوندِ نعمت مفخّم اِلیہ کی حکمتِ عملی سے، خوف و رجا کے سبب سُراغ رسانی میں اپنے ہم قوموں کی مصروف و اظہارِ کیفیّتِ زبانی میں مشغول ہیں؛ بالمقابلے جناب مکرمت انتساب کے، کہ آپ بھی انگریزی میں تحریر فرماتے تھے، تحقیق کرکے، ایک رسالۂ نوطرز و لطیف تالیف کیا اور بہ ترتیب حروفِ تہجّی[3] کے لکھا اور نام اُس کا مصطلحاتِ ٹھگی رکّھا۔ اُمید ہے کہ منظورِ نظرِ کیمیا اثر جناب مفخّر اِلیہ کے ہووے، اور فائدہ عبرت و خبرت کا بندگانِ الٰہی کو پہنچے۔ اَلتَّوفیقُ مِنَ اللہِ وَ ھُوَ وَلی التّوفیق.

---

[1] مخطوطہ: حسب الحکم واجب الانقیاد و ارشاد فیض بنیاد کے۔

[2] مخطوطہ: اڑھائی سو۔

[3] مخطوطہ: بہ ترتیب حروفِ تہجّی کے کہ سب لغاتِ مجتمعہ سات سو چالیس ہیں، لکھا۔

بسم اللّٰہِ الرَّحمٰنِ الرَّحیم

# الف[1] کا باب ایک سو چھے[106] لغت کا

آلا[2]: ہندوستانی ٹھگ، ٹھگ کو کہتے ہیں۔ عادت ٹھگوں کی ہے کہ جب اثنائے راہ میں کسی کو دیکھ کر شبہ[3] کرتے ہیں کہ یہ ٹھگ ہے یا غیرِ ٹھگ؛ تو وہ اگر مسلمان ہے، تو

---

1. مخطوطہ: "الف کا باب جس میں بیالیس[42] لغت ہیں"۔ یعنی نظرِ ثانی میں چونسٹھ[64] الفاظ کا اضافہ ہوا۔ رماسیانا میں اِس باب میں پینتیس[35] لفظ ہیں [پندرہ[15] لفظ A کے ذیل میں، نو[9] لفظ E کے تحت، دو[2] لفظ I کے تحت اور نو[9] الفاظ O کے ذیل میں)۔ رسالۂ فارسی میں الف کے ذیل میں اکتیس[31] لفظ ہیں۔

2. اصطلاحات: آلے بھائی، مذکر، دکنی ٹھگوں کی بولی۔ 'آرے بھائی' کا مقامی تلفظ"۔ اصطلاحات کے متن میں اصل لغت کے طور پر "آلے بھائی" ہے، مگر اُس کے انڈکس میں اصل لفظ کے طور پر "آلا" ہے۔ "آلے" محرّف صورت ہے "آلا" کی اور یہی (آلا) اصل لغت ہے۔ مصطلحات میں لفظ "گوبہیا" کے تحت مرقوم ہے: "انتربیدی و جمالدی ٹھگ "آلا" یعنی ٹھگ کو کہتے ہیں"۔ اِسی طرح "لُگڈیا" کے تحت لکھا گیا ہے: "اوکڑیئے ٹھگ "آلا" یعنی ٹھگ کو کہتے ہیں"۔

ایک بات یہ بھی ہے کہ "بھائی" جزوِ لغت نہیں، یہ اضافی لفظ ہے۔ چوں کہ اصل لفظ "آلا" ہے، اِس بنا پر مولفِ اصطلاحات کا یہ لکھنا کہ یہ "آرے بھائی" کا مقامی تلفظ ہے، ایسا قیاس ہے جس کی کوئی بنیاد نہیں۔ چوں کہ اُنھوں نے اصل لغت "آلے بھائی" مان لیا، یوں اِس قیاس کے لیے گنجایش نکل آئی۔ مولفِ اصطلاحات کا یہ لکھنا بھی درست نہیں کہ یہ "دکنی ٹھگوں کی بولی" ہے۔ ٹھگوں کی زبان کے سلسلے میں مولفِ اصطلاحات کا اصل ماخذ مصطلحات ہے، اور اُس میں اِسے ہندوستانی ٹھگوں کی بولی لکھا گیا ہے۔

اِس لفظ کے سلسلے میں دو[2] اور اندراج بھی توجہ طلب ہیں۔ مولفِ فرہنگِ آصفیہ نے لکھا ہے:

"آلا...... ہندوستانی ٹھگ آپس میں ایک دوسرے کو اِس نام سے پکارتے ہیں۔ پہاڑی بغیر مد ایک دوسرے کو "الا" کہتے ہیں، جیسے اُورے الا۔ یعنی ارے اوفلانے"۔

(بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر)

اُس سے کہتے ہیں کہ آلا خاں[1] بھائی سلام۔ اور اگر ہندو ہے، تو کہتے ہیں: آلا بھائی[2] رام رام۔ پس اگر وہ بھی ٹھگ ہے، تو اپنی رَماسی، یعنے[3] زبانِ مصطلحہ میں جواب[4] اور

(بقیہ پچھلے صفحے کا حاشیہ)

مولفِ آصفیہ کا یہ لکھنا کہ ٹھگ آپس میں ایک دوسرے کو اِس نام سے پکارتے ہیں، اصل مفہوم کی صحیح طور پر ترجمانی نہیں کرتا۔ یہ تو بات ہی بدل گئی۔ صحیح بات وہی ہے جو مصطلحات میں ہے۔ پہاڑی زبان سے میں واقف نہیں، اِس لیے مولفِ آصفیہ کی عبارت کے دوسرے حصّے سے متعلق کچھ نہیں کہہ سکتا۔

دوسرا اندراج ٹھگوں سے متعلق جان ماسٹر کے انگریزی ناول کا ہے۔ اُس میں ''آلے بھائی'' کو مسلم نام فرض کر کے ''علی بھائی'' لکھا گیا ہے:

"Aman Voice closely said: Ali Bhai Salam [Ali was a Mohammedens name]"- The DECEIVERS- P:38-"

میرے سامنے اِس ناول کا چھٹا اڈیشن ہے: لندن، ۱۹۵۶ء۔ ٹھگوں سے متعلق میڈوز ٹیلر کا معروف ناول Confessions of a Thug ہے۔ [اِس کا اُردو ترجمہ امیر علی ٹھگ کے نام سے کئی بار چھپ چکا ہے]۔ اِس کا جو نیا اڈیشن آکسفورڈ یونی ورسٹی پریس سے (نیویارک) سے آیا ہے، اُس کی اِس اشاعت میں فرہنگ کا اضافہ کیا گیا ہے۔ یہ فرہنگ Patnick branthinger کی مرتبہ ہے؛ اِس میں بھی ''آلے'' کو Ali لکھا گیا ہے:

" Ali Khan Bhaee Salam: A Salutaion; Ali Khan my brother; A code word or Phrase used by Thugs to recognize each other"

۳۔ اصل لفظ ''شُبہَہ'' ہے، مگر اردو میں ''شُبَہ'' بھی مستعمل ہے۔ مخطوطے اور مصطلحات میں ہر جگہ ''شبہ'' ہے۔ اِسی کی مطابقت اختیار کی گئی ہے۔

۱۔ رماسیانا: آلے خاں سلام۔

۲۔ رماسیانا: آلے بھائی رام رام۔

۳۔ مخطوطے اور مصطلحات میں آخرِ لفظ میں واقع یٓ یاے کی صورت نگاری میں ہر جگہ امتیاز کو ملحوظ رکھا گیا ہے۔ یاے مجہول کو التزام کے ساتھ اُسی طرح لکھا گیا ہے جس طرح آج کل لکھا جاتا ہے۔ لفظِ ''یعنے'' بہت سے مقامات پر آیا ہے اور ہر جگہ اِسی طرح ملتا ہے۔ چوں کہ یعنی اور یعنے، اِس لفظ کی یہ دونوں صورتیں اساتذہ کے یہاں ملتی ہیں [مثلاً کلامِ انشا میں یہ ''طعنے'' کے قافیے میں آیا ہے۔ وغیرہ] اِسی بنا پر متن کی مطابقت میں اِسی املا کو اختیار کیا گیا ہے۔

۴۔ مخطوطے اور مصطلحات میں یہ جملہ اِسی طرح ہے۔ یہ صراحت یوں کی گئی کہ اِسے کتابت کی غلطی نہ سمجھ لیا جائے اور یہ نہ فرض کر لیا جائے کہ ''جواب'' کے بعد فعل غلطی سے چھوٹ گیا ہے۔

بات چیت کرتا ہے۔ اور اگر بے چارہ مسافر ہوا، تو سیدھی طرح جوابِ سلام دے کر رہ جاتا ہے اور یہ لوگ جان جاتے ہیں اور اپنے دام میں لاتے ہیں۔

آنسو توڑ: ہندوستانی ٹھگ بِن موسم کے مینہ کو کہتے ہیں، جو برسات کے موسم سوا برسے۔ یہ شگون ٹھگوں کے اعتقاد میں نہایت بد ہوتا ہے۔ گھر سے نکلتے وقت اگر برسنے لگے، تو اپنے گھر کو لوٹ آویں اور ایک رات دن سفر کے ارادے[1] نہ نکلیں۔ اور اگر راہ میں ہوویں اور اُن کا گھر نزدیک ہووے، تو اِس بدشگنی کے ہونے سے دو ایک منزل سے بھی پھر آدیں۔ باقی حال اگاسی نَو واو کالی نَو و باندک میں ملاحظہ کیا جاوے۔

آنکڑا: ایک ہزار کو کہتے ہیں۔

آنند ہے:[2] لفظِ سیوم است از الفاظِ سبعہ، کہ برائے دانستنِ تاریخ سعد و نحس مُخیّرۂ بعضے ٹھگانِ ذی ہوش است۔ تشریحش مفصّل در ''سری دِن'' کہ لفظِ اوّل است مرقوم خواہد شد انشاءاللہ تعالیٰ [رسالۂ فارسی]۔

آنھڑ:[3] برتن باسن کو کہتے ہیں۔

آئے ہو تو گھرے چلو:[4] ہندوستانی ٹھگوں کی اصطلاح میں یہ ایک اشارہ ہے، کہ جب

---

[1] مخطوطے اور مصطلحات میں یہ جملہ اِسی طرح ہے۔ یہ وضاحت بھی محض احتیاطاً کی گئی ہے۔

[2] یہ لفظ صرف رسالۂ فارسی میں ہے۔ ترجمہ: تیسرا لفظ ہے اُن سات لفظوں میں سے جنھیں بعض ذی ہوش ٹھگوں نے مقرّر کیا ہے نحس اور سعد تاریخوں کو معلوم کرنے کے لیے۔ اِس کی تفصیل لفظِ ''سری دن'' میں لکھی جائے گی انشاءاللہ تعالیٰ۔

[3] اصطلاحات: ''آنھڑ، مونث، ٹھگوں کی بولی برائے اشارۂ بعید۔ ساتھیوں کے رمز یہ کلام، اشارہ۔ مراد: مسافر کو راستے سے دور لے جاکر قتل کرنا''۔ یہ تو بالکل مختلف معنی ہوئے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ مولّفِ اصطلاحات نے کسی اور لفظ کے معنی اِس لفظ کے تحت لکھ دیے ہیں۔ صحیح معنی وہی ہیں جو مصطلحات میں مندرج ہیں۔ مخطوطے اور رسالۂ فارسی میں بھی یہی معنی مرقوم ہیں اور فیلن کے لُغت میں بھی یہی معنی لکھے ہوئے ہیں اور رماسیانا میں بھی یہی معنی ہیں۔

[4] محض احتیاطاً یہ وضاحت کی جاتی ہے کہ اِس کلمے میں ''گھرے'' مع ہائے ملفوظ ہی ہے؛ یعنی یہ ''گھرے چلو'' نہیں۔ سب نسخوں میں ''گھرے چلو'' ہے۔ مزید توثیق ہوتی ہے رماسیانا سے:

"AE HO TO GHYREE CHULO: If yuo are come, Pray descend"

مسافر کے قتل کا حکم دینا منظور ہووے، تو اِس عبارت کو زبان پر لاویں۔ جو لوگ کہ مسافر کے قتل پر متعیّن ہوویں، یہ اشارہ پاتے ہی اُس کا کام تمام کریں۔ ایسے اشارے کو اُن کی زبان میں جھِرنی کہتے ہیں۔

اُترتی[1] پھلکی: دوپہر دن سے شام تک کے وقت کو کہتے ہیں۔ مفصّل بیان اِس کا ''پھلکی'' میں ہو گا۔

اِتر جانا: ہندوستانی ٹھگوں کی زبان میں مسافر کا کسی سبب سے ٹھگوں سے ہوشیار ہو جانا۔

اُٹھاڈالنا[2]: ٹھگ کو مارنا یا پھانسی دینا۔

---

[1] مصطلحات، رسالۂ فارسی اور مخطوطے میں ''اوترتی پھلکی'' ہے اور ترتیب کے لحاظ سے الف معِ واو کے تحت لکھا گیا ہے۔ اِس لفظ (اوترتی) میں الف کے بعد واو پُرانی روشِ کتابت کے مطابق، الف کا پیش ظاہر کرنے کے لیے لکھا گیا ہے، اصلاً یہ جزوِ لفظ نہیں۔ اصطلاحات میں ''اترتی'' ہے اور یہی درست ہے۔ یہاں اصطلاحات کی مطابقت اختیار کی گئی ہے اور ترتیب کے لحاظ سے اِسے ''الف معِ ت'' کے تحت رکھا گیا ہے۔ مصطلحات میں متعدّد لفظوں میں الف کے بعد واو اعراب بالحروف کی پُرانی روشِ کتابت کے مطابق ملتا ہے۔ ایسے سبھی لفظوں کو اُس زائد واو کے بغیر لکھا گیا ہے اور ترتیب کے لحاظ سے اُن کو صحیح جگہ رکھا گیا ہے۔

[2] اصطلاحات: اڈھاڈالنا (مصدر) ٹھگوں کی اصطلاح، مراد پھانسی پر لٹکانا۔ اڈھا: پھانسی کی رسّی، جس میں مجرم زمین سے اُدھر لٹک جائے''۔

''اڈھا (معِ واوِ معروف) کے جو معنی مولفِ اصطلاحات نے لکھے ہیں، وہ کہاں سے ماخوذ ہیں، معلوم نہیں۔ اردو (اور ہندی) کے کسی قدیم لغت میں یہ معنی مرقوم نہیں۔ ''اُترتی پھلکی'' کے حاشیے میں یہ وضاحت کی جاچکی ہے کہ مصطلحات [نیز مخطوطے اور رسالۂ فارسی میں] متعدّد لفظوں میں الف کے بعد واو اعراب بالحروف کی پُرانی روشِ کتابت کے مطابق لکھا گیا ہے، یہ لفظ بھی اُسی فہرست میں شامل ہے۔ اِس میں بھی واو جزوِ لفظ نہیں، اِسی بنا پر اِسے واو کے بغیر اور ترتیب کے لحاظ سے ''ا-ت'' کے تحت لکھا گیا ہے۔ بہ ظاہر یہاں مولفِ اصطلاحات نے قیاس سے کام لیا ہے کہ یہ ''اڈھا'' ہے۔ اُنھوں نے اِسی سلسلے کے باقی دونوں لفظ [اٹھایا جانا-اٹھا جانا] درجِ کتاب کیے نہیں۔ اگر وہ اِن دونوں لفظوں کو بھی شاملِ اصطلاحات کرتے، تو اُن کے سامنے یہ بات واضح ہو جاتی کہ اِن تینوں لُغات کا جزوِ اوّل ''اُٹھ'' اور ''اُٹھا'' ہے۔ یعنی: اُٹھنا، اُٹھایا جانا، اُٹھاڈالنا۔

اِس لفظ ''اڈھا'' کے سلسلے میں ایک اور اندراج کی نشان دہی بھی ضروری ہے۔ اردو لغت

(بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر)

اُٹھایا جانا: ٹھگ کا مارا جانا یا پھانسی پانا۔

اُٹھ جانا: جیسے اُٹھایا جانا۔

اَدھوریا[1]: اُس مسافر کو کہتے ہیں جس کے ساتھ والے ٹھگوں کے ہاتھ سے مارے جاویں اور وہ کسی صورت سے بچ جاوے۔ ہندوستانی ٹھگوں کی زبان ہے۔

اَڈھل[2]: دکھنی ٹھگوں کی زبان میں بُرے شگون کو کہتے ہیں۔ اکثر بُرے شگونوں کا ذکر جا بہ جا اپنے اپنے مقام پر مذکور ہوگا، اور لفظ ''رگنوتی'' میں بھی بعضے بُرے شگون بیان ہوویں گے۔

اَردال[3]: برّاڑی ٹھگوں کی زبان میں اَدھوریا کو کہتے ہیں، جس کا بیان اوپر مذکور ہوا۔

اُڑَت پَتُوری[4]: اُڑتے ہوئے اُلّو کی آواز کے شگون کو کہتے ہیں۔ بیان اِس کا لُھُوری میں ہوگا۔

---

(بقیہ حاشیہ پچھلے صفحے کا)

(ترقیِ اردو کراچی) میں ''اڈٹھا'' مندرج ہے اور معنی لکھے گئے ہیں: پھانسی کی رسّی۔ اِس کے لیے حوالہ دیا گیا ہے اصطلاحات کا۔ اِس طرح ایک فرضی لفظ نے لغت میں جگہ پائی اور مرتّبین نے بغیر تحقیق کیے اِس حوالے کو قبول کر لیا۔ چوں کہ اردو لغت میں ایسی مثالیں اچھی خاصی تعداد میں ملتی ہیں، اِس لیے اِس اندراج پر بھی تعجب نہیں ہونا چاہیے [اِس لغت کی پہلی جلد پر میں نے مفصّل تبصرہ کیا تھا، جس میں ایسی بہت سی مثالوں کی نشان دہی کی تھی۔ یہ تبصرہ میرے مجموعۂ مضامین تفہیم میں شامل ہے]۔

[1] اصطلاحات: ''ادھور - رہور (مذکر) ٹھگوں کی اصطلاح..... لفظِ ''ادھر'' کا اصطلاحی تلفظ''۔ ''ادھور'' تو کوئی لفظ ہی نہیں۔ یہی احوال ''رہور'' کا ہے۔ یہ کہاں سے ماخوذ ہیں، معلوم نہیں۔ ہاں ''ادھوریا'' کے متعلق یہ بات ذہن میں آتی ہے کہ شاید یہ ''ادھورا'' سے بنایا گیا ہے [اَدھورا - اَدھوریا]۔

[2] اصطلاحات: ''اڈیل (مذکر) ٹھگوں کی اصطلاح، مراد بُرا شگون''۔ فیلن کے لغت میں ''اڈھال'' ہے۔ صحیح صورت وہی ہے جو مخطوطے، رسالۂ فارسی اور مصطلحات میں ہے۔

[3] اصطلاحات: ''اردل - اردال''۔ ''اردل'' مجھے کہیں نہیں ملا۔ یہ تینوں لفظ، یعنی: اڈیل، اردل اور ادھور؛ (نیز ''اہور'') صرف اصطلاحات میں ہیں اور یہ قابلِ قبول نہیں۔ قابلِ قبول صورتیں وہی ہیں جو مصطلحات، رسالۂ فارسی اور مخطوطے میں ہیں، یعنی: اَدھوریا، اَڈھل، اَردال۔

[4] اصطلاحات میں ''اڈرت پتوری'' ہے (معِ واوِ معروف)۔ اِس لفظ میں بھی واو اعراب بالحرف کے طور پر آیا ہے۔

**اُڑت کانوری:**[1] پادنے کی آواز کو کہتے ہیں، جو حالتِ رفتار میں کسی ٹھگ سے صادر ہووے۔ نہایت منحوس جانتے ہیں۔ جس طرف جانے کا ارادہ ہو، ترک کر کے دوسری راہ لیویں۔ اور اِس بدشگنی کا اثر دور کرنے کی خاطر کنڈوں کا ڈھیر سلگا کر، جب کنڈے اَدھ جلے ہو جاویں، تو سب ٹھگ ایک ایک کنڈا اُٹھا کر اُس کی طرف مارنے کے طور سے پھینکیں اور وہ بھاگتا پھرے۔

اور اگر بیٹھے میں یا حصہ بانٹتے میں یا واردات کرنے کی جگہ میں کسی ٹھگ کا پاد بہ آواز نکل جاوے، تو اُس کو پھڑ کا دَھنیا کہتے ہیں؛ کیوں کہ پھڑ، ٹھگوں کی اصطلاح میں فرود گاہ کو، یا حصہ بانٹنے کی جگہ یا واردات کی جگہ کو کہتے ہیں، اور دھنیا، پاد کو۔ یہ شگون بھی بُرا ہے۔ اِس کے اثر کے دور کرنے کی خاطر یہ ٹوٹکا کرتے ہیں کہ پادنے والے کو وہاں سے اُٹھا کر، تھوڑی سی آگ وہاں پر ڈال کر، پانی سے اُس آگ کو بُجھا دیتے ہیں اور کہتے ہیں: جیسی یہ جلتی ہوئی آگ ٹھنڈی ہو گئی، ویسی یہ شگونِ بد ٹھنڈا ہو جائے۔

**اُڑ والا:**[2] تلنگانی ٹھگ پتّھر کو کہتے ہیں اور سُمیا کو بھی۔

**اَسکنا:**[3] آنا، جس کو فارسی میں ''آمدن'' کہتے ہیں۔

**اَسیلی:**[4] بیڑی۔

**اَسینڈھی :** بیڑی۔

**اِعتبار خانی:** ٹھگوں کے ایک قبیلے کا نام ہے کہ قوم بَرسُوتھ سے پیدا ہوا۔

---

۱۔ اصطلاحات میں ''اوُرت کانوری'' ہے [واوِ معروف۔ ڑے کی جگہ رے]۔ اصل لغت ''اُڑت کانوری'' ہے۔ ''اوڑت'' میں دونوں لفظوں میں واو اعراب بالحرف کے طور پر آیا ہے۔

۲۔ اصطلاحات: اوڑوالا۔

۳۔ رسالہ فارسی: ''اسکنا بہ معنیِ آمدن باشد کہ بہ عربی تال خوانند و بعضے ٹھگاں بہ ہمزۂ ممدودہ ایں لفظ را بر زبان آرند''۔ یعنی بعض ٹھگ ''آسکنا'' کہتے ہیں۔

۴۔ اصطلاحات: ''اسلی..... لفظ ''سیل'' بہ معنی رسی، ڈوری یا زنجیر کا اصطلاحی تلفظ۔ مراد: بیڑی۔

اُکیرا:[1] دکھنی ٹھگ کسی بڑے آدمی کے نوکر کو کہتے ہیں۔

اَگاسی:[2] پگڑی کو کہتے ہیں۔ سوائے بنگالی ٹھگوں کے، اور سب ملکوں کے ٹھگوں کی عادت ہے کہ بغیر پگڑی باندھے سفر پر نہ نکلیں۔ ٹوپی پہننا کمال بد و معیوب جانتے ہیں۔ اگر گھر سے نکلتے وقت، یا منزل سے کوچ کرتے وقت کسی ٹھگ کی پگڑی گر پڑے، تو نہایت بد جانیں اور حتی المقدور اُس دن سفر نہ کریں؛ بلکہ ایک دو دن کی راہ سے بھی گھر کو پھر آویں۔ اور اگر اتفاقاً کسی ٹھگ کی پگڑی جل جاوے، تو بہت بُرا شگون جانیں اور ایک دو دن کی راہ سے بھی پھر آویں، اور سات دن تک سفر نہ کریں۔ اور اگر گھر سے بہت دور ہوویں، تو اُس پگڑی کے وزن بھر گُڑ منگا کر آپس میں بانٹیں اور اُس پگڑی کو خیرات کریں۔

اور اگاسی چیل کی آواز کے شگون کو بھی کہتے ہیں۔ اگر گھر سے سفر کو جاتے وقت، یا سفر میں منزل پر اُترتے وقت کوئی چیل بولے، تو پلہاو اور ٹھِباو دستور موافق لیویں۔ اور اگر آدھی رات سے صبح تک میں، جس کو ٹھگ لوگ کھٹَب کہتے ہیں، کوئی چیل بولے، تو کھٹَب اگاسی کہتے ہیں اور اُس شگون کو بہت بد جانتے ہیں؛ خواہ داہنی طرف سے ہو یا بائیں۔ پس اگر سفر میں کہیں مقام کیے ہوویں، تو بھاگیں اور وہاں نہ رہیں۔ اور اگر آخرِ شب میں کسی مسافر کو ہمراہ لے کر مارنے کے ارادے

---

[1] اصطلاحات: او کیڑا۔ رماسیانا میں Ogaera ہے۔ مخطوطے اور مصطلحات میں کاف ہے؛ اِسی کو مرجح مانا گیا ہے۔

[2] اصطلاحات: "اگاسی (مونث): سُناری۔ چیل کی آواز...... پگڑی"۔ اصطلاحات میں "اکاسی" ہے، مگر مصطلحات، رسالۂ فارسی اور مخطوطے میں "اگاسی" ہے۔ پلیٹس کے لغت میں بھی "اگاسی" ہے۔ مصطلحات میں جہاں بھی یہ لفظ آیا ہے، معِ گاف ہے، اِس طرح مرجح صورت یہی (معِ گاف) ہے۔ اصطلاحات میں جو "اکاسی" ہے، اُس کے متعلق میرا خیال یہ ہے کہ مولفِ اصطلاحات نے یہ مان لیا کہ یہ "اکاس" (بہ معنیِ آسمان) سے بنا ہے۔ چیل کی مناسبت سے یہ بات لگتی ہوئی معلوم ہوئی ہوگی۔ چوں کہ محوّلۂ بالا تینوں اصل مآخذ میں ہر جگہ گاف کے دونوں مرکز واضح طور پر لگائے گئے ہیں، اِس بنا پر مرجح صورت "اگاسی" رہے گی۔ یہ بھی ذہن میں رہنا چاہیے کہ اصطلاحاً "اگاسی" کے معنی "پگڑی" بھی ہیں، یوں آسمان کی نسبت لازم نہیں ٹھہرتی۔

سے لیے جاتے ہوویں اور یہ شگون ہووے، تو اُس مسافر کے قتل سے دست بردار ہوویں؛ کتنا ہی مال اُس کے پاس ہووے، کہ اُس کے مارنے میں بھلا نہ ہوگا۔

اور اگر آدھی رات سے پہلے یہ شگون ہووے، تو چنداں بد نہ سمجھیں؛ کیوں کہ اعتقاد ٹھگوں کا ہے کہ آدھی رات سے پہلے جو بدشگنی ہووے، اُس کی نحوست سونے میں کروٹوں کے نیچے دب جاتی ہے؛ برخلاف آخرِ رات کے، کہ اُس میں جو بُرا شگون ہووے، تو غضب ہے۔

اور تلنگانی ٹھگوں کی زبان میں چیل کی آواز کے شگون کو سُناری بھی کہتے ہیں۔ باقی حال بھاٹن و چماری و بھونتی و گشت سُناری میں ملاحظہ کیا جاوے۔

**اَگاسی بڑاڑ:**[1] بادل گرجنے کی آواز کو کہتے ہیں۔ یہ شگون بھی نہایت بد ہے۔ اگر گھر سے نکلتے وقت بادل گرجے، تو تین دن تک گھر سے سفر کو نکلیں۔ لیکن اگر راہ میں ہوویں، تو کچھ اندیشہ نہ جانیں؛ بلکہ اگر رعد کے ساتھ مینہ بھی برسے، تو چنداں نحس نہ جانیں۔

یہ لُغت دکھنی ٹھگوں کا ہے۔ "بڑاڑ" دکھنی ٹھگوں کی اصطلاح میں دو بلّیوں[2] کے لڑنے کی آواز کے شگون کو کہتے ہیں۔ یہ بھی بہت بد جانتے ہیں۔ اِس شگون کے ہونے سے گھر سے سفر کو نہ نکلیں؛ بلکہ پھر آویں۔

اور ہندوستانی ٹھگ "بڑاڑ" کو "مانجؔ" کہتے ہیں، اور جانتے ہیں کہ اگر اوّلِ شب یہ شگون ہووے، تو اچھا ہے۔ اور اگر رات کو سُوتے وقت، یا ایک نیند سونے کے بعد، یا رات کا کھانا کھانے کے بعد یہ شگون ہووے، یعنے[2] دو بلّیاں لڑیں؛ تو نہایت بُرا جانیں اور "کالی کی مانج" اُس شگون کا نام دھریں۔ اور جس طرف کو جانے کا ارادہ رکھتے ہوویں، ترک کریں۔ اور اگر دن کو یہ شگون ہووے، تو "دھاموں کی مانج" بولیں اور اُس کو زیادہ تر نحس جانیں؛ داہنی طرف سے ہووے یا بائیں طرف سے۔ جو کچھ ارادہ ہووے، ترک کریں۔

---

[1] اصطلاحات: اکاسی بڑار۔

[2] مصطلحات اور مخطوطے میں یہ لفظ ہر جگہ اِسی طرح (معِ یائے مجہول) ملتا ہے (یعنے)۔ چوں کہ اردو میں یعنی اور یعنے، دونوں طرح مستعمل ہے، اِس بنا پر مصطلحات کی مطابقت اختیار کی گئی ہے۔

اور اگر دو[2] بلّیاں کسی بلند جگہ سے لڑتی ہوئی نیچے گریں، نہایت نحس جانیں اور یقین سمجھیں کہ کوئی بلا نازل ہو گی۔ باقی شگون بنجاری و کال ٹکّن و انتی دینا و مٹھئی کے لفظ میں بیان ہو گا اور رفعِ بدشگنی کا ٹوٹکا ہی پھر کانا میں ذکر ہو گا۔

اُگال:[1] دکھنی ٹھگ پُرانے کپڑے کو کہتے ہیں۔

اُگر جانا:[2] قید سے بھاگ جانا۔

اَگَرَیَّہ:[3] اُن ٹھگوں کو کہتے ہیں جن کے باپ دادا اگلے زمانے میں دلّی سے نکالے جاکر آگرے میں رہنے لگے اور چند مدّت کے بعد ہوتے ہوتے جا بہ جا پھیل گئے۔

اکثر پُرانے اور معتبر ٹھگ اپنے باپ دادا کی زبانی بیان کرتے ہیں کہ اگلے زمانے میں دلّی کے کسی بادشاہ کا چیلا، ٹھگوں کے ہاتھ سے مارا گیا تھا۔ بادشاہِ موصوف نے خفا ہو کر دلّی کے گردونواح کے سب ٹھگوں کو گرفتار کروا کے، پیسے کا داغ چوتڑوں پر دلوا کے ضلع سے خارج کروا دیا تھا۔ پس جو ٹھگ کہ اکبر آباد میں جاکر رہنے لگے، ''اگریّہ'' مشہور ہوئے۔ اب تک اُن کے پوتے پرپوتے بھی اِسی لقب سے مشہور ہیں۔ اور جو ٹھگ کہ کویل علی گڑھ میں جاکر آباد ہوئے، گویلیا؛ اور جو کورہر، یعنی کان پور، واٹاوے کے بیچ میں جاکر رہنے لگے، کورہریا؛ اور جو ضلع اجّین میں گئے، اُجینیا؛ اور جنھوں نے ملک رامون میں سکونت اختیار کی، راموسیا؛ اور بزاڑ کے بزاڑیا؛ اور سوپڑ کے سوپڑیا وغیرہ اِسی قیاس پر مشہور و منسوب ہوئے۔

القصہ، جب اُن کے آگرے کے نواح میں رہنے کی خبر بادشاہِ ممدوح کو پہنچی، تو وہاں سے بھی اُن کے نکلنے کا حکم صادر ہوا۔ لاچار ٹھگ لوگ وہاں سے بھی خارج ہو کر یعقوب پور علاقہ فرخ آباد میں رہنے لگے اور کتنی پشتیں وہاں خاطر جمعی سے واستقلال سے بسر کیں۔ آخر جب نول رائے، کہ نہایت جابر تھا، وہاں کا عامل ہوا، تو ٹھگوں نے اُس کے خوف کے مارے وہاں رہنا مناسب نہ جانا اور جمالدی ٹھگوں

---

1. اصطلاحات: اوگال- اوگار۔
2. اصطلحات: اوگر جانا۔
3. اصطلاحات: اگرےَ۔ [مخطوطے اور مصطلحات میں رے پر زبر لگا ہوا ہے، گاف پر جزم ہے اور ی پر تشدید۔

نے گنگا پار جا کر ملکِ اودھ میں سکونت اختیار کی اور باقی ٹھگ ہمّت پور علاقہ جالون میں جا کر رہنے لگے۔ پھر وہاں سے بارہ[۱۲] گانوؤں مفصلۂ ذیل میں پھیل کر، اب جا بہ جا تمام ہندوستان میں منتشر ہوئے۔ تفصیل بارہ[۱۲] گانوؤں مذکورُ الصدر کی یہ ہے: اَئیہٹا، بھِٹولی، چُورَیلا، بَروڑی، گَتا، سِندَوس، گھوڑہن، بِنڈوا، مَنڈئی، سَرسَئی، اُوجا، کالپیسَرگڑھیاَ۔ معلوم ہووے کہ اِس بارہ گانوؤں مذکورُ الصدر سے نو[۹] گانو پہلے کے اٹاوے سے علاقہ رکھتے ہیں اور تین گانو آخر کے گوالیار سے۔

**اُگلنا:**[۱] تلنگانی ٹھگوں کی زبان میں بھاگ جانے کو کہتے ہیں عموماً۔ جس کو ہندوستانی ٹھگ جھڑ جانا بولتے ہیں۔ اور چلنے کو بھی کہتے ہیں۔

**اَنگھنا:**[۲] رات کو کسی جگہ بسر کرنا، یا سو رہنا۔

**اِنْدَرمَن:** عورت، یعنی رنڈی کو کہتے ہیں۔ باقی حال اِیندھا میں بیان ہو گا۔ اِسی کو جمالدی بھاوی بھی کہتے ہیں۔

**اَنگ جھاپ:** ذرا سا گڈھا کھود کر لاش کو چھپا دینا۔ یہ زبان تلنگانی ٹھگوں کی ہے۔ ہندوستانی ٹھگ کچّا یار ہنا بولتے ہیں۔

**اَوکھر:**[۳] ہتھیار کو کہتے ہیں اور دکھنی ٹھگ بَیدھا کو، یعنے جس کا کوئی عضو ناقص ہووے، کہتے ہیں۔

**اَوکھڑ:** دکھنی ٹھگ بُرے شگون کو کہتے ہیں۔ بیان اُس کا گوتار میں ہو گا۔

**اُوندنا:**[۴] تلنگانی ٹھگ کھانے کو کہتے ہیں، جس کی فارسی ''خوردن'' ہے۔

---

[۱] اصطلاحات: اوگرنا۔ اوکلنا۔

[۲] مخطوطے اور مصطلحات، دونوں میں الف اور ن پر زبر لگا ہوا ہے۔ رماسیانا میں بھی بہ فتحِ الف و نون ہے۔

[۳] مصطلحات میں ''اُوکھر'' ہے۔ اِس کے برخلاف مخطوطے میں ''اَوکھر'' ہے اور رماسیانا میں بھی اِسی طرح (AWK,HUR) ہے۔ میں نے اِنھی دونوں اندراجات کی مطابقت کو ترجیح دی ہے۔

[۴] رماسیانا میں واو معروف ہے: OONDANA، مگر مخطوطے اور مصطلحات میں واو پر علامتِ مجہول لگی ہوئی ہے: اُونْدنا۔ اِسی کی مطابقت کو ترجیح دی گئی ہے۔

اُہارنا[1]: پھانسی سے مار ڈالنا۔

اِیٹب[2]: دکھنی اور برّاڑی ٹھگوں کی زبان میں ایّامِ مفصلۂ ذیل کو کہتے ہیں: یعنی بارہ[۱۲] دن جب کسی ٹھگ کی عورت کے لڑکا ہووے، یا کسی ٹھگ کی جورو، بیٹی وغیرہ پہلی دفعہ کپڑوں سے ہووے، یا کسی ٹھگ کی بیٹی بیاہی جاوے، یا کسی ٹھگ کے لڑکے کی مسلمانی ہووے۔ اور دس[۱۰] دن، جب کسی ٹھگ کے یہاں غمی ہو جاوے، یعنی کوئی مر جاوے، خواہ بچّہ ہو یا جوان یا بوڑھا۔ اور یہی دس[۱۰] روز، جب ٹھگوں کی سواری کا کوئی گوڑا، گھوڑی سقط ہو جاوے۔ اور سات[۷] دن، جب کوئی ٹھگوں کی گاے، بھینس بچّہ دیوے، یا کوئی چوپایہ مر جاوے۔ اور تین[۳] دن، جب ٹھگوں کی کوئی عورت بہ طورِ معمول کے حائض ہووے؛ یا بکری، کتیا، بلّی بچّہ جنے۔ پس دکھنی اور برّاڑی ٹھگ اُن دنوں میں گھر سے سفر کو نہ نکلیں۔ اور اگر سفر میں ہوویں اور ایسا ہووے، تو گھر کو چلے آویں۔

اور یہ نہیں ہے کہ جس ٹھگ کے یہاں ایسا ہووے، اُسی ٹھگ کو اِیٹب لگے؛ بلکہ اُس جماعت کے تمام ٹھگوں کو پرہیز کرنا لازم پڑے۔ یہاں تک کہ اگر کوئی ٹھگ بارہ[۱۲] کوس کی راہ سے کسی طرح سُن پاوے کہ فلانے ٹھگوں کے یہاں ایسا ہوا، تو اُس کو بھی اِیٹب لگ جاوے اور اُتنے دنوں تک سفر سے پرہیز کرنا لازم پڑے؛ نہیں تو بہت بُرا ہووے۔ اِس واسطے جو ٹھگ کہ اِیٹب میں ہوتے ہیں؛ اگر اتفاقاً اور ٹھگوں کا غول اُن کے پاس آ جاوے، تو وہ اِیٹب والے اُن سے ملاقات نہیں کرتے اور اپنے پاس نہیں اُترنے دیتے؛ کہ اگر اُن کا حقّہ، پانی پیویں یا اُن سے چھو جاویں یا اِن کا کپڑا اُن کو لگ جاوے، تو اُن کا بھی یہی حال ہو جاوے۔ بلکہ اگر اِیٹب کا نام سُن لیویں کہ یہ لوگ اِیٹب میں ہیں، تو اُن کو بھی اِیٹب لگے۔ اِس واسطے اِیٹب والے، اَور ٹھگوں کو دیکھ کر ہوشیار کر دیتے ہیں کہ تم ہمارے پاس مت آؤ، ہم "گیدے"

---

1. رماسیانا میں OOHARNA ہے، مگر مخطوطے اور مصطلحات میں "اُہارنا" ہے؛ اِسی کی مطابقت ملحوظ رکھی گئی ہے۔
2. رماسیانا میں EENTAB ہے۔ مخطوطے اور مصطلحات میں صاف طور پر "اِیٹب" ہے۔ یہی درست ہے۔ رماسیانا میں N بہ ظاہر کمپوزنگ کی غلطی ہے۔ اِس خیال کو اِس سے تقویت ملتی ہے کہ "اِیٹب" کا مرادف "اِیٹک" ہے اور اِسے رماسیانا میں اِسی طرح (EETUK) لکھا گیا ہے۔

ہیں۔ وہ لوگ سمجھ جاتے ہیں کہ یہ لوگ لہٹب میں ہیں۔ اور "کھپدا" دکھنی ٹھگ[1] دو سادہ کو کہتے ہیں۔ الغرض ٹھگ لوگ لہٹب ہونے کے ڈر کے مارے حاملہ رنڈیوں اور گابھن گائے، بھینس، گھوڑی وغیرہ کو سفر میں ہمراہ نہیں لے جاتے۔ اور ہندوستانی ٹھگ لہٹب کو "ایٹک" کہتے ہیں، اور جتنا کہ دکھنی اور بڑاڑی ٹھگ مانتے ہیں، وہ نہیں مانتے۔ اُن کے یہاں کا فقط یہ دستور ہے کہ جب کسی ٹھگ کا کوئی عزیز اقربا مر جاوے، یا کسی ٹھگ کے یہاں لڑکا پیدا ہووے، یا کسی ٹھگ کی جورو، بہو، بیٹی وغیرہ پہلی دفعہ حیض ہووے؛ تو ڈیڑھ مہینے، اور باقی اُمورات مذکور الصدر میں تین روز یا سات روز رعایت کرتے ہیں، اور سننے سنانے یا چھو جانے سے اُن کو لہٹب نہیں لگتا۔ فقط اپنی جماعت کا لہٹب مانتے ہیں۔ اور[2] بنگالی ٹھگ لہٹب کچھ نہیں مانتے۔

**ایٹک**: ہندوستانی ٹھگوں کی زبان میں "لہٹب" کو کہتے ہیں، جس کا بیان اوپر مفصل ہو چکا ہے۔

**ایک اڑیا**:[3] ایک قسم گیدڑ کی بولی کا شگون ہے۔ بیان اِس کا لفظ "بھالو" میں کیا جاوے گا۔

**ایک بَردھا**:[4] تیلی، یعنی روغن گر کو کہتے ہیں۔

**ایک تاو ہونا**:[5] آپس میں مجتمع ہو کر غول باندھنا؛ کیوں کہ "تاو" ٹھگوں کی اصطلاح میں

---

1. آگے چل کر اِس لفظ کی وضاحت ملتی ہے۔
2. یہ جملہ صرف مصطلحات میں ہے، مخطوطے میں موجود نہیں۔ رسالۂ فارسی میں صرف "ایٹک" ہے۔ اُس میں "لہٹب" موجود نہیں۔
3. اصطلاحات میں "اڑیا" ہے، مگر یہ درست نہیں۔ یہ لفظ آگے چل کر "بھالو" کے تحت بھی آیا ہے، جہاں اِس کے شگون کا بیان مفصّل ہے، وہاں بھی الف پر زبر لگا ہوا ہے۔ اِس کا جو شگون ہے، وہ بہت نحس مانا جاتا ہے، اِس لحاظ سے دیکھا جائے تو "اَڑیا" صاف طور پر مرجح معلوم ہو گا کہ "اَڑنا" کے مشتق "اَڑی" سے بنا ہے (بہ معنی مشکل، مصیبت وغیرہ)، جسے اِس کے نحس شگون سے مناسبت حاصل ہے۔ رماسیانا میں بھی الف مفتوح ہے۔
4. پلیٹس کے لغت میں "بَرد" کے معنی "بَیل" لکھے ہوئے ہیں۔ نیز دیکھیے اِسی لُغت میں "بَردھ"۔
5. اصطلاحات میں "ایک ناؤ" ہے۔ آگے چل کر نون کے باب میں ہے: "ناؤ (مونث) ٹھگوں کی اصطلاح، مراد گروہ، ٹولی" (ص ۲۰۶)۔ اِس کے برخلاف مخطوطے، رسالۂ فارسی اور مصطلحات میں "ایک تاو ہونا" ہے۔ ت کے نقطے واضح ہیں۔ اِس کی تصدیق یوں بھی ہوتی ہے کہ اِس میں ت کے باب میں "تاو" مندرج ہے، جس کے معنی ہیں: "جماعت کو آدمیوں کی کہتے ہیں عموماً"۔ اِس کے بعد "تاو مت پچکاو" ہے۔، یعنی: "اپنی جماعت مت دکھلاؤ"۔ اِس سے یہ بات قطعی طور پر واضح ہو جاتی ہے کہ اصل لغت "تاو" ہے، "ناو" نہیں۔

جماعت کو کہتے ہیں۔

اِیلو: ایک عدد کو کہتے ہیں؛ لیکن استعمال اِس کا آدمی پر اکثر ہے اور اور چیز پر کم تر۔ اور اوکڑیے[1] ٹھگ عضوِ تناسل کو کہتے ہیں۔

اَینٹھا:[2] روپیا۔

اَیچنی:[3] کمان را گویند کہ در عربی "قوس" خوانند۔

اِینڈھا:[4] عورت، یعنے رنڈی کو کہتے ہیں۔ ٹھگ لوگوں کے اعتقاد میں عورت کو مارنا نہایت نحس ہے۔ اگلے وقت میں ہرگز عورت کو ہلاک نہ کرتے تھے۔ اب تھوڑے عرصے سے بعضے بعضے ٹھگوں نے لالچ کے مارے ایسا بھی اختیار کیا۔ جانتے ہیں کہ اُسی سبب سے تباہ و برباد ہوئے اور پکڑے گئے اور سزا کو پہنچے۔

---

1. یہ جملہ صرف مصطلحات میں ہے۔

2. رماسیانا میں ENTHA ہے، مگر مخطوطے میں الف پر زبر لگا ہوا ہے۔ رسالۂ فارسی میں بھی اسی طرح ہے۔ اِسی کی مطابقت اختیار کی گئی ہے۔

3. یہ لفظ صرف رسالۂ فارسی میں ہے۔

4. اصطلاحات میں "بانجھ عورت" ہے۔ مزید لکھا گیا ہے: "نگھری، کسبی، نکما، بیکار"۔ یہ سب اور "بانجھ" کی تخصیص کہاں سے ماخوذ ہے، معلوم نہیں۔ ترجیحی معنی وہی ہیں جو مصطلحات میں ہیں، یوں کہ مولفِ اصطلاحات کا اصل ماخذ وہی ہے۔ اُنھوں نے جو اضافہ کیا ہے، وہ قابلِ قبول نہیں معلوم ہوتا۔ اِس لفظ کے املا کا جہاں تک تعلق ہے، تو مخطوطے میں "اِینڈہ" ہے۔ رسالۂ فارسی میں "ایندہہ" ہے۔ مصطلحات میں "ایندھہ" ہے۔ اصطلاحات میں اینڈا [یعنی "اَینڈا" ہے]۔ رماسیانا میں ENDH ہے مگر ک کی فصل میں "کانی اِیند" ہے۔ الف کی فصل کے آخر میں "لغاتِ جدید" کے تحت جو الفاظ مصطلحات میں مندرج ہیں، اُن میں "اِیَنڑ" "بہ معنی ایندھہ، یعنے رنڈی" ہے۔ اِس طرح تین[3] تلفظ سامنے آتے ہیں: اِیندھ، اِہند، اِیندھا۔ میرے لیے یہ طے کرنا مشکل ہے کہ مرجح صورت کون سی ہے۔ میں نے "اِیَنڑ" پر قیاس کر کے اِس کا املا "اِینڈھا" مان لیا ہے۔

# لغاتِ جدیدہ[1]

آل: اسباب و اجناس کے حصے کو کہتے ہیں۔

آلُستا: اُوکڑیٹیے ٹھگ ایک عدد کو کہتے ہیں، اور دو[۲] کو ابدڈلا یا ابڈل، تین[۳] کو سانکڑو، چار[۴] کو باریا یا بڑیا یا بدیا، پانچ[۵] کو جانپائی، چھے[۶] کو چھور، سات[۷] کو ستور، آٹھ[۸] کو اٹھور، نو[۹] کو نور، دس[۱۰] کو دسور، گیارہ[۱۱] کو گیا[2] اور علیٰ ہذا انیس[۱۹] تلک اِسی قیاس پر بولیں[3]۔

---

[1] اس عنوان کے تحت جتنے الفاظ ہیں، وہ سب صرف مصطلحات میں ہیں [یعنی یہ مخطوطے کی ترتیب کے بعد کا اضافہ ہے]۔

[2] اصل متن میں یہی ہے۔ قیاس کہتا ہے کہ یہ کتابت کی فروگذاشت ہے، "گیاسور" ہوگا، "دسور" کے قیاس پر۔ آگے چل کر "انیسور" آیا ہے، انیس کے لیے۔ اِس لحاظ سے "علی ھذ انیس تلک اِسی قیاس پر بولیں"۔ سے یہی مترشح ہوتا ہے کہ ۱۹ تک کی گنتیوں میں لاحقہ "سور" شامل ہے۔

[3] رماسیانا حصۂ دوم (ص ۳۴۶) میں گنتیاں اِس طرح ملتی ہیں:

| | | | |
|---|---|---|---|
| یتو | : | ایک | (YETU) |
| بتری | : | دو | (BITRI) |
| سانکڑ | : | تین | (SANCAD) |
| وڈلی | : | چار | (WODLI) |
| پنچرو | : | پانچ | (PANCHURU) |
| سرلو، اور چھرو | : | چھے | (SERLU and CHERU) |
| ستھونی | : | سات | (SATHUNI) |
| دیسُر | : | دس | (DESUR) |
| ماہی | : | ایک سو | (MAHI) |
| ہکڑے | : | ایک ہزار | (HACADE) [ص ۳۲۵ پر ایک ہزار کے معنی میں "اوکڑا" (AUKADA) لکھا ہوا ہے۔ |
| دواکڑے | : | دو ہزار | (DOACADE) |
| دساکڑے | : | دس ہزار | (DESACADE) |

پھر بیس[۲۰] کو کائنٹ، اکیس[۲۱] کو آگستا اوپر کائنٹ، بائیس[۲۲] کو اَبدُلا اوپر کائنٹ علیٰ ھذا اُنتیس[۲۹] تلک یوں ہی کہیں۔ پھر تیس[۳۰] کو ڈیروچ کائنٹ کہیں۔ بعد ازاں اُنتالیس[۳۹] تلک بہ دستور زبانِ ہندوستان کے شمار کریں۔ پھر چالیس[۴۰] کو اَبدُلا کائنٹ اور پچاس[۵۰] کو اڑوچ کائنٹ، اور ساٹھ[۶۰] کو سانگر کائنٹ، اور ستّر[۷۰] کو ساڑھے اَبدُلا اوپر کائنٹ اور اسّی[۸۰] کو سوئپو اور نبّو[۹۰] کو سوٹ۔ اور جو کچھ نبّو[۹۰] پر زیادہ کیا جاوے، اُس کا نام رَماسی میں، جیسا کہ اوپر بیان ہوا، لے کر ''اوپر سوت'' کہیں، جیسا کہ ''آستا اوپر سوٹ'' یا ''کائینٹ اوپر سوٹ''۔ پھر ہزار[۱۰۰۰] کو مَلاسوٹ اور لاکھ کو ''سوامَلا سوٹ'' بولیں۔ باقی حال ہندوستانی ٹھگوں کی گنتی کا لفظ رُو میں ملاحظہ کیا جاوے۔

آل کر لینا: اُوکڑیئے ٹھگ اسباب واجناس کے حصہ کر لینے کو کہتے ہیں، سوائے روپے کے، کہ اُس کو ''مُڑکیا بھانگ چُور کر لینا'' کہتے ہیں۔

آئنا: اُوکڑیئے ٹھگ آنے کو کہتے ہیں، جس کی فارسی ''آمدن'' ہے۔

آنٹالی: ٹھگانِ سوسیا کی زبان میں پگڑی کو کہتے ہیں۔ بیان اِس کے شگون کا اَگاسی میں دیکھا جاوے۔

اَبدُل: معنی اِس کے اَبدُلا میں بیان ہوئے۔

اَبدُلا: دو[۲] عدد کو کہتے ہیں۔ باقی گنتی کا حال لفظ آگستا میں بیان ہو چکا۔

اَبدُلا کائنٹ: اُوکڑیئے ٹھگ چالیس[۴۰] عدد کو کہتے ہیں۔ مشروحاً گنتی لفظ آگستا میں بیان ہو چکی۔

اٹھارور: بیان اِس کا اَگستا[۱] میں ہو چکا۔

اٹھور: بیان اِس کا بھی اُگستا میں ہو چکا۔

اَجوائن پھانکنا، یا کھانا: کولیا ٹھگ شراب پینے کو کہتے ہیں۔

اَدّر: آدھا۔ زبان اُوکڑیٹی ہے۔

اَراسولی: اُوکڑیٹی زبان میں بہ معنی پان بیڑا۔ اور رسیالی بھی کہتے ہیں۔

---

۱ اُگستا کے ذیل میں ''اٹھور'' کا بیان ضرور آیا ہے، مگر ''اٹھارور'' وہاں نہیں آیا۔

اَرُن: تھوڑا، یا چھوٹا۔ زبان اُوکرِیٹی ہے۔

اَرُن پالا: زبان اُوکرِیٹی میں بایاں ہاتھ۔ کیوں کہ اَرُن: تھوڑا و چھوٹا۔ و پالا: ہاتھ۔ پس داہنے ہاتھ سے بایاں ہاتھ گویا تھوڑا چھوٹا ہے۔

اَرُن کانٹھی کرنا: اُوکرِیئوں کی زبان میں: آہستہ بات کرنا۔ کیوں کہ اَرُن: آہستہ، و کانٹی: بات۔ اِسی کو ہندوستانی ٹھگ "کانٹھی مت کرنا" بولتے ہیں۔

اَرُن گِل: اُوکرِیٹیوں کی اصطلاح میں کٹار کو کہتے ہیں۔ کیوں کہ اَرُن: چھوٹا، و گِل: تلوار۔ پس کٹار گویا چھوٹی تلوار ہے۔

اَرُن مَسِلی ٹھِبانا: اُوکرِیئوں کی اصطلاح میں لاش کو بہ طور کچا، یعنی رہنا کے گاڑنا۔ کیوں کہ اَرُن: تھوڑا، اور مَسِلی: مٹی، و ٹھِبانا: دینا۔ یعنی لاش پر تھوڑی مٹی دینا۔

اَرُنی چُٹول: اُوکرِیٹے ٹھگ ٹوپی کو کہتے ہیں۔ کیوں کہ اَرُنی کے معنی: چھوٹا۔ چُٹول کے معنی: پگڑی۔ پس ٹوپی، گویا چھوٹی پگڑی ہے۔

اَرُنی کُچن: اُوکرِیٹے ٹھگ چھوٹی کٹوری، یا چھوٹے آبخورے کو کہتے ہیں خصوصاً؛ اور ہر ایک چھوٹے برتن کو عموماً؛ کیوں کہ اَرُنی: چھوٹا۔ و کُچن: برتن۔

آرُنی مالتی: اُوکرِیٹے ٹھگ ایک مہینے کو کہتے ہیں۔ اگرچہ مہینے کے واسطے صرف لفظ "مالتی" کافی ہے؛ لیکن چوں کہ "مالتی" گوشت کو بھی کہتے ہیں، اِس واسطے واسطے تفرقے و رفعِ شک کے اَرُنی مالتی مہینے کو کہتے ہیں، یعنی چھوٹی مالتی۔ اور برس کو سَمبُو مالتی کہتے ہیں، یعنی بڑا مالتی۔

اَڑراسیوِلی: پان کا بیڑا۔ زبان اُوکرِیٹی ہے، جیسا اَراسُولی میں بیان ہوا۔

اَڑوچ کائیٹ: اُوکرِیئوں کی اصطلاح میں پچاس⁵ (کے) عدد کو کہتے ہیں۔ مشروحاً بیان گنتی کا لفظ اُلستا میں ہو چکا۔

اَسُت: بہ معنی اَلستا۔ زبان اُوکرِیٹی۔

اَسَرنا: جمالدیوں کی اصطلاح میں کسی سبب سے جلد و تیز روانہ ہونا عموماً۔

اَشٹیا: بھورسوتے ٹھگوں کی اصطلاح میں تانبے، پیتل کے برتن کو کہتے ہیں۔

اَفر: دکھن کے ٹھگوں کی زبان میں مال اسباب کو کہتے ہیں عموماً۔

اَکھرِئی: معنی اِس کے اکھری ہونا میں ذکر ہوں گے۔

اَکھرئی ہونا: جمالدیوں کی زبان میں لوگوں کا گرفتاری کو آنا۔ اِسی کو جمالدی ٹھگ ''کھچرئی ہونا'' و ''بلھی'' بھی کہتے ہیں۔ اور ہندوستانی ٹھگ ''گاڑھ ہونا'' یا ''گیم ہونا'' کہتے ہیں۔

اُکھڑؤ: اُوکڑیے ٹھگ جنگل، خواہ کھیت کو کہتے ہیں۔

اُکھڑؤڈانس: اُوکڑیے ٹھگ شیر کو کہتے ہیں؛ کیوں کہ ''اُکھڑو'' جنگل، و ''ڈانس'' سردار؛ پس جنگل کا سردار شیر ہے۔

اَگاسی نئو: دکھنی ٹھگ بن موسم کے مینہ کو کہتے ہیں، جس کو ہندوستانی ٹھگ ''آنسو توڑ'' کہتے ہیں۔ بیان اِس کے شگون کا لفظ ''آنسو توڑ'' میں دیکھا جاوے۔

اُگراسَن: جمالدی و لودھا کی زبان میں: آگے چلنا۔

اَن پٹکا: بہ اعلانِ نون، اُوکڑیے ٹھگ صبحِ صادق کو کہتے ہیں۔

اَنگرا: اُوکڑیوں کی اصطلاح میں بہ معنیِ پدر، یعنی باپ۔

اَنگری: زبانِ مذکور میں بہ معنی ما[1]، یعنی مادر۔

اَنوا: کچے چانوَل[2]، خواہ بھات یعنی خُشکے کو کہتے ہیں۔ زبان جمالدیوں کی ہے۔

اَنّور کرنا: بانونِ غنہ، کسی چیز کو چھپانا۔ زبان اُوکڑیٹی ہے۔

اُنّیسور: بیان اِس کا آلُستا میں ہو چکا[3]۔

اَنّیو پالا: یعنی بایاں ہاتھ۔ زبان اُوکڑیٹی ہے۔ اور اِسی کو اُرن پالا بھی کہتے ہیں کہ بیان ہو چکا ہے۔

---

[1] ما اور ماں، دونوں لفظ مستعمل رہے ہیں۔ اصل میں ''ما'' ہے، اسی کو برقرار رکھا گیا ہے۔

[2] اصل میں اِسی طرح ہے۔ یہ لفظ مع نونِ غنہ بھی مستعمل رہا ہے۔ مرزا غالب بھی اِسی طرح (مع نونِ غنہ) لکھتے تھے۔

[3] اُنیسور، یعنی اُنیس ۱۹۔

اَو بارنا: کسی مہلوک کا پھانسی لگتے وقت گلے سے آواز نکالنا و خُرخُر[1] کرنا۔ اصطلاح دکھنی ٹھگوں کی ہے۔

اوُٹھاٹپنا: ٹلہائی، یعنی نگہ بانی کرنا۔ زبان اوکڑیٹی ہے۔

اوُٹھاٹپنے کو جانا: زبان اوکڑیٹی میں ٹلہائی، یعنی نگہ بانی کو جانا۔

اوُٹھومَوڑی: بہ معنیِ فرودگاہ بیرونِ بستی۔ زبان اوکڑیٹی ہے۔

اُوجڑ ہونا: قید سے نجات پانا۔ زبان اوکڑیٹی۔

اُوڑَت کا گرا: دکھنیوں کی اصطلاح میں پہاڑی کوّے کی آواز کے شگون کو کہتے ہیں کہ اُڑتے میں بولے۔ بہت نحس جان کر سفر کو ترک کریں۔ باقی حال کاگرا میں دیکھا جاوے۔

اُوڑھا لینا: جمالدیوں کی اصطلاح میں سُونڑ[2] کا کرنا۔ جب تلک سونڑ کا نہ ہووے، یہ قوم منہ نہیں دھوتے، پگڑی رات دن سر سے نہیں اُتارتے۔ باقی حال ساتا میں مذکور ہوگا۔

اَو کالی نَئوُ: آنسو توڑ کے شگون کو دکھنی ٹھگ کہتے ہیں۔ بیان اِس کا لفظ آنسو توڑ میں مشرّح ہے۔ دکھنی و تلنگانی وار کاٹی ٹھگ اِس شگون کے ہونے سے سات دن تلک سفر کو گھر سے نہ نکلیں۔ اور اگر بعد نکلنے کے سرحدِ موضع سے یہ شگونِ بد واقع ہووے، تو چنداں نحس نہ جانیں۔

اُوکڑَیٹا: بنگالی ٹھگ اضلاعِ بان کوڑا و بردوان و سیوڑی کے ٹھگ کو کہتے ہیں۔ زبانِ مصطلحۂ ٹھگی اِس قوم کی اَور اقوام ٹھگانِ بنگالا سے علاحدہ و مبسوط ہے بلکہ راقم اِس رسالے کا اعتقاد یہ ہے کہ یہ قوم پیشۂ ٹھگی میں بہت قدیم ہے اور زبان اِن کی نہایت وسیع۔ کیوں کہ اور ٹھگوں کی اصطلاحات اکثر اُسی قدر موضوع ہیں جس سے اُن کے اسرار مخفی رہیں اور روزمَرہ کے کام بر آمد ہوں؛ اور اِس قوم کی زبان یہاں تلک وسیع ہے کہ اسماے جامد و مشتق و افعالِ متصرّفہ و مصادر ہر چیز و کلام کے، گوکہ اُن کے

---

[1] اصل متن میں "تخر خر کرنا" ہے۔ میں نے یہ خیال کیا ہے کہ یہاں کتابت کی فروگذاشت ہے، خرخر کرنا ہوگا۔ اِسی خیال سے قیاسی تصحیح کی گئی ہے۔

[2] سُونڑ کا کرنا: گھر سے نکل کر پہلے مسافر کو مارنا [دیکھیے: ساتا]۔

پیشۂ ٹھگی سے نسبت و علاقہ کچھ بھی نہ ہو، کوئی مطلب بہ عالمِ ظاہر بر آمد نہ ہو، علاحدہ ہے۔ عقل حیران ہے کہ یہ قوم کس مدّت سے ہے کہ بالکل زبان اُن کی اصطلاحاتِ ٹھگی میں جدا ہے۔

اور فنِ ٹھگی میں بھی یہ قوم ایسی پکّی ہے کہ اِن کے مارے ہوئے کا کسی طرح نشان اور پتا نہیں لگتا؛ کیوں کہ اِس گروہِ خدیعت پژوہ کا اکثر خواص یہ ہے کہ بیش تر اوقات مسافر کو دم دھاگا دے کر اپنی کشتیوں پر بٹھا کر اور خود ملاّح و مانجھی بن کر غریقِ بحرِ فنا کرتے ہیں، لاشوں کو دریا میں ڈال کر جایداد کو ہضم کرتے ہیں۔ کسی کو سُراغ لگے تو کیوں کر لگے۔ اِسی جگہ سے ہے کہ تیرھویں تاریخ ماہِ جون ۱۸۳۱عیسوی کو پینتالیس[۱۸] اسامی، کہ اُن میں سے اکثر اسی قوم کے تھے، ضلع جنگل محال میں بہ علّت ٹھگی و اشتباہ خون سات مسافروں کے، کہ اور ٹھگوں کے ہاتھ سے مارے گئے تھے، گرفتار ہوئے۔ ہر چند وہاں کے صاحب مجسٹریٹ بہادر نے ثبوتِ مقدمہ پر کمر باندھی اور تحقیقات اُن کے پیشۂ ٹھگی کی واقعی فرمائی؛ لیکن اُن مکاروں نے مرغی کی ایک ہی ٹانگ بتلائی اور سوائے انکار کے، حرفِ اقبال کا زبان پر نہ لائے۔

چوں کہ رسمِ عدالت سے بغیر گواہانِ معتبر کے ثبوتِ مقدمہ صورت پذیر نہیں ہوتا؛ واقع ستائیسویں ماہِ اگست ۱۸۳۳مسیحی کو بہ عدمِ ثبوتِ جرم کے اُس مقدمے سے بہ موجب حکم صدر نظامت الہٰ آباد کے بری ہوئے؛ لیکن اُن میں سے اکثر سکنہ برزین پور علاقہ بان کوڑا کے، کہ وہاں کے بدمعاش معروف و مشہور ہیں، تھے؛ اور اَموال بیش قیمتی و اشیا زیادہ اُن کی حیثیت سے، کہ حاصل ہونا اُس کا ویسے لوگوں کے پاس سوائے پیشۂ ٹھگی کے متصوّر نہ تھا، نکلا تھا۔ اِس واسطے صاحب مجسٹریٹ بہادر معزّی الیہ نے یہ حکم صادر فرمایا تھا کہ شیخ امین وغیرہ اُنیس[۱۹] مدّعا علیہ من جملہ مشتبہوں کے، جب تلک دو دو[۲] معتبر آدمیوں کی فعل ضامنی تین تین سو روپے کی اور مُسمّا پنا باوری وغیرہ چار آدمی دو دو[۲] سو روپے کی ضامنی ایک ایک معتبر آدمی کی داخل نہ کریں، بامحنت و جولانہ مقیّد رہیں۔ اور اِسی درخواست پر مثلِ مقدمے کی پیش گاہ صاحب کمشنر بہادر سرکٹ کے بھیجی۔ کمشنر صاحب بہادر محتشم اِلیہ نے اِس پر یہ حکم صادر فرمایا کہ مدّعا علیہم مذکوران اگر ضمانت حسبِ مطلب داخل کریں تو بہتر، نہیں تو تین تین برس بامحنت و زنجیر قید رہیں۔ اور بعد انقضا

میعاد کے مثلِ مقدمہ واسطے صدورِ حکمِ مناسب کے پھر پیش ہو۔

الغرض اِسی حکم پر مقیّدانِ مذکوران بان کوڑے کے جیل خانے میں قید رہے، اور باقی کے لوگ بہ عدم ثبوتِ جرم کے رہا ہوئے۔ بعضے مر بھی گئے۔ چوں کہ شُہرۂ گرفتاری ٹھگانِ اطراف واکنافِ عالم محکمۂ خداوندی میں اظہر من الشّمس تھا، مِثل مقدمے کی معرفت مسٹر ولِسن صاحب بہادر اشٹنٹ صاحب جنرل سپرنڈنٹ کے، کہ اب ضلع کانھ پور[1] کے مجسٹریٹ ہیں، محکمۂ خدایگانی میں واصل ہوئی۔ چوں کہ جناب آقاے نام دار کو استیصال اِس قومِ بد سرشت کی دل سے منظور[2] تھی اور گوینده بھی ہر قسم کے ٹھگوں کے پہچاننے والے موجود، اِس واسطے قیدیان مذکوروں کو مع اور بعضے رہائی یافتوں کے بہ وساطت مسٹر اسمٹ صاحب بہادر اجنٹ جبل پور کے طلب فرمایا، کہ اکیس نفر مدّعا علیہم، کہ ایک ایک ٹھگ افعی تھا، مقام ساگر میں حاضر آئے؛ لیکن کوئی گوینده اُن کا واقف کار نہ نکلا۔ تب بہ نظرِ حزم واحتیاط کے خداوندِ مطاعی نے ماخوذ رکھا، کہ شاید بہ مرورِ دہور کچھ سُراغ پھوٹے۔

فی الجملہ، جب محکمۂ جنرل سپرنڈنٹی جبل پور میں مقرّر ہوا، خداوندِ نعمت منعّم الیہ نے انواع واقسام کی حکمتیں اُن کے گوینده بنانے میں کیں، کہ من جملہ اُن کے ایک بات یہ ہے کہ اُن میں سے چار ٹھگوں کو، کہ سب میں کہن سال، گرگِ باراں دیدہ تھے، جیل خانۂ جبل پور کے گُنہ خانوں میں جُدا جُدا قید کیا، شاید مصائبِ تنہائی سے تنگ ہو کر اقبال کریں۔ اور بعضوں کو محبسِ سیونی میں بھیجا۔ یہاں تک کہ جب کسی طرح فریب اُن کا پیش نہ گیا اور انکار میں کچھ فائدہ متصوّر نہ ہوا، کلیدِ اقبالِ لازوالِ خداوندی نے قفلِ خدعہ وانکار کا اُن لوگوں کے درجِ دہاں سے کھولا، کہ بہت اُن میں سے، کہ اِسی قوم کے ہیں، گوینده بنے اور اظہاراتِ

---

1. مخطوطے میں کہیں "کان پور" ہے اور کہیں "کانھ پور"۔ مصطلحات میں ہر جگہ "کانھ پور" ہے۔ اِسی بنا پر کانھ پور لکھا گیا ہے۔

2. استیصال مذکّر ہے، مگر متن میں جملہ اِسی طرح ہے جس طرح نقل کیا گیا ہے۔ میں نے یہاں قیاسی تصحیح مناسب نہیں سمجھی، اِس خیال سے کہ اِس کا بہ ہر طور امکان ہے کہ مصنف نے اِسی طرح لکھا ہو۔

سفرِ عمری، کہ ایک ایک لائق دیکھنے کے ہیں، لکھا دیے۔ اور صد ہا اپنے ہم قوموں کی گرفتاری کے باعث ہو کر، مقدماتِ ٹھگی بہ آئینِ شایستہ اُن پر ثابت کرائے۔ اب بہت گوئندے نئے پُرانے اِس قوم کے موجود ہیں۔

اُوگرَڑیٹی: اُوکوڑیٹا ٹھگوں کی زبانِ مصطلحہ ٹھگی، جیسا کہ لغتِ سابق میں مندرج ہے۔

اَوگل جانا: بہ زبانِ اوکڑیٹی جانا، جس کی فارسی ''رفتن'' ہے۔ اور تلنگانی ٹھگ ''اُوگل جانا'' اِسی معنوں پر بولتے ہیں، یعنی کافِ فارسی کو مفتوح استعمال کرتے ہیں۔ اور قید سے بھاگ جانے کو بھی بولتے ہیں، جیسا کہ اُوگلنا میں ذکر ہوا۔

اُوگئی: دکھنی ٹھگ کم قوم و تابعدار کو کہتے ہیں۔

اُومان لینا: بہ زبانِ ٹھگانِ دکن جھمان[1] لینا۔

اَوںچنا: جمالدیوں کی اصطلاح میں: آنا، ضد جانے کا۔

اَیال کر کے لینا: اوکڑیٹوں کی اصطلاح میں بہ معنی آل کر کے لینا، کہ بیان ہوا۔

اَیسُوا: اوکڑیٹے ٹھگ زُنار، یعنے جنیو کو کہتے ہیں۔

اَیسُور: اورکڑیٹے ٹھگ زُنار کو کہتے ہیں۔

اَیسُوکاپاکھا: زبانِ مذکور میں پارچۂ ریشمی۔

اَیسُورکاپاکھا: بہ معنی اَیسواپاکھا، کہ بیان ہو چکا۔

اِیگٹ کو لانا: دکھنی ٹھگوں کی اصطلاح میں مسافر کو بھلا کر لانا، جس کو ہندوستانی ٹھگ دھوت لانا کہتے ہیں۔

اَیگت: اصطلاحِ ٹھگانِ دکن میں بہ معنیِ آلا، یعنے ٹھگ۔

اِیگیارَور: آلستا میں بیان ہوا۔

اِیلو، کاپھولوٹ: اَوکڑیٹوں کی اصطلاح میں بہ معنی خُصیتین؛ کیوں کہ ''ایلو'' بہ معنیِ عضوِ تناسل،

---

[1] جھمان لینا: پہچاننا یا پہچان لینا۔ اور کسی چیز کے چھپانے کو بھی کہتے ہیں۔

و ''پھولوٹ'' بہ معنی پھل۔ پس اِن نالائقوں کی دانست میں گویا یہ پھل ہیں۔ ہر چند کہ راقم کو کراہت و حجاب دامن گیر تھا کہ زبانِ قلم کو ایسی تقریروں سے آلودہ کرے؛ لیکن چوں کہ قاعدہ اہلِ لغت کا ہے کہ ہر ایک چیز کا نام تحریر کرنا پڑتا ہے، لاچار اپنے تئیں بھی معذور نہ رکھا۔

اِینڑ: زبان اوکڑیٹی، بہ معنی اینڈھا، یعنے رنڈی۔

## تازی بے کا باب، ایک سو بیاسی لُغت کا[1]

**باجنی:** بندوق۔

**باجید:** باجید خاں میں بیان ہوگا۔

**باجید خاں:** یہ نام ایک اشارے کے طور پر ہے۔ ٹھگ لوگ جب کسی مسافر کو مارنے کے ارادے سے کسی جگہ ٹھہرتے ہیں، تو پہلے جاسوسوں کو ناکوں پر متعیّن کرتے ہیں کہ اگر کسی کو آتے دیکھیں، تو ہوشیار کرنے کی خاطر اِن ناموں سے کوئی نام لے کر پکاریں کہ: شیخ جی، شاہ محمد، پچھمن، پچھمن سنگھ، کچھی رام، گنگارام۔ پس جو شخص مسافر کے مارنے پر آمادہ ہیں، یہ نام سُن کر سمجھ جاویں کہ کوئی آتا ہے۔ جو کچھ مناسب ہووے، عمل میں لاویں۔

اور اگر جاسوس لوگ دیکھیں کہ کوئی آتا جاتا نہیں ہے، تو خاطر جمع کرانے کے واسطے اِن ناموں مفصلۂ ذیل سے لے کر پکاریں: دیو، دیومَن، دیو سنگھ، باجید، باجید خاں، ناربَل۔ پس وہ سمجھ جاویں کہ کچھ ڈر نہیں ہے، بہ خاطرِ جمع مسافر بے چارے کا کام تمام کریں۔

اور کبھی اگر دیکھیں کہ کوئی مسافر سامھنے[2] سے آتا ہے اور قابو اُس کے مارنے کا

---

[1] مخطوطہ: ''ب کا باب، اِس میں ترانوے لغت ہیں''۔ یعنی مولّف نے نظرِ ثانی میں اِس حرف کے ذیل میں نواسی[89] الفاظ کا اضافہ کیا ہے۔ رماسیانا میں اِس باب میں چوراسی[84] لفظ ہیں اور رسالۂ فارسی میں چھہتر[76] لفظ ہیں۔

[2] یہ ''سامنے'' کا قدیم املا ہے، اِس بنا پر ہر جگہ اِسی کی مطابقت اختیار کی گئی ہے۔

نہیں؛ لیکن اُن کے ساتھی اور ٹھگ پیچھے ہیں؛ تو اُس بے چارے مسافر سے کہتے ہیں کہ باجید یا باجید خاں یا دیو سنگھ وغیرہ پیچھے آتے ہیں، اُن کو جلدی ہمارے پاس بھیج دینا۔ وہ مسافر سادہ دل پیچھے والے ٹھگوں سے کہے۔ وہ سمجھ جاویں کہ اگلے ٹھگوں نے اِس کے قتل کا حکم دیا ہے، فوراً اُس کا کام تمام کریں۔

بارہ متی:[1] چھپکلی کی آواز کے شگون کو کہتے ہیں۔ جس طرف سے سُنا جاوے، اچھا سمجھیں اور یقین کریں کہ اُس دن بہت سامال ہاتھ لگے گا۔ اور اگر چھپکلی اوپر سے نیچے گرے، تو ٹھگ لوگ بُرا جانیں اور سمجھیں کہ کوئی بلا آنے والی ہے؛ اُس جگہ سے جھٹ پٹ کوچ کر دیویں۔

اور بعضے ٹھگ اِس کو بُرا نہیں جانتے؛ بلکہ کہتے ہیں کہ اگر کسی کے کپڑے پر گرے، تو فقط اُسی کے واسطے بُرا ہے، پس وہ شخص اُس کپڑے کو خیرات کر دیوے۔ اور بارہ متی کو جمالدی ٹھگ ''ٹپ ٹپوا'' کہتے ہیں اور بولنا اُس کا ہر صورت سے مبارک جانتے ہیں۔

باڑو: ٹھگ۔[2]

باڑوئی:[3] ٹھگ کی عورت، کہ اپنی قوم کی اصیل اور بوڑھی بڑی ہووے۔

باگ: وعدہ۔

باگ دینا: وعدہ کرنا۔ اِس کا بیان ''پھول دینا'' میں مفصّل ہوگا۔

باگڑیا: ٹھگوں کی ایک قوم ہے۔ سکونت اُن کی بیش تر سوپڑ علاقہ گوالیر میں ہے۔ کتنی ایک پُشتوں سے اگریا ٹھگوں سے رشتے داری کر کے ٹھگی کرنے لگے ہیں۔ اُنھیں کو کھوکھڑیا بھی کہتے ہیں اور سوپڑیا[4] بھی۔

---

1. اصطلاحات: بارامُنی، بارامتی۔ مخطوطے، رسالۂ فارسی، رماسیانا اور مصطلحات میں ''بارہ متی'' ہے؛ اِس لحاظ سے ''بارامُنی'' کا اضافہ درست نہیں۔ دوسری بات یہ ہے کہ محوّلہ بالا نسخوں میں جزوِ اوّل ''بارہ'' ہے اور ''متی'' کے میم پر زبر لگا ہوا ہے۔
2. اصطلاحات: خاندانی اور تجربے کار ٹھگ۔
3. رسالۂ فارسی میں ''باڑنی'' ہے۔
4. رسالۂ فارسی میں اِس ٹکڑے کا اضافہ ملتا ہے: طایفہ ایست ٹھگاں را کہ قومِ مسلمانند۔

**بالمیکہ**[1]: ایک برہمن کا نام ہے، جس کا اصل نام دُجادَھم تھا۔ ہندوؤں کے اعتقاد میں سَت جُگ کے آخر زمانے میں قصبۂ قنوج میں پیدا ہوا تھا۔ آخر کو کِراتوں اور بھیلوں کی صحبت میں چترکوٹ کے جنگل میں پیشہ رہ زنی کا کرنے لگا اور ایک سو برس اُسی گم راہی میں گزارے۔ پھر بششٹ، جمدگن وغیرہ رکھیوں[2] کی ہدایت سے اُس بُرے کام سے توبہ کرکے، رام کے نام کی تسبیح کرنے کی برکت سے، کہ بہت مدّتوں کی تھی، اَمَر ہوا۔ چناں چہ مفصل قصہ اُس کا ہندوؤں کی اعتقادی کتابوں، جیسے بالمیکی راماین وادھیاتم رامایَن و بھگت مال وغیرہ میں لکھا ہوا ہے۔ اِس مختصر میں اگر بیان ہوتا، طول ہو جاتا۔ خلاصہ مطلب کا یہ ہے کہ ٹھگ لوگ بھی اپنے اعتقاد میں ٹھگی کی ابتدا اُس کے وقت سے جانتے ہیں۔

**بانڑھی**: بہ معنی بھالو[3]، کہ لکھا جاوے گا۔

**بانی**: لہو[4]، یعنے خون۔

---

۱ اصطلاحات میں "بالمیک، بالمیکہ" ہے۔ مخطوطے اور مصطلحات، دونوں میں یہاں "بالمیکہ" ہے، لیکن دجادھم کے تحت مصطلحات میں "بالمیک" ہے اور مخطوطے میں "بالمیکہ"۔ میں نے محض احتیاطاً یہاں "بالمیکہ" کو برقرار رکھا ہے جس طرح مخطوطے میں دو جگہ مرقوم ہے اور مصطلحات میں بھی ایک جگہ یہی ہے۔ مخطوطے میں بہ ذیلِ "دجادھم" واضح طور پر "بالمیکہ" لکھا ہوا ہے اور اِس سے معلوم ہوتا ہے کہ مصنّف نے اصلاً اِس لفظ کے آخر میں ہ لکھی ہے۔ اِسی طرح مخطوطے میں "بالمیکہ رامایَن" مرقوم ہے۔ ہاں متعارف لفظ "بالمیک" ہے۔

۲ "رشیوں" کی بدلی ہوئی صورت [رشی: رکھی۔ رشیوں: رکھیوں]۔

۳ اصطلاحات: "دیکھو بھالو کا"۔ "بھالو کا" درست نہیں۔ صحیح لفظ "بھالو" ہی ہے، جو اِس کے بعد ذرا آگے چل کر پھر آیا ہے۔

۴ اصطلاحات: "بانی، مونّث، بہو۔ بیٹے کی عورت۔ ہندی میں "بیر بانی" ملا کر بولتے ہیں۔ دیکھو جلدِ ہفتم پیشہ مشاطی"۔ لیکن جلدِ ہفتم میں یہ لفظ موجود نہیں۔ یہاں مولفِ اصطلاحات کسی غلط فہمی کا شکار ہو گئے ہیں۔ بہ ہر طور "بانی" کے صحیح معنی وہی ہیں جو مصطلحات میں مرقوم ہیں اور اصطلاحات کا یہ اندراج درست نہیں۔

**بایاں گیدی سُونالیدی**[1]: یہ ٹھگوں کی ایک مثل ہے۔ معنی اِس کے اُن کے اعتقاد کی رو سے یہ ہیں کہ اگر گیدڑ اُن کی راہ پر داہنی طرف سے آ کر بائیں طرف چلا جاوے؛ تو شگون بہت اچھا ہے، سُونا ہاتھ لگے۔ باقی بیان گیدڑ کے شگون کا لفظ "بھالو" میں بیان ہو گا۔

**بُٹھلا**[2]: جمالدی اور لودھا ٹھگوں کی اصطلاح میں گنّے کو کہتے ہیں۔ بیان اُس کا "جَکَرو" میں کیا جاوے گا۔

**بُجھا**: لاش بردار۔

**بُجھائی**: لاش برداری۔

**بجے نَندَن**[3]: لفظِ ہفتم است از الفاظِ سبعہ کہ برائے معلوم کردنِ تاریخِ سعد و نحس مُخیرۂ بعضے ٹھگان است۔ شرحش مفصّل در لفظِ "سری دن" کہ لفظِ اوّلِ اوست، مرقوم خواہد شد۔

**بَراونا**[4]: اُس کو کہتے ہیں جب ٹھگ لوگ جانیں کہ ہماری جماعت دیکھ کر لوگ شُبہ کریں گے، تو دو دو، چار چار پھوٹ کر ہر طرف تتر بتر ہو جاویں اور وعدے کی جگہ پر حسبِ قرار داد اکٹھا ہو جاویں۔

---

۱ مصطلحات میں یہاں اِسی طرح لکھا ہوا ہے؛ لیکن آگے چل کر "بھالو" کے ذیل میں "بایاں گیدے" لکھا ہوا ہے۔ میں نے پہلے اندراج کو ترجیح دی ہے، اِس کی خاص وجہ یہ ہے کہ مخطوطے میں "بایاں گیدی" مرقوم ہے، یعنی "گیدی" اور "لیدی" کی دونوں یائے معروف کے نیچے علامتِ یائے معروف لگائی گئی ہے اور اِس سے قطعی طور پر تعیّن ہو جاتا ہے۔

۲ اصطلاحات میں "بٹھلا" سے پہلے یہ اندراج ہے: "بٹی، مونث، باٹ کا اسمِ مصغّر: بیٹا، ایک آدمی کے چلنے کا کھیت وغیرہ میں راستہ، جو آدمیوں کے چلنے سے پڑ گیا ہو، جہاں لوگوں کی گرفتاری کے متلاشی ہوں، بُری خبر۔ (ہونا) ٹھگوں کا راستہ معلوم ہو جانا، بھید کھُل جانا، بُری خبر سُننا"۔ اِس عبارت کے آخری دو جملوں سے یہ خیال پیدا ہو سکتا ہے کہ "بٹی" ٹھگوں کا اصطلاحی لفظ ہے؛ مگر یہ درست نہیں۔ یہاں کئی لفظوں کے معنی، کسی غلط فہمی کی وجہ سے، ایک لفظ کے ذیل میں لکھے گئے ہیں۔ "بٹی" کے معنی "بُری خبر" بھی نہیں اور اس لفظ کا تعلّق ٹھگوں کی زبان سے بھی نہیں۔ ٹھگی کی اصطلاحوں میں اِس مفہوم کے لیے "بنار" ہے، جس کا بیان آگے آیا ہے۔ رماسیانا میں اِسے BEETULA لکھا گیا ہے۔ صحیح وہی ہے جو مصطلحات میں ہے۔

۳ یہ لفظ صرف رسالۂ فارسی میں ہے۔ فارسی عبارت تقریباً وہی ہے جو لفظِ "آنند" کے تحت آئی ہے۔ اِس کا ترجمہ بھی وہیں دیکھا جا سکتا ہے۔ ۴ اصطلاحات میں "براونا" ہے۔

بَرائی کرانا:[1] یعنی بہ مصلحتے از جماعتِ خود جدا گردیدہ و از نظرِ اغیار خود را مکتوم نمودہ، باز بر وقتِ مناسب بایارانِ خود شامل شدن۔

بُرچا:[2] دکھنی ٹھگوں کی زبان میں کپڑے کو کہتے ہیں، کسی طرح کا ہووے۔

بَرسُوتھ:[3] ٹھگوں کی ایک ذات ہے۔ بیان اِس کا "سات ذات" میں لکھا جاوے گا۔

بَرکاے جانا:[4] بہ معنی متفرّق شدہ جا بجا فرود شدنِ جماعتِ ٹھگاں، تاکسے از انبوہیِ ایشاں متوحّش نشود۔

بُرکی: چھری۔

بُرکیانا، بُرکِیائی ڈالنا: چھری سے زخمی کرنا، یا قتل کرنا۔

بَرَگ:[5] ایسی چیز کہ لائق اور زیبانہ ہووے؛ یعنی اگر کوئی دیکھے تو سمجھ جاوے کہ اِس کی نہیں ہے، کہیں سے اُڑا لایا ہے۔ اِسی کو "کُمل" بھی کہتے ہیں۔

بَرگیلا: واقف کار و راز دار۔

بَرَونی کرنا:[6] یہ لفظ اور "براونا" جو اوپر بیان ہوا ہے، برابر ہے۔

---

1. یہ لفظ صرف رسالۂ فارسی میں ہے۔ ترجمہ: کسی مصلحت سے لوگوں کی نظر سے چھپا کر اپنی جماعت سے الگ ہو جانا اور پھر مناسب وقت پر اپنے ساتھیوں میں شامل ہو جانا۔
2. اصطلاحات: "بُرچا، پُرچا: لفظِ پارچہ بہ معنی کپڑے کا غلط تلفّظ"۔ "پُرچا" مولفِ اصطلاحات کا قیاسی اضافہ معلوم ہوتا ہے۔ چوں کہ اُنھوں نے "پارچہ" کو اصل لفظ مانا ہے، یوں اُس کی بگڑی ہوئی شکل "پرچا" فرض کرلی۔ اِس لفظ کو اصل لغت کا حصہ نہیں مانا جا سکتا۔
3. رسالۂ فارسی میں "بڑسوتھ" ہے۔
4. یہ بھی صرف رسالۂ فارسی میں ہے۔ ترجمہ: ٹھگوں کی جماعت کا اِدھر اُدھر بکھر جانا، تاکہ اُن کی تعداد سے دوسرے لوگ پریشان نہ ہوں (شک نہ کریں)۔
5. مصطلحات اور مخطوطے میں اِسی طرح ہے۔ اصطلاحات میں "برک" (مع کاف) ہے۔ یہ لفظ آگے چل کر "بیدھا" کے ذیل میں آیا ہے، مصطلحات اور مخطوطے میں وہاں بھی "برگ" ہے۔ یہی اِس لفظ کی مرجّح صورت ہے۔
6. اصطلاحات: بروتی کرنا۔

بڑ اڑ: معنی اِس کے "اگاسی بڑاڑ" میں مذکور ہوئے۔

بڑاکھ: سندوسی اور سوسیا[1] ٹھگ بھیڑیے کے دیکھنے کے شگون کو کہتے ہیں۔ اگر کوچ کے وقت داہنے سے بائیں کو جاوے، تو اچھا جانیں اور خلاف اُس کے، بر خلاف۔ اور اِس جانور کی آواز، جو رُونے کی سی ہوتی ہے، اُس کو "چماما" کہتے ہیں۔ پس اگر چماما رات کے وقت ہووے بائیں طرف سے، تو صبح کو کوچ میں بھلائی اور مقام کرنے میں بُرائی جانیں۔ اور اگر داہنی طرف سے ہووے، تو مقام کرنے میں مصلحت اور کوچ میں قباحت سمجھیں۔ اور اگر دن کو چماما ہووے، تو نہایت شوم سمجھیں: خواہ داہنی طرف سے ہو یا بائیں سے۔ خصوصاً اگر چڑھتی پھلکی میں، یعنے صبح سے دو پہر تک میں ہووے تو اور بھی بدتر جانیں۔ جس طرف جانے کا ارادہ ہووے، وہ راہ چھوڑ کر دوسری راہ لیویں۔ اور اگر گھر سے کوچ کا ارادہ ہو، یا گھر سے نزدیک ہو، تو پھر آویں۔

اور اگر اُترتی پھلکی میں، یعنے دو پہر دن سے شام تک میں ہووے، تو چنداں نحس نہ سمجھیں، اور اُس کی رفعِ نحوست کے واسطے ایک بکرا دیبی کے نام پر ماریں، بعد اُس کے جدھر چاہیں چلے جاویں۔ باقی حال "ڈِگی" میں دیکھا جاوے[2]۔

بَڑکا: سردار۔

بَڑُوئی: گیدڑ کی آواز کے شگون کو کہتے ہیں۔ بیان اُس کا "بھالو" میں ہوگا۔

بِسَل[3]: جس بات میں کچھ کھٹکا اور دغدغہ ہو، اُس کو کہتے ہیں۔ اور جس بات میں کچھ دقت اور

---

[1] مخطوطے میں یہ جملہ اِسی طرح ہے، مصطلحات میں صرف "سندوسی ٹھگ" ہے۔ اِس خیال سے کہ اِس کا امکان ہے کہ مصطلحات میں کتابت میں یہ ٹکڑا چھوٹ گیا ہو، میں نے یہاں مخطوطے کی مطابقت کو بہتر خیال کیا ہے۔

[2] مصطلحات میں یہ جملہ یوں ہے: "ڈِگی و برگ میں دیکھا جاوے"۔ یہاں "برگ" قطعی طور پر بے محل ہے اور بہ ظاہر لغزشِ قلم ہے، اِسی لیے "برگ" کو جملے میں شامل نہیں کیا گیا۔ مخطوطے میں یہ غلطی موجود نہیں، اِسی بنا پر اِس جملے کو مخطوطے کے مطابق لکھا گیا ہے۔

[3] رسالہ فارسی: "بسل: شخصِ جامہ پوشیدہ را گویند، کہ نقیضِ عریاں باشد"۔ مصطلحات کے مقابلے میں یہ تشریح بہت مختصر اور ناتمام ہے۔

قباحت نہ ہو، اُس کو "سُسَل" کہتے ہیں۔ جیسے کسی مسافر کو جب پھانسی دینے کا ارادہ کریں، اُس کے ہاتھ میں کچھ ہتھیار ہووے اور اُن کو کچھ اندیشہ ہو کہ مبادا جب پھانسی ڈالیں، تو وہ ہتھیار چلاوے، یا مسافر کپڑا بہت سا اوڑھے لپیٹے ہووے کہ اُس سب سے اندیشہ پھانسی نہ لگنے کا ہووے، تو کہیں کہ بیتو، یعنے مسافر بِسَل ہے، سُسَل کر لو یعنے ہتھیار دھروالو، یا کپڑا کسی بہانے اُتروالو۔ یا یہ کہ کسی ٹھگ کے کپڑے میں خون بھرا ہے؛ ایسا نہ ہو کہ کوئی دیکھ کر شبہ کرے؛ تو کہتے ہیں کہ کپڑا بِسَل ہے، سُسَل کرنا چاہیے۔ یا یہ کہ واردات کی جگہ پر کچھ چیز مہلوک کی گری پڑی ہووے، تو کہیں گے: بِسَل ہے، سُسَل کر لو۔

بِسَل پڑنا: مسافر کے گلے میں پھانسی درست اور چست نہ لگنا کہ وہ چلّانے اور ہاتھا پائی کرنے لگے۔

بِسنی:[1] ٹھگ و اُٹھائی گیرا و جیب کترا و چور۔

بِسَینڈھی:[2] بیڑی، اور پیتل کے برتن کو بھی کہتے ہیں۔ اور جمالدی اور لودھا ٹھگ پانی کے بھرے ہوئے برتن کو کہتے ہیں۔ شگون اُس کا اچھا ہے، جیسا کہ "بھراہر" میں بیان ہو گا۔ اور اگر خالی ہووے، تو نحس جانیں۔

بَگوٹ:[3] پھانسی زن۔

بَکھ: جب کوئی ٹھگ اپنے ساتھیوں سے جُدا ہو کر راہ بھول جاوے، تو بَکھ بَکھ کہہ کر پکارے۔ جب وے ٹھگ یہ آواز سنیں، تو جانیں کہ راہ بھول گیا، ہم کو پکارتا ہے۔

بَگ جانا:[4] مسافر کا ٹھگوں سے ہوشیار ہو جانا۔

---

۱۔ رسالۂ فارسی: "ٹھگ را گویند، اعم از انکہ ٹھگ باشد، خواہ دست بُرد، خواہ کیسہ بُر، یا دُزد"۔ ہاں اصطلاحات میں "بستی" ہے۔ بہ ظاہر یہ غلطیِ کتابت ہے۔

۲۔ رسالۂ فارسی: "جولان را گویند، و تھالی را کہ ظرفے است، نیز بسینڈھی نامند"۔

۳۔ اصطلاحات: بگوٹ۔ [رسالۂ فارسی، مخطوطہ اور مصطلحات؛ سب میں ب پر زبر ہے]۔

۴۔ اصطلاحات: "بکنا۔ بگ جانا: بھاگ جانے کا غلط تلفظ۔ مسافروں کا ٹھگوں کے ہاتھ سے نکل جانا"۔ "ہوشیار ہو جانا" جو مصطلحات میں ہے [اور یہی رسالۂ فارسی میں ہے: ہوشیار و متنبہ شدن] اور "ٹھگوں کے ہاتھ سے نکل جانا" دو مختلف باتیں ہوئیں۔ اِن میں باہم فرق ہے۔ مرجح صورت وہی ہے جو اصل متن میں ہے۔

بَگنا: بہ معنی بگ جانا۔

بَگھ دَھرا:[1] مھگے را گویند کہ او لجامِ اسپ سوار را بدست خود گیرد، تا گریختن نتواند و دیگراں بہ اہلاکش پردازند۔ [ترجمہ: اُس ٹھگ کو کہتے ہیں جو سوار کے گھوڑے کی لگام پکڑ لیتا ہے کہ بھاگ نہ سکے اور دوسرے اُسے مار سکیں]۔

بِلگَری:[2] ایسی جگہ جو لائق مسافر کی ہلاکت کے ہووے، جیسے: پہاڑ، جھاڑی، جنگل وغیرہ۔ دکھنیوں کی زبان ہے۔

بِلہا: جو کوئی قبر کی جگہ تجویز کرے۔

بِلہائی:[3] قبر کی جگہ تجویز کرنا۔

بِلیا: ہندی زبان میں کٹوری کو کہتے ہیں، اور ٹھگوں کی اصطلاح میں مدفن کو کہتے ہیں، جہاں لاش گاڑیں۔

بِلیا مانجنا: ہندی زبان میں کٹوری صاف کرنے کو کہتے ہیں اور ٹھگوں کی اصطلاح میں قبر کی جگہ تجویز کرنے کو۔

بَنار: راہ۔ یا ایسی راہ جہاں خوف گرفتاری کا ہووے؛ یا ٹھگوں کا بھید ظاہر ہو جانا، یا گرفتار ہو جانا۔ و ٹھگانِ لودھا و جمالدی مالِ مشتبہ کو کہتے ہیں مثل ٹوپی و کُرتی سپاہیان وغیرہ کے۔

بَناسُنا:[4] کسی چیز کو بھول جانا عموماً، اور راہ بھولنا خصوصاً۔

بَنج:[5] مسافر۔

---

[1] یہ لفظ صرف رسالۂ فارسی میں ہے۔

[2] اصطلاحات: بلگیری۔ مصطلحات میں گاف پر زبر ہے، جب کہ مخطوطے میں اُس کے نیچے زیر ہے۔ رماسیانا میں Belgari ہے، یعنی مصطلحات کے مطابق ہے۔ اِسی کو ترجیح دی گئی ہے۔

[3] اصطلاحات: بلہائے۔

[4] مخطوطے میں بہ کسرِ اوّل ہے۔ مصطلحات اور رماسیانا میں بہ فتحِ اوّل ہے۔ اِسی کی مطابقت اختیار کی گئی ہے۔

[5] رماسیانا میں BUNIJ ہے۔ اِس کے بعد Bunij Ladhra ہے۔ معنی لکھے ہیں: مسافر کو مار ڈالنا۔

**بَنجاری:** بلّی کو کہتے ہیں۔ جب ٹھگ لوگ کسی جگہ اُترتے ہوویں اور بلّی وہاں آوے، تو اچھا شگون جانیں۔ باقی احوال بلّی کے شگون کا "اگاسی بڑاڑ" اور "کال بکن کا وانتی دینا" و "مُٹھئی" میں مذکور ہوا ہو گا۔

**بِنْدری:** تلوار۔

**بُندوُ:** ہندو کو کہتے ہیں اور سوسیا ٹھگ، راجپوت کو۔

**بَنگڑ**[1]: ٹھگ۔

**بنگو**[2]: بنگالے کے ٹھگوں کو، جو کشتی پر ٹھگی کرتے ہیں، جمالدی و لودھا و مٹھیا ٹھگ کہتے ہیں۔ دستور اُن کا یہ ہے کہ کشتیوں پر ٹھگی کو نکلتے ہیں اور مسافر بے چاروں کو جا بہ جا سے دَم دے کر، کرایہ کر کے، ناو پر بٹھلاتے ہیں۔ اور جہاں قابو پاتے ہیں؛ اُسی ناو پر مار کر، لاش دریا میں بہا دیتے ہیں[3]

**بُنْیانا:** کچھ چیز لہو میں بھر جانا۔

**بُوٹ ہونا:** مسافر کا ٹھگوں کے دامِ فریب میں آنا۔

**بُور:** شور و غوغا، یا بلند آواز سے[4] بات کرنا۔

**بُوریاہَٹ:** شور غوغا کرنا یا چلّا کر بولنا۔[5]

---

[1] اصطلاحات: "آوارہ گرد ٹھگ، جو کسی ٹولی میں نہ ہو"۔ رسالۂ فارسی: "بنگڑ: دزد را گویند"۔ قیاساً یہاں مفہوم مندرجہ اصطلاحات بہتر معلوم ہوتا ہے۔

[2] رماسیانا میں اِسی معنی میں حرفِ پ (P) کے تحت "پنگو" لکھا گیا ہے۔ ظاہر ہے کہ یہ اندارج درست نہیں۔

[3] مخطوطے میں اِس کے بعد یہ عبارت بھی ہے: اور خواص اُن کا ہے کہ مسافر کے سامنے سے آکر پھانسی رومال کی اُس کے گلے میں لگاتے ہیں۔ اور سب ٹھگ پیچھے سے پھانسی لگاتے ہیں۔ یہ لغت جمالدی اور لودھا اور مٹھیا ٹھگوں کا ہے۔

[4] اصطلاحات: "شور غوغا یا بات کرنے کی آواز جو دور سے سنائی دے"۔

[5] اصطلاحات: "چلّا کر بولنا جو ٹھگوں کے مقصد میں حارج ہو"۔

بُوڑا: جمالدی اور مٹھیا اور لودھا ٹھگوں کی زبان میں ٹھگ کو کہتے ہیں۔

بُوڑکی:[1] چھوٹے ہرن، یعنے چکارے کے دیکھنے کے شگون کو کہتے ہیں۔ "کرسال" یعنے بڑے ہرن کے شگون سے اِس شگون کو ضعیف جانتے ہیں۔ اگر ٹھِباو اور پلہاو بوڑکی کے شگون کا خلاف مطلب ہووے، تو ایک سپاری کو توڑ کر کھالیویں اور جانیں کہ نحوست اُس کی رفع ہو گئی۔ باقی بیان اُس کا کرسال میں ہو گا۔

بوٗس:[2] ٹھگوں کا قافلہ جس میں پچّیس آدمی سے زیادہ ہوویں۔

بوٗگما:[3] ہر قسم کے کپڑے کو کہتے ہیں عموماً، اور پُرانے کپڑے کو بولتے ہیں خصوصاً۔

بھارا: تلنگانی ٹھگ لاش کو کہتے ہیں۔

بھالوٗ یا بھالی:[4] گیدڑ کی آواز کے شگون کو کہتے ہیں۔ اِس شگون کا ٹھِباو، پلہاو صبح سے شام تک اگر گھر سے نکلتے وقت ہووے، تو بہ دستور ہے، جیسا کہ پلہاو، ٹھِباو میں مذکور ہو گا لیکن اگر کسی منزل سے ارادہ کوچ کا ہووے اور ٹھِباو اِس کا صبح سے شام تک کے وقت میں ہووے، تو وہیں مقام کریں، اور سمجھیں کہ مقام کرنے سے سُونا ہاتھ لگے گا، اور کوچ کرنے میں کچھ آفت ہو گی۔

اور اِس جانور کی آواز دو[۲] طرح کی ہوتی ہے۔ ایک تو پھاں پھاں[5] کر کے بولتا ہے؛

---

[1] اصطلاحات: بوڑکی۔ بھیڑکی۔ رسالۂ فارسی میں جو تشریحی عبارت ہے، اُس میں بعض اجزا کا اضافہ ہے: "بوڑکی: شگونِ دیدنِ آہو قسمِ چکار را گویند، و ٹھباو و پلھاوِ ایں جانور بالعکس گرفتہ می شود، چنانچہ در بڑاکھ مذکور شد، لیکن شرط است کہ یک آہو باشد۔ واگر چند عدد باشند، معتبر نیست ...... واگر آہوے کلاں دیدہ شود، آنرا سنگاریا، خواہ کرسال نامند و بہمہ جہت شگونش مثلِ بوڑکی گیرند واثرِ شگونِ آنرا قدرے از بوڑکی قوی دانند"۔

[2] اصطلاحات: بوسن۔

[3] رسالۂ فارسی: بوگہ۔ اصطلاحات: "لفظِ "بوغ بند" کا غلط تلفظ۔ فارسی داں "بوغ دان" بہ معنی سامانِ سفر باندھنے کا کپڑا یا تھیلا کہتے ہیں۔ ٹھگوں کی اصطلاح میں: ہر قسم کے کپڑوں کی گٹھری"۔

[4] اصطلاحات: بھالوکا، بھالی کا، (مذکر) بانری، گیدڑ کی آواز کا شگون۔

[5] رسالۂ فارسی: قاں قاں۔

اِسی آواز کا نام ''بھالو'' یا ''بھالی'' یا ''بَڑوئی'' ہے۔ اور کبھی ہو،ہو کر کے بولتا ہے، جس کو لوگ کہتے ہیں کہ گیدڑ رُوتا ہے؛ اِس آواز کو ٹھگ لوگ اپنی اصطلاح میں ''راریس'' کہتے ہیں۔ پلہاو، ٹھِباو اُس کا، اگر رات کو ہووے، تو اثر اُس کا بہ دستورِ معمول ہے۔ اور اگر دن کو ہووے، نہایت نحس جانیں۔ جس طرف جانے کا ارادہ ہووے، وہ راہ چھوڑ دیویں؛ اور کیسا ہی مال دار مسافر ہمراہ ہووے اور دن کے وقت یہ شگون ہووے، تو اُس کو نہ ماریں بلکہ دن کو گیدڑ کی ہر طرح کی بولی کو منحوس جانتے ہیں۔ اور یہ جانور کبھی ایک ہی آواز دے کر چُپ ہو رہتا ہے، ایسی آواز کے شگون کو ایک اُڑیا کہتے ہیں اور نہایت نحس جانتے ہیں؛ خواہ دن کو ہووے یا رات کو۔ جس بات کا ارادہ ہووے، ترک کر دیویں۔ اور اگر دو[2] گیدڑ راہ کاٹ جاویں، خواہ داہنے سے یا بائیں سے، تو بہت نامبارک جانیں۔ اور اِس شگون کو لوہَر بڑھیا بولیں؛ یعنی لُہار اور بڑھئی ہیں کہ قطع بُرید کریں گے اور بیڑی پہناویں گے۔

اور اگر ایک گیدڑ داہنے سے بائیں طرف راہ کاٹ جاوے، تو مبارک سمجھیں اور جانیں کہ سُونا ہاتھ لگے گا۔ چناں چہ اِس مقدمے میں ٹھگوں کے یہاں یہ مثل بہت مشہور ہے: بایاں گیدی، سُونا لیدی۔ یعنی بائیں طرف جو گیدڑ جاوے، تو سُونا ہاتھ لگے۔

اور اگر رات کے وقت دو گیدڑوں کے لڑنے کی آواز کان میں آوے، تو ''دانتی'' کہتے ہیں اور بہت شوم جانتے ہیں۔ جس طرف کا ارادہ ہووے، ترک کر کے اور طرف کی راہ لیتے ہیں۔ اور ''بھالو'' یا ''بھالی'' کو ''باڑھی'' یا بَڑوئی'' بھی کہتے ہیں۔ اور جمالدی اور لودھا ٹھگ رُواراں کہتے ہیں، اور پلہاو، ٹھِباو بہ دستور لیتے ہیں۔ باقی کا حال مُوگی اور مُنگوا اور بھیور اور سورج پھکاری میں دیکھا جاوے۔

**بھانس لینا:**[1] دکھنی ٹھگوں کی اصطلاح میں: وارادات کے مال سے چُرا لینا۔ ہندوستانی ٹھگ ''کُھوٹ کر لینا'' بولتے ہیں۔ ٹھگوں کا اعتقاد یہ ہے کہ جو کوئی مہلوک کی جائداد میں سے کچھ چیز چُرا کر لیوے اور ٹھگوں سے ظاہر نہ کرے، تو اُس چور کو شیر لے جاوے، یا اُسی سال مر جاوے، یا کسی آفت میں مبتلا ہووے کہ مال خرچ کرنا نصیب نہ ہووے۔ چناں چہ اکثر ٹھگ اپنے تجربے کی رو سے بہت نقلیں اِس بات کی صداقت پر بیان کرتے ہیں، کہ بہ خوفِ طوالت اِس میں بیان نہیں ہو سکا۔

---

[1] اصطلاحات: ''بھانس لینا، پھانس لینا''۔

بَہَپ: حاصل بالمصدر ہے "بَہَپنا" کا۔

بَہَپنا یا بَہَپ جانا: مسافر کا بھاگ جانا ٹھگوں کے ہاتھ سے۔ اور چلنے کو بھی کہتے ہیں۔

بَہتائل[1]: مسافروں کا قافلہ جو ٹھگوں کے غول سے زیادہ ہووے۔

بھتر ی: دو[2] کو کہتے ہیں، خصوصاً دو[2] آدمیوں کو۔

بَھٹَوت[2]: پھانسی دینے والا۔

بھَٹَوتی: سوسیا ٹھگ کھاڑو، یعنے ٹھگوں کے قافلے کو کہتے ہیں اور ہندوستانی وغیرہ ٹھگ پھانسی زنی کو کہتے ہیں۔ اگرچہ اکثر[3] اوقات یہ فرقۂ ناپاک مسافروں کو تلوار، لاٹھی، چھری وغیرہ ہتھیاروں سے بھی ہلاک کرتے ہیں؛ لیکن اکثر، بلکہ ہمیشہ دستور اُن کا مسافروں کو مارنا رومال کی پھانسی سے ہے۔ مشروحاً بیان اُس کا یہ ہے کہ جب کوئی مسافر اُن کو نظر پڑے، تو فن و فریب سے اُس کو اپنے دامِ ہمراہی میں لاویں۔ پھر جس منزل سے چلا کر مارنے کا ارادہ ہووے، تو پہلے کسی ٹھگ کو رہ گذر پر بھیج کر، کوس دو[2] کوس پر مقتل اور مدفن تجویز کروادیں؛ کہ وہ جا کر کوئی نالا یا ندّی یا گھاٹی یا جھاڑی دیکھ بھال آکر خبر دیوے کہ فلانی جگہ کہ لوگوں کی آمد و رفت کم ہے اور محل قابو کا ہے، قتلِ مسافر کو خوب ہے۔

پس پھر چار گھڑی رات باقی رہے، ایسے انداز سے کہ صبح سے پہلے وہاں جا پہنچیں، مسافر کو دم دھاگا دے کر ساتھ لے چلیں۔ اور کبھی ایسا کرتے ہیں کہ پہلے سے ٹھگوں کو وہاں بھیج کر، قبر بھی کھدوا کر تیار کروا رکھتے ہیں۔ اور اگر کوئی کنواں، یا خندق وغیرہ ہو، تو اُسی کو کافی جانتے ہیں۔ نہیں تو، جب مسافر کو مار چکتے ہیں، تب گڈھا کھود کر گاڑ دیتے ہیں۔

الغرض، بہ ہر صورت مسافر کو کوچ کرا کے جب اُس جگہ لے جاویں؛ تو اگر مسافر

---

1. رماسیانا: BOTOEL۔ لفظ کی صحیح صورت وہی ہے جو مصطلحات میں ہے۔
2. رماسیانا میں BHURTOTE ہے، اِسی طرح BHURTOTEE۔ رسالۂ فارسی، مخطوطے اور مصطلحات میں ہر جگہ بھٹوت اور بھٹوتی ہے۔ اِسی کو اختیار کیا گیا ہے۔
3. یہاں "اکثر"، بعض کے مفہوم میں آیا ہے۔

اسراف ہے تو کسی بہانے اُس کو وہاں بٹھلاویں۔ اور اگر کم قوم ہے، تو چلتے ہی میں، یا حالتِ اِستادگی میں پھانسی لگاویں۔ بھٹوت اور شمسیا پہلے سے اُس کی خاطر مقرّر کر رکھتے ہیں، اور دو چار ٹھگوں کو خبر رسانی کی خاطر ناکوں پر متعیّن کر دیتے ہیں۔ پھر ایک ٹھگ اُس بے چارے اجل رسیدہ کو باتوں میں لگاتا ہے، اور اِتنے میں جمعدار یا بلہا، جھِرنی دیتا ہے، یعنی اشارہ قتل کا کرتا ہے کہ: آئے ہو تو گھرے چلو، یا حقہ پی لو، یا تمبا کو کھالو، یا لادو، یا گھاڑو، یا گھاڑنا کھو، یا ٹبانا کھو، یا جھیر نا کھو، یا ٹیک نا کھو، یا سُورتی کھالو، یا پان دو، یا بھینے کو پان دو، یا چپارو، یا کبت پڑھو، یا کجتائی کرو، یا گت لُو، یا گتیاؤ، یا واہرو، یا مُرت وارُو، یا سُسَل لادو، یا ہاٹو وغیرہ؛ پس یہ اشارہ پاتے ہی، وہ ٹھگ جو اُس کی بھٹوتی پر متعیّن ہے؛ اور رومال کو بل دیے ہوئے، رسّی کی صورت بنائے، دونوں ہاتھوں میں چھپائے، اُس کے سر پر منتظر حکم کا کھڑا ہووے؛ جھٹ پٹ رومال کو پیچھے سے اُس کے گلے میں ڈال کے، دونوں سروں کو اپنے ہاتھ میں لپیٹ کے ایسا کھینچے کہ طرفۃ العین میں روح اُس کی عالمِ بالا کو پرواز کر جاوے۔

اور شمسیا، یعنی بھٹوت کا مددگار دونوں ہاتھ مسافر کے پکڑے رہتا ہے کہ بھاگ نہ سکے۔ اور بھٹوتوں کو ایسی مشاقی ہوتی ہے کہ آدمی کیسا ہی زبردست ہووے، لیکن دم نہیں مار سکتا۔ اور اگر اتفاقاً کوئی مسافر پھانسی لگنے میں تڑپ تڑپا کر نکل جاوے، تو اُس مسافر کو سانڑھ کہتے ہیں، اور بھٹوت کو بہت لعنت ملامت کرتے ہیں۔ حتی المقدور وہ بھٹوت پھر اپنا مُنہ ٹھگوں کو نہیں دکھاتا۔

اور اگر مسافر زیادہ ہوویں، تو اُسی قدر بھٹوت اور شمسیا مقرّر کرتے ہیں اور ایک ہی جھِرنی میں سب کا کام دفعتاً تمام کرتے ہیں۔ اور اگر مسافر سوار ہووے، تو مقدور بھر کسی بہانے سے اُس کو گھوڑے سے اُتار لیتے ہیں۔ نہیں تو، تین ۳ آدمی مل کر اُسے مارتے ہیں۔ یعنی ایک ٹھگ تو پہلے اُس کے گھوڑے کی باگ پکڑ لیتا ہے کہ بھاگ نہ سکے، اور شمسیا اُس کے ہاتھ پکڑ کر گھوڑے سے کھینچ لیتا ہے، اور بھٹوت بھٹوتی کرتا ہے۔

اور کبھی اگر جانیں کہ مسافر قابو میں نہیں آتا، یا رُوکڑیے ہیں کہ اجنبی آدمیوں سے بھڑکتے ہیں؛ تو جس طرح سے بن پڑے، مار ڈالتے ہیں۔ اور کبھی مقام پر

بھی، کہ بستی سے باہر ہو، مسافر کو مار ڈالتے ہیں؛ اور جہاں مناسب جانیں، لاش کو لے جاکر گاڑ توپ دیتے ہیں اور اگر بڑا گڈھا اُس وقت کھود نہ سکیں، اور کوئی غار، خندق بھی وہاں موجود نہ ہووے؛ تو تھوڑا سا گڈھا کھود کر لاش کو چھپا دیویں۔ اور ایسے ناقص گاڑنے کو "رہنا" یا "کچا" کہتے ہیں۔ پھر دو چار ٹھگوں کو وہاں چھوڑ جاتے ہیں کہ وہ رات کے وقت گہرا گڈھا جاے مناسب میں کھود کر، لاشوں کو مدفنِ اوّل سے نکال کر اُس قعرِ عمیق میں گاڑ دیتے ہیں۔ اور ایسے مستحکم گاڑنے کو ٹھگوں کی اصطلاح میں "پکّا کرنا" کہتے ہیں۔

اور ٹھگوں کا خواص ہے کہ مسافر کو بغیر مارے، اُس کا مال اپنے اوپر حرام جانیں۔ اور ملتانی ٹھگ، جو بنجاروں کے بھیکھ[1] میں ٹھگی کرتے ہیں، وہ رومال سے پھانسی نہیں دیتے؛ بلکہ رسّی کے ٹکڑوں سے، جس سے رات کو بیلوں کا پانْو چھاندتے[2] ہیں اور دن کو اُسی سے ہانکتے ہیں، پھانسی دیتے ہیں۔ اور دکھنی ٹھگ سوت کی رسّی سے بھی کبھی پھانسی لگاتے ہیں۔ اور ٹھگوں کے اعتقاد میں ٹھگوں کا مارا ہوا آدمی مرنے کے بعد بھوت، پلید نہیں ہوتا؛ کیوں کہ جانتے ہیں کہ ہم دیبی کے ایما کے بہ موجب مارتے ہیں؛ دیبی کی کرپا سے وہ بہشت میں چلا جاتا ہے، روح اُس کی یہاں رہ ہی نہیں پاتی کہ شیاطین میں شامل ہووے۔

**بیانِ تعلیم بھٹوتی:** اور جب چاہیں کہ اپنے کسی لڑکے کو کہ جوانِ کامل ہووے، بھٹوتی سکھلاویں، تو پہلے اپنے ساتھ لے جاکر، مسافروں کے مارے جانے کا تماشا اُس کو دکھلاتے ہیں۔ جب وہ روز مرّہ یہی ماجرا دیکھتے دیکھتے پکّا اور بے ڈر ہو جاتا ہے، اور مسافر کا مارا جانا اُس کی نظر میں ایک بھیڑ یا مُرغی کے ذبح ہونے کے برابر معلوم ہووے، تو اُس کو اجازت دیتے ہیں کہ سَمسیائی کیا کرے۔ جب اِس میں بھی وہ کامل ہو جاوے، تو وہ کسی پُرانے اصیل ٹھگ سے، کہ اُس کی دانست میں لائق مُرشدی کے ہووے، التجا کرے کہ مجھ کو اپنا شاگرد کرو۔

---

[1] بھیکھ (یِ مجہول): بھیس (اردو لغت، پلیٹس کا لغت)۔

[2] چھاندنا: باندھنا، رسّی سے باندھنا (اردو لغت)۔ [چھانْد: وہ چھوٹی رسّی جس سے گھوڑے، گدھے کے دو[2] پیروں کو ایک دوسرے سے ملا کر باندھ دیتے ہیں، تاکہ وہ بھاگ نہ سکیں۔ وہ رسّی جس سے اہیر گاے دوہتے وقت گاے کے پیر باندھ دیتے ہیں (اردو لغت بہ حوالۂ شبد ساگر)]۔

جب وہ راضی ہووے، اور کوئی مسافر پٹھان یا راجپوت، اور نہیں تو شیخ، مغل، بنیا، اہیر، یا کوئی اور جس کا مارنا اُن کے اعتقاد میں منع نہ ہووے، اُن کے دام میں آوے؛ تو شاگرد اُستاد کی مِنّت کرے کہ اب مہربانی کا وقت ہے۔ تب اُستاد شاگرد کو اپنے ساتھ بستی کے باہر شگون لینے کی خاطر لے جاوے؛ اور جس طرف جانے کا ارادہ ہو، اُستاد اور شاگرد اُدھر مُنہ کر کے کھڑے ہوویں اور دو چار معتبر ٹھگ بھی ہمراہ جاویں۔ پس اُستاد کمالِ اعتقاد اور رجوعِ قلب سے دیبی سے التماس کرے کہ اے مائی دیبی! اور اے کالی کنکالی، بھدر کالی! اور اے کالی مہاکالی کلکتے والی! اگر تو اجازت دیوے، اور فُلانے مسافر کے مارے جانے میں، جو ہماری فرودگاہ پر اُترا ہوا ہے، بھلائی اور بہتری ہووے، تو اِس کا ہاتھ پکڑ اور شگون ٹھِباو کا دے۔ پس اگر ٹھِباو کا شگون ہوا، تو جانیں کہ دیبی نے اجازت دی اور اگر پِلہاو ہوا، تو جانیں کہ دیبی منع کرتی ہے۔ پس اُس دفعہ مسافر کی[1] اُس سے بھٹوتی نہیں کرواتے۔ اور اگر ٹھِباو ہونے کے بعد پِلہاو ہووے، تو بُرا نہ جانیں۔ اور اگر اتفاقاً ایک کچّی گھڑی[2] تک کچھ بھلا یا بُرا شگون نہ ہووے، تو نہ بھلا جانیں، نہ بُرا؛ تو بھی ترک کو بہتر جانیں۔

القصہ، جب نیک شگون حاصل ہووے، تو فرودگاہ پر پھر آویں۔ اور جب مسافر کے مارنے کا وقت پہنچے، تو اُستاد ایک رومال لے کر، ایک کونے میں ایک روپیہ، نہیں تو انگوٹھی، چھلّا وغیرہ کچھ "روپ درسن" باندھ کر، رومال کو بل دے کر شاگرد کو دیوے۔ اِسی گرہ کا نام "گُر گانٹھ" ہے۔ اور گرہ رومال کے کونے میں اِس خاطر لگاتے ہیں کہ کھینچتے وقت رومال کا سرا ہاتھ سے نہ نکل جاوے۔

اور بھٹوتی کے رومال کی گرہ میں فرق ہے۔ جو ٹھگ کہ بھٹوتی مُرشد سے سیکھتے ہیں، اُن کے رومال کی گرہ کا سرا گرہ کے اندر چھپا رہتا ہے۔ اور نامرشدوں کی گرہ کا سرا نکلا رہتا ہے۔ اور جس ٹھگ کا کوئی مرشد نہ ہووے، اور رومال میں گرہ بہ طور

---

[1] اصل میں "کو"، مگر واضح طور پر "کی" کا محل معلوم ہوتا ہے۔
[2] کم وقت، تھوڑا سا وقت۔

[درازی سنتے تھے مدّت سے ہم روزِ قیامت کی
سو اک کچی گھڑی نکلی ہمارے روزِ فرقت کی

امیر مینائی: صنم خانۂ عشق، ص ۳۳۰]۔

"ہُر گانٹھ" کے لگاوے، تو ٹھگ لوگ اُس کو نصیحت اور سرزنش کرتے ہیں۔ اور گرہ روبہ مغرب لگاتے ہیں۔

القصہ، جب وقت مسافر کے اِہلاک کا پہنچے اور جمعدار، جھِرنی دیوے، تو وہی شاگرد سَمیا کی مدد سے پھانسی لگاوے۔ اور جب بھَٹوتی کر چکے، تو مُرشد کے قدم چھو کر، اور بُزرگوں کے قدم پکڑے۔ پھر ٹھِباو شگون لے کر، رومال کی گرہ کھول ڈالے۔ پھر خاطر جمعی کے وقت شاگرد رومال کے روپے میں کچھ اور روپے حسبِ توفیق شامل کر کے، اُستاد کے پاس بہ طور نذرانے کے لے جاوے۔ اُستاد اپنے پاس سے بھی اُس میں کچھ مِلا کر، دیبی کی تپَونی، یعنے پرستش؛ نیب، یا آنب، یا بیر، یا کسی اور درخت کے نیچے بیٹھ کر؛ سوائے ببول، یا سرسا، یا ریونجھا کے درخت کے، کرے۔ یعنے سوا روپے کا گُڑ منگاوے اور باقی روپیوں کی مٹھائی؛ کیوں کہ تپَونی کا گُڑ سوا روپے سے زیادہ نہیں منگاتے۔ اور کیفیت تپَونی کرنے کی لفظ "تپَونی" میں بیان ہو گی۔

پس، تپَونی میں جب گُڑ ہاتھوں پر رکھ کر جھِرنی دیتے ہیں، تو اِس تپَونی کے گُڑ میں تھوڑا سا گھی بھی مَل کر بھَٹوتوں کے ہاتھوں پر رکھتے ہیں۔ اور یہ بھَٹوت نو سیکھ بھی بھَٹوتوں کے ساتھ گُڑ کھانے بیٹھتا ہے۔ جب تپَونی کا دستور ادا ہو چکتا ہے، تو مٹھائی کو سب ٹھگ برابر بانٹ لیتے ہیں۔ پھر جب گھر میں آتے ہیں، تو پہلے شاگرد ضیافت اُستاد اور اُستانی کی؛ اور اگر مقدور ہوا، تو اُس کے سب عزیز اقربا کی کرتا ہے، اور کپڑے بھی پہناتا ہے۔ بعد اُس کے اُستاد اِسی طرح اپنی توفیق کے مطابق دعوت شاگرد کی کرتا ہے۔ باقی حال نئے ٹھگ کے پہلے پہل بھَٹوتی کرنے کا نُوریا میں مذکور ہو گا۔

بَہرا: چار مسافر کو کہتے ہیں۔ تشریح تمام گنتی کی آگستاورَو میں ملاحظہ کی جاوے۔

بھَراہر[1]: پانی کے بھرے ہوئے گھڑے کو کہتے ہیں۔ اگر گھر سے سفر کو نکلتے وقت کوئی آدمی پانی بھرے گھڑے سمیت سامھنے سے ملے، تو مبارک جانیں؛ خصوصاً اگر حامل اُس کی حاملہ عورت ہووے، تو نہایت نیک سمجھیں۔ اور اگر گھڑا خالی ہووے، تو بُرا

---

[1] رسالہ فارسی: بھڑاہر۔

جائیں۔ پہر بھر تلک سفر سے پرہیز کرنا لازم جانیں، باقی کا حال بسینڈھی میں ملاحظہ کیا جائے۔

بھڑکا: روپیہ۔

بھڑاکی: بندوق۔

بھڑ یہر[1] بغیر پانی، یعنی خالی گھڑا۔ شگون اُس کا بھڑ اہر میں بیان ہوا۔

بھسمی[2]: خاک کو کہتے ہیں عموماً اور بالو کو کہتے ہیں خصوصاً۔ اور جو مٹی یا بالو قبر کھودنے میں نکلے، اُس کو بھی "بھسمی" بولتے ہیں۔

بھلیم: ٹھگوں کی ساتویں قوم کا نام ہے۔ جب اگلے زمانے میں دلّی کے کسی بادشاہ کے حکم سے ٹھگ دلّی کے علاقے سے نکالے گئے تھے، تو اِس قوم کے ٹھگ ملتان اور حیدر آباد کے نواح میں جا بسے تھے۔ لیکن اب یہ قوم کمیاب ہے۔ باقی حال "سات ذات" میں مرقوم ہوگا۔ اور دلّی سے اِخراج پانے کی کیفیت لفظ "اگریہ" میں بیان ہوئی۔

بھم جودھا: چڑے کے شگون کو کہتے ہیں، کہ بیان ہوگا۔

بھونتی[3]: چیل کی آواز کے شگون کو کہتے ہیں کہ اڑتے میں بولے۔ نہایت نحس جانتے ہیں۔ لیکن اگر چیل اُڑتے میں بیٹ کرے اور نظر پڑے، تو مبارک سمجھیں اور جانیں کہ چاندی یا روپیہ یا سفید کپڑا ہاتھ لگے گا۔ باقی کا حال[4] اگاسی و بھاٹن و گشٹ سناری میں دیکھا جاوے۔

بھوّیا: روپیہ۔

---

1 رسالۂ فارسی: بھڑ یہر۔

2 اصطلاحات: "بھسرنا: (مصدر) تلنگانی ٹھگوں کی اصطلاح، مراد: بھاگ جانا، روپوش ہو جانا"۔ یہ لفظ (بھسرنا) پیشِ نظر کسی دوسرے ماخذ میں نہیں۔ موجودہ صورت میں (یعنی اِس صورت میں کہ اِس کا ماخذ معلوم نہیں) اِسے معتبر الفاظ کے تحت نہیں رکھا جاسکتا۔

3 رماسیانا میں BHONTEE ہے، مگر مصطلحات اور مخطوطے میں واضح طور پر ب مفتوح ہے۔

4 مخطوطہ: "باقی بیان اگاسی میں ہو چکا۔ دکھنی ٹھگ سناری کہتے ہیں"۔

بھیتا:[1] ایک سو عدد کو کہتے ہیں۔ مشروحاً گنتی آکستا و رَو میں مشرّح ہے۔

بھَینس:[2] ٹھگوں کی پہلی قوم کا نام ہے۔ تشریح اِس کی "سات ذات" میں بیان ہو گی۔

بھَینے کو پان دو: بنگڑ ٹھگوں کی جھِرنی، یعنی اشارۂ قتل ہے، جیساکہ لفظ بھٹوتی میں ذکر ہوا۔

بَئی: راہ کو کہتے ہیں، اور بُری خبر کو بھی بولتے ہیں۔ یعنے سُنیں کہ کوئی ٹھگ پکڑا گیا، یا لاش کہ مدفن میں گاڑی تھی، لوگوں نے دیکھ لی، یا ٹھگوں کی گرفتاری کو لوگ متلاشی ہیں۔

بیتا: بہ معنی "بھیتا" یعنی سو عدد۔ تشریح گنتی کی آکستا خواہ رَو میں مذکور ہے۔

بیتو: سوائے ٹھگ کے ہر آدمی کو کہتے ہیں۔

بَید:[3] ٹھگِ کہنہ و کار آزمودہ را گویند۔ [ترجمہ: پُرانے اور تجربے کار ٹھگ کو کہتے ہیں]۔

بیدڑا:[4] بہ معنیِ بیداست۔

بَید ھا: جس آدمی کا ہاتھ یا پانو یا ناک یا کان، خواہ کوئی عضو کٹا ہوا، خواہ ناقص ہووے، جب گھر سے سفر کو نکلتے وقت کوئی ایسا آدمی سامھنے سے آجاوے، تو بُرا شگون جانیں، اور دو چار گھڑی کوچ کو معطّل رکھیں۔ اور ایسے آدمی کو، ہر چند کہ مال دار ہووے، ہلاک کرنا بُرا اور نحس جانتے ہیں۔

اور "بَید ھا" ایسی چیز کو بھی کہتے ہیں جس کے پہچانے جانے کا اندیشہ ہووے، جیساکہ "بَرَگ" میں بیان ہوا۔

بیس:[5] "چِریا" کے شگون کو کہتے ہیں۔ تشریح اِس کی "پَتوری" میں ہو گی۔

---

1. اصطلاحات: "بھتیا، بھیتا، بیلطا: (مذکر) ایک سَو کا عدد یا سو کی گنتی"۔
2. رماسیانا میں بغیرِ نونِ غنہ، مگر اور سب نسخوں میں ہر جگہ مع نونِ غنہ ہے۔
3، 4. یہ لفظ صرف رسالۂ فارسی میں ہیں۔
5. مصطلحات میں اِس لفظ کے بعد "بیل" ہے اور اُس کے طویل بیان کے بعد "بیکریا" ہے، پھر "بیکری کرنا" اور "بیکھا"۔ ظاہر ہے کہ مخطوطہ نگار سے یہاں چوک ہوگئی حروف کی ترتیب کے لحاظ سے الفاظ کی ترتیب میں۔ چوں کہ یہ واضح طور پر سہو ہے، اِس لیے صحیح ترتیب کی مطابقت میں اِس لفظ کے بعد "بیکریا" لکھا گیا ہے، اُس کے بعد ب اور کاف سے متعلق دو[2] دوسرے لفظ، اور پھر "بیل" لکھا گیا ہے۔

**بَیگریا:** جاسوس اور خبر رساں کو، جو ناکوں پر متعین رہتا ہے، جمالدی اور مٹھیا اور لودھا ٹھگوں کی زبان میں بولتے ہیں۔ اور سندوسی وغیرہ ٹھگ "ٹِلہا" کہتے ہیں۔

**بَیگری کرنا:** خبر رسانی کرنا، جیسا کہ "بیگریا" میں مذکور ہوا۔

**بیگھا:** زبان میں جمالدی اور لودھا کی حصے کو کہتے ہیں۔ کیفیت اُس کی لفظ دھرائی میں مذکور ہو گی۔

**بیل:** بہ یائے مجہول، اُس جگہ کو کہتے ہیں جو مسافر کے مارنے اور گاڑنے کے واسطے پہلے سے تجویز کریں[1]۔ اگرچہ ممالکِ وسعت آبادِ ہندوستان میں اِس گروہِ ملعونہ نے ہزاروں مقاموں پر کشتوں کے پشتے کیے ہیں، اور جا بہ جا سے صدہا لاشیں کھد آئیں اور مقدمے ثابت ہوئے؛ لیکن چوں کہ اِس مختصر میں گنجایش اِس کی نہیں کہ سب کو بہ قیدِ تحریر لائے، اِس واسطے بعضے مقاماتِ مشہورہ کو، کہ نہایت قلب و خوف ناک ہیں اور ہزاروں مسافرین و مُتردّدین[2] وہاں پر طعمۂ نہنگِ اجل ہوئے، واسطے عبرت و خبرتِ ناظرین کے، راقم اِس رسالے کا مرقوم کرتا ہے۔

(۱) موضع کینجر، علاقہ صاحب گنج عرف گیا جی کا، کہ صاحب گنج سے آرہ آتے میں سترہ کوس پر ہے؛ وہاں سے آرے کی راہ کے بائیں طرف سڑک سے لگا ہوا ایک نالا ہے، کہ تخمیناً چار کوس تک پڑتا ہے، وہی محل بیل جمالدی وغیرہ پوربی ٹھگوں کا ہے۔

(۲) منیر علاقہ پٹنہ کا، کہ پٹنے سے آرہ آنے میں نو۹ کوس پر پڑتا ہے، وہاں سے گولور گھاٹ تلک آرے کی راہ میں پانچ کوس کا ایک میدان ہے، جس کو وہاں کے باشندے مودھی کا میدان کہتے ہیں، اور سرپت کی جھاڑی اور تاڑ کے درخت وہاں بہت ہیں؛ وہی اُس طرف کے ٹھگوں کا "بیل" ہے۔ پٹنے سے آرہ آتے میں آدھ آدھ، پاو پاو کوس پر دریائے سون بہتا ہے، وہیں لاشیں ڈال دیتے ہیں۔

(۳) تکیہ علاقہ لکھنؤ، کہ لکھنؤ سے بانگر مئو جانے میں پانچ کوس پر ہے، اُس کے

---

[1] رسالۂ فارسی: میں یہ اضافہ ہے: ومدفنِ مہلوک را اگر مربّع باشد، باصطلاحِ خود "کروا" گویند و اگر مدوّر بہ صورتِ تنور باشد "کبا" نامند۔ [2] مُتردّدین: آنے جانے والے، راہ رو، مسافر۔

آس پاس سرِ راہ کنویں بہت ہیں؛ جمالدی اور انتر بید کے لودھے ٹھگوں کے وہی کنویں محلِ بیل ہیں۔

(۴) کانڈو کا نالا، پرگنہ جگدیس پور، علاقہ لکھنؤ کہ سلطان پور سے جگدیس پور جانے میں بارہ کوس پر ہے، کہ دکھّن سے اُتر کی طرف جا کر دریائے گومتی سے مل گیا ہے؛ سابق وہاں بڑا جنگلا[1] تھا؛ اب بھی پل سے کہ نالا مذکورہ پر نہایت وسیع و رفیع بندھا ہے، آدھ کوس تلک لکھنؤ کی طرف بڑا جنگلا پڑتا ہے، وہی بیلِ قدیم مشہور ہے۔

(۵) چکٹیا علاقہ کان پور، کہ کان پور سے فتح پور آنے میں نو۹ کوس ہے، وہاں سے کوس بھر پر فتح پور کی طرف ایک ندّی ہے پانڈو نام، سرِ راہ پانی کی آمد و رفت سے اُس کے اطراف و جوانب میں جا بہ جا نالے پڑگئے ہیں؛ انتر بیدی ٹھگ، مسافروں کو وہیں ٹھکانے لگاتے ہیں۔

(۶) چپّر گھٹا علاقہ کان پور، کہ کوڑا جہان آباد سے بارہ کوس اٹاوے کی راہ پر ہے، وہیں پر سینگر ندّی کے اوپر ایک پُل پُختہ بندھا ہے۔ یہ ندّی اُتّر سے آکر دکھّن طرف پاؤ کوس پر دریائے جمن سے مل گئی ہے۔ کوس کوس، دو دو کوس تلک اُس کے اطراف و جوانب میں نالے، بھڑکے[2] مرورِ آب سے پڑگئے ہیں، وہی مقام غضب کا ہے۔

(۷) بُڑھیا کا تالاب علاقہ آگرہ، کہ آگرے سے اٹاوے کی راہ میں تین کوس پر سرِ سڑک ہے اور اُس تالاب کے بھیتر ایک بنگلہ مختصر سا کسی نے بنایا ہے۔ اُس تالاب سے دو کوس آگرے کی طرف شاہ درے تلک نالے بہت ہیں؛ وہی کمیں گاہ کویلیا وانتر بیدی وغیرہ ٹھگوں کا ہے۔

(۸) بوڑھا نالا، پرگنہ سردھنا علاقہ بیگم شمرو کا، کہ میرٹھ سے کرنال کی راہ میں دس کوس پر ہے، اُس کے گرد و نواح میں دو دو، تین تین کوس ندّی نالوں میں کویلیا اور انتر بیدی ٹھگوں کا مقامِ بیل ہے۔

---

[1] جنگلا: جنگل (اردو لغت)۔

[2] بھڑکی: سوراخ، دراڑ، شگاف، پانی کا گڑھا (اردو لغت)۔

(۹) ہیراپور علاقہ چرکھاری، کہ ساگر سے تین منزل ہندوستانی کان پور کی راہ میں ہے، اُس کے اِدھر اُدھر دو گھاٹیاں ہیں آدھ آدھ کوس کی لمبی اور پندرہ پندرہ، بیس بیس ہاتھ کی چوڑی، اڑھائی کوس کے فصل میں ساگر سے کان پور جانے میں دونوں گھاٹیوں سے اُترنا پڑتا ہے۔ جو گھاٹی ہیراپور سے ساگر کی طرف ہے، اُس سے موضع سُوا تلک، کہ پانچ کوس ہے؛ اور دوسری گھاٹی کہ کان پور کی طرف ہے، اُس گھاٹی سے موضع دِرگنواں تلک، کہ دو کوس ہے، ندّی نالے، جھاڑی بیہڑ مدفن و مقتل مسافروں کا ہے۔

(۱۰) چھترپور، ساگر سے چھے منزل کالپی کی راہ میں ہے۔ اکثر شہروں کی راہیں اُس میں شامل ہیں۔ ہر طرف آٹھ آٹھ، دس دس کوس تلک پہاڑ، ندّی، نالے، جھاڑی وغیرہ۔ بیل انتر بیدی اور بُندیل کھنڈی ٹھگوں کی ہے۔

(۱۱) پسہنی، علاقہ پنّا، کہ جبل پور سے چار منزل باندے کی راہ میں ہے، وہاں سے چار کوس تلک باندے کی طرف نہایت[1] جنگلا پڑتا ہے۔ جب وہ جنگلا طے کیا جاوے، ایک پکے کوس بھر کی لمبی، پانچ چار ہاتھ کی چوڑی گھاٹی اُترنا پڑتا ہے؛ اُسی گھاٹی کے نیچے موضع کھُوپا ہے۔ یہ پانچ کوس کی مسافت میں ندّی، نالے، گھاٹی، جھاڑی بہت ہے۔ صدہا مسافروں کا ٹھکانا یہیں[2] لگا۔

(۱۲) پنّا، جبل پور سے باندے کی کی راہ میں سات منزل ہے۔ وہاں سے باندا تین منزل رہ جاتا ہے۔ پنّے سے ساڑھے تین کوس چل کر ایک گھاٹی ڈیڑھ کوس کی مطوّل اور نو دس ہاتھ کی مُعرّض اُترنا پڑتا ہے۔ وہ گھاٹی اُتر کر سنگھ پور اڑھائی کوس پر پڑتا ہے۔ اِس چھے کوس کی مسافت میں سوائے ندّی، نالے، کھوہ، جھاڑی، ہیرے کی کھُدان کے کچھ نہیں۔ صدہا لاشیں کھُدان وغیرہ میں جابہ جا[3] مدفون ہیں۔

(۱۳) چِترکوٹ، جبل پور دکوین[4] کی راہ میں ہے۔ جب چترکوٹ سے جبل پور کی

---

۱ مخطوطے اور مصطلحات، دونوں میں اِسی طرح ہے۔ بہ ظاہر ایک لفظ چھوٹ گیا ہے۔
۲ دونوں نسخوں میں "نہیں" ہے جو واضح طور پر غلط ہے، یہاں قیاسی تصحیح سے کام لیا گیا ہے اور "یہیں" لکھا گیا ہے۔
۳ مصطلحات میں "جابہ جا" موجود نہیں، مخطوطے میں ہے اور یہاں اُسی کی مطابقت کو ترجیح دی گئی ہے۔
۴ دونوں نسخوں میں یہ لفظ صحیح طور پر پڑھنے میں نہیں آتا۔

طرف چلیے، تو ایک گھاٹی سوا کوس کی لمبی اور دس بارہ ہاتھ کی چوڑی چڑھنا پڑتا ہے، اور پھر تخمیناً آدھ آدھ کوس کے فاصلے پر دو تین چھوٹی چھوٹی گھاٹیاں پاؤ پاؤ کوس کی، یا کچھ کم و بیش چڑھنا پڑتا ہے۔ الغرض، چتر کوٹ سے دس کوس تلک جبل پور کی طرف کتنی گھاٹیاں اور ندّی، نالے، جھاڑی پڑتی ہیں۔ وہیں ٹھگ لوگوں کی بن پڑتی تھی۔ خدا محفوظ رکھے! بہت بہت مسافر وہاں مارے گئے ہیں۔

(۱۴) کھورئی کی گھاٹی، عرف دولہ دیو، سیونی سے ڈیڑھ منزل ناگ پور کی راہ میں ڈیڑھ کوس کی لمبی، پندرہ سولہ ہاتھ کی چوڑی ہے۔ جب وہ گھاٹی اُتریے، تو کوس بھر چل کر موضع کھورئی ملتا ہے۔ اِس راہ میں ندّی، نالے اور جھاڑی اِتنی ہیں کہ بیان نہیں کیا جاتا۔ دکھنی اور سندوسی اور انتر بیدی ٹھگوں کی اکثر کمیں گاہ ہے۔

(۱۵) دھومان علاقہ سیونی، جبل پور سے سیونی جانے میں تین منزل پر ہے۔ وہاں سے جبل پور کی طرف موضع راے چور تلک کہ چار کوس ہے، اور سیونی کی جانب لکھنادون تلک کہ چھے کوس ہے، ندّی، جنگلی نالے محل بیل کے ہیں۔

(۱۶) کامٹی علاقہ ناگ پور، کہ ناگ پور سے چھے کوس جبل پور کی راہ میں ہے، وہاں ایک دیوالا[۱] ہے کنان ندّی اور کامٹی کے درمیان؛ ٹھگوں نے اکثر مسافروں کو وہیں مار کر، اُسی دیوالے میں گاڑا ہے۔ اور اُس دیوالے سے کوس بھر جبل پور کی طرف کنان ندّی ہے، اُس کا کنارہ بھی مسافروں کا مدفن و مقتل رہا ہے۔

(۱۷) بابئی علاقہ ہوشنگ آباد، کہ جبل پور سے ہوشنگ آباد کی راہ پر ہے، وہاں سے ہوشنگ آباد منزل بھر رہ جاتا ہے؛ موضع پانجرا تلک، کہ پانچ کوس ہوشنگ آباد کی طرف ہے، ندّی اور نالے، جھاڑی اور توا ندّی کا ریگستان بہ کثرت ملتا ہے۔ صدہا مسافر وہاں تہ خاک ہیں۔

(۱۸) سیول علاقہ اسیر کا، کہ بھوپال سے چھے منزل ہندوستانی برہان پور کی راہ میں ہے، وہاں سے برہان پور ڈیڑھ دو منزل رہ جاتا ہے۔ وہاں سے دس دس کوس دونوں طرف ندّی، نالے، بانسوں کا جنگل اور جھاڑی پڑتی ہے۔

(۱۹) دھوری پرگنہ اسیر، علاقہ دھوریا، کہ اندور سے سات منزل پونا کی راہ میں

---

[۱] دیوالا: عبادت گاہ (اردو لغت)۔

ہے؛ اکثر مال ساہوکاروں کا وہاں سے ہو نکلتا ہے۔ وہاں سے بارہ کوس اُتر طرف، کہ ڈھورگوٹ ہے؛ اور بارہ کوس دکھن طرف، کہ چوپرا ہے؛ جا بہ جا ندی، نالے، جھاڑ، پہاڑ ملتے ہیں۔

(۲۰) ٹپّا، پرگنہ اُجّین، کہ بھوپال سے چار منزل اندور کی راہ پر ہے، وہاں سے کونڈی تلک کہ پانچ کوس پورب طرف ہے، اور پیپلا تلک، کہ پانچ کوس دکھن طرف ہے؛ اور پھر پیپلے سے راگھوگڈھ تلک، کہ پانچ کوس ہے؛ کتنے ندی، نالے، جھاڑی، پہاڑی ملتی ہیں۔

(۲۱) دَرّہ بھان پور، علاقہ گوٹے کا، کہ گوٹے سے اُجّین کی راہ میں دو منزل ہے، درے سے بھان پور تلک کہ دکھن طرف بیس کوس کی مسافت ہے جھاڑی، پہاڑ، کھوہ، بانسوں کا جنگلا، ندی، نالے بہت ہیں۔ اور درے کے گذرگاہ پر دو پہاڑ پورب، پچھم کی طرف سے آئے ہیں، کہ عالم گیر بادشاہ نے اُن کے مابین میں دیوارِ سنگی نہایت رفیع و مستحکم کھنچواکر، ایک سنگی درہ بنواکر، قلعے کے سے کواڑ لگوائے ہیں۔ دس بارہ راہوں کا وہی دروازہ گذرگاہ ہے۔ یہ بیس کوس کا عرصہ ٹھگوں کا رمنا رہتا تھا۔

(۲۲) چِتّور علاقہ اودے پور، کہ بھیلواڑے سے دو منزل جادو کی راہ پر، کہ دکھن طرف ہے، درے کی طرح دس بارہ راہیں وہاں بھی شامل ہیں اور دس بارہ کوس تلک اُس کے نواح میں جھاڑی، ندی، نالے بہت ہیں۔

(۲۳) لالِ سونٹھ علاقہ جے پور، آگرے سے چھےؔ منزل نصیر آباد کی راہ میں ہے۔ چھےؔ کوس تلک اُس کے گرد و نواح میں جھاڑی و سرپت و ریگستان بہت ہے۔

(۲۴) لاکھیری علاقہ بوندی، کہ نیا شہر سے کوٹہ جانے میں تین منزل پر ہے، اُس کے گذرگاہ پر درے کی طرح ایک سنگی دروازہ نصب ہے۔ چھےؔ کوس دکھن طرف موضع نُوتاڑا تلک جھاڑی و ندی، نالے بے حد و نہایت ہیں۔ اور یہی حال پانچ کوس اُتر کی جانب اندر گڈھ تلک ہے۔

(۲۵) بگرو، علاقہ جے پور، جے پور سے دس کوس اجمیر کی راہ پر ہے۔ اُس دس

کوس کی مسافت میں سرپت گنجان اور ندّیاں و ریتا بہت ہے۔

(۲۶) بالا ہیڑی، علاقہ جے پور، کہ آگرے سے جے پور کی راہ میں ہے، تین منزل اُس کے گذرگاہ پر بھی ایک بادشاہی دروازہ نصب ہے، اور سات آٹھ راہیں اُسی دروازے سے آملی ہیں۔ ٹھگ اور ڈاکو اور لاڑ خانی سواروں کا رمنا رہتا تھا۔ اُس کے نواح میں بھی ندی، نالے، جھاڑی، سرپت بہت ہے۔

(۲۷) بھیل پور ماکھنی علاقہ بَرودا، کہ بَرودے سے تین منزل پورب طرف اندور کی راہ پر ہے، وہاں سے چھے کوس ماکھنی تلک گجرات کی طرف، و سات کوس موضع دِبوہنٹی تلک ساگر کی طرف سوائے جھاڑی و پہاڑی اور ندّی، نالے کے، نشان بستی کا نہیں۔

(۲۸) لاکھن واڑی کی گھاٹی علاقہ جالنا کا؛ کہ وہاں بھی گھاٹی کے اوپر نا کے پر ایک دروازہ سنگی نصب ہے؛ امراوتی سے اورنگ آباد جانے میں سات آٹھ منزل پر ملتی ہے۔ کچے کوس بھر کی چڑھائی ہے۔ اور اُس گھاٹی کی چوڑائی بیس ہاتھ کی ہوگی۔ وہاں سے پانچ کوس امراوتی طرف اور اِسی قدر اورنگ آباد کی جانب پہاڑ اور کھوہ اور ندّی، نالے، جھاڑی بہت ہے۔

(۲۹) دِیول گھاٹی علاقہ اورنگ آباد کا، کہ بُرہان پور سے پونے کی راہ میں بیس[۱] کوس ہے؛ وہاں بھی درے کا سا ایک دروازہ گھاٹی کے اوپر نصب ہے۔ وہ گھاٹی آدھ کوس کی لمبی اور بیس ہاتھ چوڑی ہے؛ دکھّن جانے میں اُس پر چڑھنا پڑتا ہے۔ اُس گھاٹی کے پانچ کوس اُتر اور چھے کوس دکھّن ندّی، نالے، جھاڑی ٹھگوں کی کمیں گاہ ہے۔

(۳۰) پِڈَریا گھاٹی، علاقہ باسم کا، کہ امراوتی سے چار منزل حیدر آباد کی راہ میں ہے، حیدر آباد جانے میں آدھ کوس کی چڑھائی پڑتی ہے۔ عرض اُس گھاٹی کا بیس ہاتھ کا ہوگا۔ بعد اُس کے موضع پِڈَریا ہے۔ وہاں سے چھے کوس دکھّن طرف باسم ہے۔ اِس چھے کوس میں سوائے ندّی، نالے، کھوہ، پہاڑ کے کچھ بستی نہیں ہے۔ اور یہی حال امراوتی کی طرف مگروپ تلک، کہ چھے کوس ہے، ندّی، نالوں، گھاٹی،

---

۱ مخطوطے میں "تیس کوس" ہے۔

جھاڑی کا ہے۔ دکھنی اور برؔاڑی ٹھگوں کی بَیل معتبر ہے۔ صد ہا لاشیں جا بہ جا مدفون ہیں۔ اَللّٰھُمَّ احفظنا مِن کُلِّ بلاءِ الدُّنیا وَالدّین۔

بیل:[1] بہ یائے معروف، تلنگانی ٹھگوں کی زبان میں اناج کو کہتے ہیں عموماً، اور آٹے کو کہتے ہیں خصوصاً۔

بَیل سنبھالنا: چنگڑی، یعنی ملتانی ٹھگوں کی اصطلاح میں، جو بنجاروں کے بھیکھ میں ٹھگی کرتے ہیں، لاش یا واردات کی چیز چھپا دینے کو کہتے ہیں۔ یعنی جب ٹِلہا، یعنی خبر رساں جونا کے پر متعین رہتا ہے، دیکھے کہ کوئی غیر آدمی آتا ہے، تو وہ پکار کر آواز دیوے کہ: بَیل سنبھالو۔ ٹھگ لوگ سمجھ جاویں کہ کوئی آتا ہے، فی الفور جو چیز چھپانے کی ہووے، چھپا دیویں۔

بَیل کا پتّا لانا: دکھنی اور برؔاڑی ٹھگوں کی زبان میں مدفن اور مقتل تجویز کرنے کو کہتے ہیں۔

بیلھا: بد خو حاکم، خواہ سردار کو کہتے ہیں۔ اور کوڑھی، جذامی، نکٹے یا بوچ کو بھی کہتے ہیں۔

بَیّ ہو جانا: ٹھگوں کا بھید کھُل جانا۔ یا خبرِ بد سُننا، جیسا کہ بَیّ میں مذکور ہوا۔

## لُغاتِ جدید

بادل چِمما: کرناٹک ٹھگوں کی زبان میں بہ معنی اگاسی برؔاڑ، جیسا کہ لُغاتِ سابق میں مذکور ہوا۔ یہ بھی شگون اُس کا بہ دستور لیتے ہیں۔

بار: جمالدیوں کی زبان میں خراب چیز جو کچھ کہ ہو۔

بارَور: معنی اِس کے اَلستا میں بیان ہوئے۔

بانْدِک: زبانِ اَوکڑیٹی میں بہ معنی بادل بن موسم کا، خواہ برسے یا نہ برسے۔ نہایت نحس جانتے ہیں اور جب تلک مطلع صاف نہ ہووے، سفر کو نہ نکلیں۔ اور ہرن و خرگوش کو بھی

---

[1] بَیل، بیل، بَیل (سنبھالنا) تین مختلف التلفظ لفظ ہیں۔ مصطلحات میں اِن کا تلفظ واضح طور پر متعین کیا گیا ہے۔ اصطلاحات میں ان سب کے معانی کو ایک لفظ "بیل" کے تحت لکھا گیا ہے۔ اِس طرح معنی اور تلفظ، دونوں میں گڑبڑ ہو گئی اور تین مختلف المعنی لفظوں کا تعین ختم ہو گیا ہے۔

کہتے ہیں۔ اور بن موسم کے مینہ کو بھی کہتے ہیں۔ مشروحا حال اس کا آنسو توڑ میں دیکھا جاوے۔

**بانْدِک پینگیٹی**: اوکڑیئوں کی زبان میں بہ معنی دونا، یعنی وہ لکڑ جس میں گنہ گاروں کا پانْو ڈال کر قید رکھیں۔ اِسی کو دکھنی ٹھگ بُرّا کہتے ہیں۔

**بانْدِک موڑانی**: اوکڑیئے ٹھگوں کی زبان میں بہ معنی روٹی و گیہوں و آٹا۔

**بائرا**: اوکڑیئے ٹھگ چار عدد کو کہتے ہیں، جس کو ہندوستانی ٹھگ بَہرا کہتے ہیں۔

**باہن**: اوکڑیئی زبان میں بہ معنی جھوٹھ خصوصاً، و مکر و فریب عموماً۔

**باہن کرنا**: زبانِ مذکور میں: فریب کرنا۔

**بَدَر**: جمالدی ٹھگ چادر کو کہتے ہیں۔

**بِدیا**: مرشد آباد کے بنگالی ٹھگ چارٓ کو کہتے ہیں۔

**بُرّا**: دکھنی ٹھگ اُس چوبچے کو کہتے ہیں جس میں گنہ گاروں کا پانْو پھنساویں، جیساکہ بانْدِک پینگیٹی میں ذکر ہوا۔

**برَگ**: سوسیا ٹھگوں کی زبان میں بھیڑیے کو کہتے ہیں۔ شگون اُس کے دیکھنے کا بد جانتے ہیں۔ گھر سے نکلنے کے بعد اگر تین دن تلک دکھائی دیوے، گھر کو لوٹ آویں۔ اور تین دن کے بعد اگر بھیڑیا راستے میں ملے اور پرچھاواں اُس کا سوسیا ٹھگوں پر پڑے، تو بدیمن جان کر دوسری راہ لیویں اور اُس کی رفعِ نحوست کے واسطے بکرا دیبی کے نام پر مار کر چڑھاویں۔ اور اگر عکس ان ٹھگوں کا بھیڑیے پر پڑے، تو خوب جانیں۔ اور اگر تیسرے دن کے بعد بھیڑیا اِسی طرح دکھائی دیوے، کہ نہ اِن کا سایہ اُس پر پڑے، نہ اُس کا سایہ اِن پر پڑے، تو میانہ جانیں۔ باقی حال لفظ بڑاکھ و دَگلی میں ملاحظہ کیا جاوے۔

**برگی**: جمالدی ٹھگ دری و چارپائی کو کہتے ہیں۔

**بڑانی**: اوکڑیئے ٹھگ اُوڑھنے بچھانے کی چیزوں کو کہتے ہیں عموماً، جیسے: لحاف، توشک، دری، قالین، کمبل، شال، دوشالا وغیرہ۔

بَڑ بھاٹن: سوسیا ٹھگ بُڈھی گیدڑنی کی آواز کے شگون کو کہتے ہیں، جس کو دکھنی ٹھگ دَباسّی کہتے ہیں۔

بَڑبی: لودھا ٹھگ شیر کو کہتے ہیں، شگون اُس کا کچھ نہیں۔

بَڑ کارَنگوا: جمالدی ٹھگ صاحب لوگوں کو کہتے ہیں۔ یہ لفظ مرکب ہے "بَڑ کا": سردار و اشراف و "رَنگوا"[1]......۔

بَڑ کامَنگوا: جمالدی ٹھگ شیر کو کہتے ہیں۔ یہ بھی مرکب ہے۔ "بڑ کا" بہ معنی سردار، و "منگوا" بہ معنی گیدڑ۔

بَڑ کی رُواری: جمالدیوں کی زبان میں شال دوشالے کو کہتے ہیں۔ یہ لُغت بھی مرکب ہے۔ کیوں کہ "بَڑ کی" بہ معنی "بَڑ کا"، "رُواری" بہ معنی کمبل۔

بَڑ کی گَنڈری: جمالدیوں کی زبان میں ہاتھی کو کہتے ہیں۔ یہ لُغت بھی مرکب ہے۔ کیوں کہ "بَڑ کی" بہ معنی "بَڑ کا"، و "گَنڈری" بہ معنی بھینس۔ پس ہاتھی گویا بڑی بھینس ہے۔

بَڑیا: بھور سُوٹے ٹھگ چارؔ کو کہتے ہیں۔

بِسائِندھ: بہ معنی "بِسَیندھی" کہ مذکور ہوا۔ زبان جمالدیوں کی ہے۔

بُکّن: بہ معنی کُتا۔ ہندوستانی ٹھگ جگرؔ و دَھوکڑ کہتے ہیں۔ شگون اُس کے ہگنے کا بکن ڈھاب میں دیکھا جاوے۔ اور اوکڑیے ٹھگ "بُکّن" کو بہ تبدیل لہجہ "بوگُم" بھی کہتے ہیں۔

بُکّن ڈھاب: اوکڑیوں کی زبان میں کُتے کے ہگنے کے شگون کو کہتے ہیں۔ اگر سفر میں منھ ٹھگوں کی طرف کر کے کوئی کُتا ہگے، تو شگون نیک جانیں اور سمجھیں کہ کوئی مال دار مسافر ہاتھ لگے گا۔ اور اگر پیٹھ ٹھگوں کی طرف کر کے ہگتا ہووے، تو بُرا جانیں اور جس طرف کا ارادہ ہو، ترک کریں۔

اور حالتِ بُراز میں کُتے کا مُنہ یا پُشت ٹھگوں کی طرف نہ ہووے، گُہ کُتے کا راہ میں پڑا ہوا ملے، تو کچھ پروانہ کریں۔ باقی حال ہندوستانی ٹھگوں کے شگون کا لفظ جگرؔ میں

---

[1] عکس میں یہ لفظ مٹا ہوا سا ہے، پڑھنے میں نہیں آیا۔

دیکھا جاوے۔

بِگائی کرنا: چغلی کھانا۔ عموماً جمالدیوں کی اصطلاح ہے اور ہندوستانی ٹھگ بھی بولتے ہیں۔

بُگتی ہونا: کہیں ٹھگوں کا چرچا ہونا۔ زبان ہندوستانی و دکھنی ٹھگوں کی ہے۔

بِلاّ: بہ معنی بِنلا، کہ مذکور ہوگا۔

بَلاکی: اوکڑیئوں کی زبان میں بَرقنداز، چپراسی، نجیب وغیرہ کو کہتے ہیں۔

بُلنی: جمالدی خشکے، یعنی بھات کو کہتے یں۔

بِلّھی: بہ معنی اَگھرئی، کہ بیان ہو چکا۔

بِلَھی: معنی اِس کے بیلھوں میں بیان ہوں گے۔

بَلیا: جمالدی ٹھگ کڑے کو کہتے ہیں جو ہاتھ میں پہنتے ہیں۔

بَنّدیاک: سوسیا ٹھگ گدھے کی آواز کے شگون کو کہتے ہیں۔ مفصّل شگون اُس کا لفظ کاتا میں ملاحظہ کیا جاوے۔

بِنگی: جمالدی ٹھگ بچھانے کی چیزوں کو کہتے ہیں، جیسے: شطرنجی، چارپائی، ٹاٹ وغیرہ۔

بِنُلا: ساہوکار یا مہاجن یا بنیا بقال۔

بِنُلانا: بہ معنی بیچنا، جس کی فارسی فروختن ہے۔ جمالدی ٹھگ دھمکنا کہتے ہیں۔ یہ زبان اوکڑیٹی ہے۔

بِنُلے: بہ معنی بِنلا، کہ مذکور ہوا۔

بُو: بہ واوِ مجہول، اوکڑیئے ٹھگ ٹھگوں کی جماعت کو کہتے ہیں۔

بوُڑا: بہ واوِ معروف، اوکڑیئے ٹھگ کشتی کو کہتے ہیں، اور پانْو کے نشان دینے کو بھی کہتے ہیں، جس کو ہندوستانی ٹھگ پُولا دینا یا پیادہ بٹھلانا کہتے ہیں۔

بوُڑا دینا: بہ معنی پُولا کرنا۔ زبان اوکڑیٹی۔

بوُڑیِلیا لاپتا: بہ زبانِ اوکڑیٹی ملاّح۔

**بُوگُم:** معنی اِس کے بُگُن میں مذکور ہوئے۔

**بھاٹریا:** سوسیا ٹھگوں کی زبان میں خرگوش کی آواز کے شگون کو کہتے ہیں خصوصاً، اور خرگوش کو عموماً۔ مفصل احوال شگون کا دَھیا میں ملاحظہ کیا جاوے۔

**بھاٹن:** ایک قسم کی چیل کے شگون کو اوکڑیئے ٹھگ کہتے ہیں کہ جس کا مُنہ و گردن بالکل سفید ہوتا ہے اور بازو و دُم بالکل سُرخ رنگ۔ اُس کی آواز بائیں طرف کی ہر حال میں بہتر سمجھیں اور "بھاٹن باں" نام کریں۔ اور داہنی طرف ہو، تو بد جانیں اور "بھاٹن سِیت" کہیں۔ باقی احوال چَماری و سُناری واگاسی و بھَونتی گشٹ سُناری میں ملاحظہ کیا جاوے۔ اور اوکڑیئے ٹھگ بھاٹن کو بھَٹیالی بھی کہتے ہیں۔

**بھاٹن باں:** بیان اِس کا بھاٹن میں گزرا۔ نونِ آخر کو غُنّہ سے بولنا چاہیے۔

**بھاٹن سِیت:** بیان اِس کا بھی بھاٹن میں گزرا۔

**بھاوی:** جمالدی ٹھگ رنڈی کو کہتے ہیں، جس کو ہندوستانی ٹھگ اِینڈھا وُجی کہتے ہیں۔

**بھاگُیا:** اوکڑیئے ٹھگ مسافر کو کہتے ہیں۔

**بھانس گور:** بانونِ غُنّہ و واوِ مجہول، دکھنی ٹھگ اُس ٹھگ کو کہتے ہیں کہ جائدادِ مہلوک میں سے کچھ چوری کرے۔

**بھانس گورے:** بہ سکناتِ مذکورُ الصدر ویائے مجہول، کسی ٹھگ کا مالِ مہلوک میں سے کچھ چُرانا، جسے ہندوستانی ٹھگ کلوئی کہتے ہیں۔

**بھانگ پڑنا:** بھَورسوتی ٹھگوں کی زبان میں ٹھگوں کی واردات کا چرچا پڑنا یا بھید اُن کا کھُل جانا، جس سے خوف گرفتاری کا ہووے۔

**بھانگ چوَر کر لینا:** اوکڑیئوں کی زبان میں کسی چیز کا حصہ، سوائے روپے کے، بانٹ چونٹ لینا۔ تشریح اِس کی "مڑکیا بھانگ چور کر لینا" میں ملاحظہ کی جاوے۔

**بھانگ گوٹیا:** اوکڑیئے ٹھگ رازدار و واقف کار کو کہتے ہیں۔

**بھَپانا:** دکھنی ٹھگوں کی زبان میں کوچ کرانا عموماً، چَلَب میں ہو یا گھَٹَب میں۔

بھتا: بہ ہاے مجہول، دکھنی ٹھگ رُوکڑ کو کہتے ہیں۔

بھٹیالی: معنی اِس کے بھاٹن میں ملاحظہ کیے جاویں۔

بہہ جانا: باہاے معروف، لودھا و جمالدی ٹھگوں کی زبان میں: چلا جانا عموماً۔

بھچاونا: باہاے مجہول و واوِ مجہول، زبانِ اوکڑیٹی میں لاش یا کوئی چیز دریا میں ڈال دینا۔

بھرا موہنڈ: برّاڑی ٹھگ پانی بھری ہوئی ٹھلیا کے ٹوٹ جانے کے شگون کو کہتے ہیں۔ اگر گھر سے نکلتے وقت ایسی بدشگنی ہووے، تو چار روز تلک سفر نہ کریں۔ اگر راہ میں واقع ہووے، تو وہ راہ چھوڑ دیں۔ اور اگر کوئی مسافر ہمراہ ہووے، اُس کے قتل سے درگزریں۔ اور اگر کوچ کے وقت کوئی شخص پانی سے بھرا ہوا گھڑا لے کر ملے، تو فالِ نیک جانیں۔ اور اگر گھڑا خالی ہووے، تو بدشگنی پانی کا گھڑا ٹوٹ کر گر جانے کے برابر جانیں۔ اور دکھنی ٹھگ اِس شگون کو بھرانہونڈ کہتے ہیں۔ باقی کا حال ہندوستانی ٹھگوں کے شگون کا لفظ بھرا ابرا میں ملاحظہ کیا جاوے۔

بَھرانہونڈ: معنی اِس کے بھرا موہنڈ میں بیان ہوئے۔

بھرتی بلات: بھور سوٹوں کی اصطلاح میں بہت مال کو کہتے ہیں۔

بھس پڑنا: دکھنی ٹھگوں کی زبان میں لاش کا مدفن سے کسی طرح نکل آنا، خواہ ٹھگوں نے مارا ہووے، یا کسی اور طرح مر گیا ہووے۔

بھِسنا: ہنسنا، کہ فارسی اُس کی "خندیدن" ہے۔ زبان جمالدیوں کی۔

بھسی ہونا: جمالدی ٹھگوں کی زبان میں لاشِ مہلوک کا، کہ ٹھگوں نے (اُسے) گاڑا ہووے، کسی طرح مدفن سے نکل آنا اور اُس سبب سے لوگوں کا ہوشیار ہو جانا۔

بھنڈوُ: لودھا و جمالدی ٹھگ لوٹے کو کہتے ہیں، جس کو ہندوستانی ٹھگ ڈھنگی کہتے ہیں۔

بھور سوٹے: بنگالی ٹھگ اُن ٹھگوں کو کہتے ہیں جو رہنے والے علاقہ جاتِ جسّر و ڈھاکا کے ہیں۔ زبانِ مصطلحۂ ٹھگی اِس قوم کی علاحدہ ہے۔

بھونتا: جمالدی و لودھا ٹھگ اتیت کو کہتے ہیں۔

بھونتیا: بہ معنی بھونتا کہ مذکور ہوا۔

**بھوئیں کا گرا:** بانونِ غنہ، دکھنی ٹھگ پہاڑی کوّے کی آواز کے شگون کو کہتے ہیں۔ داہنی طرف سے ہووے، تو نہایت مبارک جانتے ہیں۔ باقی حال کالیا و کاگرا میں ملاحظہ کیا جاوے۔

**بھیر وس:** سوسیا ٹھگوں کی زبان میں چھوٹے اُلّو کی آواز کے شگون کو کہتے ہیں۔ کیفیت اُس کی پتوری میں ملاحظہ کی جاوے۔

**بِھیڑنا:** دکھنی ٹھگ دینے کو کہتے ہیں، جس کی فارسی "دادن" ہے۔

**بِھیور:** اوکڑیئے ٹھگ گیدڑ کی آواز کے شگون کو کہتے ہیں کہ فاں فاں کر کے بولتا ہے۔ داہنی طرف اچھا، و بائیں طرف بد جانیں۔ باقی کا احوال مُوگی اور بھالو میں دیکھا جاوے۔

**بی:** اوکڑیئے ٹھگ بہت کو کہتے ہیں عموماً۔

**بَیان:** بروزن و معنیِ جوان، زبان اوکڑیئی ہے۔

**بیاں:** بانونِ غنہ، اوکڑیئے ٹھگ روپے کو کہتے ہیں، کہ اُسی کو بِیدیت بھی کہتے ہیں۔ اور ہندوستانی ٹھگ پیکی و بھر کا و چھیوٹا کہتے ہیں۔

**بی پوُ:** اوکڑیئے ٹھگ بے راہہ کو کہتے ہیں، جس کو دکھنی و براڑی و ہندوستانی ٹھگ ٹپّل کہتے ہیں۔

**بَیت تُنگ نکرا:** اوکڑیئے ٹھگ ضلع بردوان کو کہتے ہیں۔

**بَیتی:** جمالدی و لودھا ٹھگ دھوتی کو کہتے ہیں، جس کو ہندستانی ٹھگ سَرِ دُھنی کہتے ہیں۔

**بَیٹھا کانتا:** دکھنی ٹھگ بیٹھے ہوئے گدھے کی آواز کے شگون کو کہتے ہیں۔ اگر گھر سے نکلتے وقت ہووے، تو سفر کو نہ جاویں۔ اور اگر نکل گئے ہوویں اور "سُونڑکا" نہ کیا ہووے، تو پھر آویں اور بعد "سُونڑکا" کے اگر ایسا بد شگون ہووے، تو راہِ مقصود ترک کر کے دوسری راہ لیویں۔ باقی کا حال دَنتیر ڈ میں دیکھا جاوے۔

**بیجک:** جمالدی ٹھگ کاغذ کو کہتے ہیں، جس کو ڈھاگل و دھاگل و پکھیکا و پکھنا ہندوستانی ٹھگ کہتے ہیں اور پاتی بھی جمالدی و لودھا ٹھگ کہتے ہیں۔

بیدیت: معنی اِس کے بیاں میں بیان ہوئے۔

بیرڑ: پیسے کو دکھنی ٹھگ کہتے ہیں۔ تشریح اِس کی ڈھلا میں دیکھی جاوے۔

بیرگانٹھ: اوکڑیئے ٹھگ پھانسی کے رومال کی گرہ کو کہتے ہیں۔

بیڑا: اوکڑیئے ٹھگ بھنّوت کو کہتے ہیں۔

بیڑیا: سوسیوں کی زبان میں روپے کو کہتے ہیں۔

بیلا: سوسیا و کویلیا ٹھگوں کی زبان میں اڈھل، یعنی بدشگون کو کہتے ہیں، جس کو کھڑتل و اوکھرو وکوتار بھی کہتے ہیں۔

بیلگری: دکھنی ٹھگوں کی زبان میں بیل تجویز کرنے کی عہدے داری کو کہتے ہیں۔ تشریح اِس کی بلا و کائما میں مرقوم ہے۔

بیلھو: بہ واوِ مجہول، سندوسی وغیرہ ہندوستانی ٹھگ کھوٹے روپے کو کہتے ہیں۔ پاس رکھنا بدیمن ومنحوس جانتے ہیں۔ اگر سوٹرکا، یعنے پہلے مقتول کے پاس سے کوئی کھوٹا روپیہ نکلے، تو اپنے گھر کو پھر آویں۔ اور بعد اُس کے اگر نکلے، تو فوراً کنویں میں ڈال دیویں۔ اور جمالدی ٹھگ بلّھی و اوکڑیئے ٹھگ گھیڑوابیدیت و گیلوابیدیت کہتے ہیں اور بہ دستور نحس جانتے ہیں۔

## پارسی بے کا باب ایک سو تیں[1] لغت کا:

پاڑنا کھبُو: یعنے پھانسی لگا کر مار ڈالو۔ یہ صیغۂ جمع امرِ حاضر ہے مصدر "پاڑنا کھنا" کا۔ بڑاڑی واُجینی وغیرہ ٹھگانِ دکن[2] اکثر بولتے ہیں۔

پاڑنا کھنا:[3] مصدر ہے "پاڑنا کھبو" کا، جس کا بیان ہو چکا۔

---

[1] مخطوطہ: "پے کا باب، جس میں پچپن[55] لغت ہیں"۔ یعنی نظرِ ثانی میں مؤلف نے پچھتّر[75] الفاظ کا اضافہ کیا ہے۔ رماسیانا میں اِس باب میں کُل اڑتالیس[48] الفاظ ہیں اور رسالہ فارسی میں چالیس[40] الفاظ ہیں۔

[2] رسالہ فارسی: "ٹھگانِ بڑاڑ وغیرہ ٹھگانِ پنجاب و دکھن"۔ [3] اصطلاحات: "پاڑنا کھنا، پاڑنا: پھانسی لگانا"۔ "پاڑنا" کہیں اور نہیں ملا، اِسی بنا پر اِسے اصل متن میں شامل نہیں کیا گیا۔

پالُوی:[1] دکھنی ٹھگ چھلّے یا مُرکی یا نتھ کو کہتے ہیں۔

پانڈَر پھلی:[2] دکھنی ٹھگ موتی کو کہتے ہیں، جسے ہندوستانی ٹھگ "پھانگولا" و "پَپیارا" کہتے ہیں۔

پاؤ[پاءؤ]: بہ واوِ معروف، جان پہچان اور بھید کو کہتے ہیں۔

پُترا: گھوڑا۔

پُتری: گھوڑی۔

پُتُریت: سوار، یا سوار کا بھٹوت۔

پُتُریت بھٹوت: سوار کا بھٹوت۔

پُتُریتی: گھوڑے کے سوار کی بھٹوتی۔

پَتلی[3] ہو جانا: ٹھگوں کی جماعت کا پھوٹ پھٹک ہو جانا۔

پَٹلیا:[4] پوتلی طلا را گویند۔

پُتنی: چھینک، جس کو عربی میں "عطسہ" کہتے ہیں۔ شگون اِس کا "ناکی" میں بیان ہو گا۔

پَتُوری:[5] چھوٹے الّو کی آواز کے شگون کو کہتے ہیں۔ اُس کی آواز دو طرح کی ہوتی ہے۔ ایک تو "چھر چھر" کر کے بولتا ہے۔ اگر کسی جگہ بیٹھ کر ایسی آواز بولے، تو ٹھگ لوگ پلہاؤ ٹھِباؤ اُس کا اُلٹا لے کر دستور موافق جانتے ہیں۔ اور اگر حالتِ پرواز میں ایسی آواز بولے، تو اُس آواز کے شگون کا نام اُڑت پتوری کہتے ہیں اور بہت نحس جانتے ہیں۔ جس طرف کا ارادہ ہووے، ترک کرتے ہیں۔

---

[1] اصطلاحات: پالوئی-پالوی۔

[2] اصطلاحات: پانڈرِ پھلی (غلطیِ کتابت)۔

[3] مصطلحات میں "پتلے ہو جانا" ہے۔ مخطوطے میں "پتلی ہو جانا" ہے۔ رسالۂ فارسی، اصطلاحات اور رماسیانا میں بھی اِسی طرح ہے۔ اِسی کو ترجیح دی گئی ہے۔

[4] یہ لفظ صرف رسالۂ فارسی میں ہے۔ پوتلی: پوٹلی۔ پوٹلیِ طلا: جس میں سونا [زیور-اشرفیاں] ہوں۔

[5] مصطلحات میں "چھوٹے الّو" کے بجائے صرف "الّو" ہے۔ مخطوطے میں "چھوٹے الّو" ہے اور اِسی طرح مرجّح معلوم ہوتا ہے۔ یوں کہ "بڑے الّو کی آواز کے شگون" کو "ٹھاکر" کہتے ہیں، جس کا بیان "ٹھاکر" کے تحت آیا ہے۔ اِسی بنا پر یہاں مخطوطے کے اندراج کو ترجیح دی گئی ہے۔

اور دوسری آواز "چیں چیں" کر کے بولتا ہے، اُس کا نام چڑیا کہتے ہیں۔ اِس کو بھی بہت نحس جانتے ہیں؛ خواہ داہنی طرف سے ہووے یا بائیں طرف سے، اور بیٹھے میں بولے یا پرواز میں۔ یقین کرتے ہیں کہ نوبت کشت و خون کی ہوگی۔ باقی احوال بڑے الّو کی آواز کے شگون کا ٹھاکر کے لفظ میں بیان ہوگا۔ اور پچوری کا ٹھِباو اور پلہاو اُلٹا لیا جاتا ہے، جیسا کہ لفظ چوا میں مذکور ہو گا۔ فقط۔ اور دکھنی ٹھگ پلہاو، ٹھِباو اِس جانور کا بہ دستور لیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اگر شام کے وقت اپنے آشیانے کو کھوسٹ بولتا ہوا یا خاموش داہنی طرف یا بائیں طرف جاوے، تو نہایت مبارک جانیں اور سمجھیں کہ جیسا یہ جانور آسودہ و سلامت اپنے بال بچّوں میں گیا، ہم بھی اپنے گھر کو بہ آرام و سلامتی جاویں گے۔ اور اگر صبح کو کوئی کھوسٹ اپنے کھونڈے سے بولتا ہوا یا چپکا، داہنے یا بائیں جاتا ہوا نظر پڑے، تو فالِ بد جانیں۔ اور اوکڑیوں کا اعتقاد لفظ کُل میں دیکھا جاوے۔

پچیار: کویلیا ٹھگوں کی زبان میں تیتر کی بولی کے شگون کو کہتے ہیں۔ صبح سے شام تک اگر بولے، تو پلہاو، ٹھِباو بہ دستور اعتبار کریں۔ اور اگر رات کو کسی طرف سے یہ آواز سُنائی دیوے؛ تو اُس مقام میں رہنا، شیر کے مُنہ میں بیٹھنے کے برابر جانیں، شباشب اُس مقام سے چل دیویں۔

اسی طرح گیدڑ کا دن کو بولنا بد جانتے ہیں اور اِس کلام کی تائید میں یہ مثل ٹھگوں کے یہاں بہت مشہور ہے: راتیں[1] بولے تیترا، دن کو بولے سیار؛ تج چلیے وہ دیسرا، نھیں پڑے اچانک دھار۔ یعنے جہاں رات کو تیتر بولے، یا دن کو گیدڑ بولے؛ تو وہ شہر چھوڑ دیجیے، نہیں تو یکایک آفت آوے۔ اور اگر رات کو چلے جاتے ہوویں اور تیتر کی آواز سُنیں، تو قدم جلد جلد اُٹھاویں، بلکہ دوسری راہ لیویں۔

پنچ بھیّا: ٹھگوں کا ایک فرقہ ہے کہ برسوتھ سے متخرج[2] ہوا۔

---

۱۔ اصطلاحات: راتیں بولے تیتر دن کو بولے سیار، تم چلیے وہ دیس انھیں پڑے اچانک دھار۔ [صاف ظاہر ہے کہ یہ متن مغشوش ہے]۔

۲۔ رسالۂ فارسی میں اِس عبارت کا اضافہ ہے: وہ وجہ تسمیۂ آں بقیاس چنیں نزدیک است کہ "پنچ بھیا" لقبِ یکے از کلانِ ایشاں باشد کہ بنامش معروف اند۔ "پنچ بھیا" در زبانِ ہند کسے را گویند کہ پنج برادر داشتہ باشد۔ چہ "پنچ" بہ حسبِ قاعدۂ زبانِ ہندی مخففِ "پانچ" یعنے پنج است و "بھیا" برادر را گویند۔

پَر تا پڑنا:[1] واردات کی کوئی چیز پہچانی جانا۔ یعنے جب ٹھگوں کے پاس کوئی چیز کسی مقدمے[2] کی کوئی پہچان لیوے، تو کہیں کہ: پر تا پڑا۔

پَر تیہال:[3] پَٹیار کے معنی ہیں، کہ مذکور ہو چکا۔

پَڑیال: دکھنی ٹھگوں کی زبان میں پَٹیار کو کہتے ہیں، کہ بیان ہو چکا۔

پَسَر: اُس طرف کو کہتے ہیں کہ گھر سے چلتے وقت جہاں کا ارادہ کیا ہووے۔

پُکار: جمالدی اور مُلتھیا اور لودھا ٹھگوں کی اصطلاح میں اہیر کو کہتے ہیں۔

پَکّا کر دینا: لاش کو خوب مضبوط گاڑنا۔ زبان دکھنی و ہندوستانی و اوکڑیوں وغیرہ ٹھگوں کی ہے۔

پکّامال:[4] جواہرات را گویند۔

پَکھیلا: کاغذ[5] اکثر رماسی اِس کی لفظ دھاگل میں مرقوم ہے۔

پَلّو:[6] دکھنی ٹھگ رومال کو کہتے ہیں۔

---

1. مخطوطے اور رسالۂ فارسی میں یہی ہے [اصطلاحات میں بھی یہی ہے]۔ مصطلحات میں "پڑتا پڑنا" ہے۔ میں نے یہاں پہلے دونوں ماخذوں کے متن کو ترجیح دی ہے۔ اِس کی اصل وجہ یہ ہے کہ اِس کے بعد "پر تیہال" ہے، جس میں دوسرا حرف رے ہے [سب نسخوں میں رے ہے]۔ اگر "پڑتا" درست ہوتا؛ تو اُس کے بعد، دوسرے حرف کی رعایت سے "پڑتیہال" ہوتا۔ "پر تیہال" سے واضح طور پر معلوم ہوتا ہے کہ اُس سے پہلے جو لفظ ہے، اُس میں دوسرا حرف رے ہے۔
2. مقدمے کی، یعنی واردات کی، لوٹ مار کی۔ رسالۂ فارسی میں عبارت زیادہ واضح ہے: مالے کہ بغارت آوردہ باشند۔ یعنے شےِ مغروتہ راچوں کدام کس نزد ٹھگاں شناسد، گویند: پر تاپڑا۔
3. اصطلاحات میں "پر۔تہال" ہے۔ مخطوطے اور مصطلحات میں "پَر تیہال" ہے، ی کے نیچے علامتِ معروف موجود ہے؛ ظاہر ہے کہ صحیح صورت اِسی کو مانا جائے گا۔
4. یہ لفظ صرف رسالۂ فارسی میں ہے۔
5. اصطلاحات: "کاغذ، جو سرکاری حیثیت رکھتا ہو۔ یا معمولی کاغذ کا بڑا تاو"۔ یہ تفصیل کہاں سے ماخوذ ہے، معلوم نہیں۔ بہ ظاہر یہ قیاسی اضافہ معلوم ہوتا ہے۔ رسالۂ فارسی: "ہر کدام کاغذ را گویند و کاغذِ ہندوی را گویند خصوصاً۔
6. "پلّو۔ پھلو: مراد کندھے پر ڈالنے کا کپڑا، جو رومال کا کام دے" (اصطلاحات)۔ مصطلحات میں "پھلو" آگے چل کر آیا ہے۔

پلّو دینا:[1] اُس رومال دینے کو کہتے ہیں کہ گرو اپنے چیلے کو بہ طریق تبرّک کے بھٹوتی کرنے کی خاطر دیوے۔ چنانچہ اکثر ٹھگ، ٹھگوں سے پوچھتے ہیں کہ تجھ کو کس نے پلّو دیا ہے؛ یعنی بھٹوتی سکھلائی ہے۔ اور بھٹوتی کرنے کو بھی کہتے ہیں۔

پِلہاو: بائیں طرف سے شگون ہونے کو کہتے ہیں؛ خواہ کسی جانور کے دیکھنے کا ہووے، یا بولی سُننے کا۔ اور داہنی طرف سے جو شگون ہووے، اُس کو ٹھِباو کہتے ہیں۔ پس اگر گھر سے نکلتے وقت پہلے پلہاو ہو، تو اچھا شگون جانیں۔ اور اگر پلہاو ہونے کے بعد ٹھِباو ہووے، تو اور بھی خوب جانیں۔ اور اُس کے بر خلاف کو، یعنے اگر پہلے ٹھِباو ہووے، بعد اُس کے پلہاو، یا فقط ٹھِباو ہووے، تو نامبارک جانیں اور پہر بھر تلک کوچ نہ کریں۔

اور منزل پر اُترتے وقت اگر پہلے ٹھِباو ہووے، بعد اُس کے پلہاو، یا فقط ٹھِباو ہووے، تو مبارک جانتے ہیں، اور بر خلاف اُس کے بُرا۔ خلاصہ یہ ہے کہ اگر پلہاو ہووے، تو جانتے ہیں کہ یہ شگون کہتا ہے کہ پل چلو۔ اور اگر ٹھِباو ہووے، تو جانیں کہ یہ شگون کہتا ہے کہ ٹھِب جاؤ، یعنی رہ جاؤ؛ کیوں کہ ٹھگوں کی اصطلاح میں "ٹھِباو" رہنے کو کہتے ہیں۔

اور جب کسی ٹھگ کو "دِستہ برداری" کا عہدہ دیتے ہیں، یا کسی کو بھٹوت بناتے ہیں، تب بھی شگون ٹھِباو کا لیتے ہیں۔ مطلب یہی کہ دیبی نے اجازت دی کہ یہ کام اُس کے پاس ٹھِپے، یعنی رہے۔ اور اوکڑیٹے ٹھگ داہنی طرف شگون کو ڈاہِن اور بائیں طرف کے شگون کو سِیت کہتے ہیں، جس کی تشریح لفظ سِین میں مفصّل ذکر ہو گی۔

پَلَسی: انگوٹھی۔ اور عورت کی چھاتی کو بھی بولتے ہیں۔

پنچایتی کوت:[2] دکھنی اور تلنگانی ٹھگوں کی زبان میں دیبی کی پوجا کو کہتے ہیں کہ سب ٹھگ

---

1. "پلودینا: گرو کا چیلے کو قتل کرنے کی مہارت حاصل ہونے کی سند کے طور پر دینا، یا سر پر باندھنا" (اصطلاحات)۔ مرجح عبارت وہی ہے جو مصطلحات میں ہے۔
2. اصطلاحات میں "مل کر دیو یا دیوی کی پوجا کرنے کا ٹھگوں کا طریقہ۔ دیکھو کوت۔ دیو یا دیبی کی بھینٹ چڑھانے کا طریقہ، جس کے لیے منگل یا بدھ کا دن مقرّر کرتے ہیں"۔ مگر ٹھگ کسی دیو یا (دیوتا) کو نہیں مانتے، وہ تو دیبی (کالی) کو مانتے ہیں؛ اِس لیے "دیو" کا لفظ دونوں جملوں میں درست نہیں۔ ہاں اصطلاحات میں "کوت" کے تحت صرف "دیبی کی پوجا" لکھا گیا ہے اور یہ درست ہے۔

متفق ہو کر کریں۔ طریق اُس کا یہ ہے کہ اگر پچاس روپے جمع ہوویں، تو دس بارہ روپے کے بکرے اور دس بارہ روپے کے چاول اور دو چار روپے کا گھی اور دو تین روپے کا گرم مصالح اور سبز مصالح وغیرہ چیزیں جو قلیے میں ڈالتے ہیں، خرید کریں۔ اور پندرہ بیس روپے کی شراب اور تاڑی منگاویں۔ پس اگر حضر میں ہیں، تو منگل یا جمعے کے دن سب ٹھگ ایک گھر میں جمع ہو کر، دروازہ بند کر کے، ایک جگہ لیپ پوت کر؛ اُس پر گوگو مٹی سے، جس کا دکن کی طرف ہندنیاں اور مرہٹنیاں ماتھے پر ٹیکا لگاتی ہیں، اور ہلدی، چونے سے بنتا ہے؛ دو[۲] لکیریں بہ خطِ چلیپا، یعنی اِس صورت کی × کھینچیں، اور اُس پر ایک سفید چادر بچھادیویں۔

پھر دیگوں میں خُشکا پکا کر، اُسی چادر پر کہ گویا دستر خوان ہے، ڈال دیویں۔ اور اُس خُشکے کے ڈھیر پر آدھی بٹی کھوپرے کی بہ طور چراغ کے رکھ کر، گھی ڈال کر، چومکھ جلادیں۔ یا آٹے کا چومکھ بنا کر گھی سے روشن کریں۔ اور ایک کُدالی اور ایک چھری بھی، جو سفر میں ہمراہ رہتی ہو، اُس چادر پر رکھ دیویں۔ اور شراب اور تاڑی بھی کسی باسن میں کر کے، خُشکے کے پاس دھریں۔ اور اگر شراب نہ ملے، تو فقط تاڑی، یا تاڑی نہ ملے تو فقط شراب ہی پر کفایت کریں۔

پھر اُن بکروں میں سے، جو منگائے ہیں، دو[۲] بکرے ایک رنگ کالے، جیسے شیخ سدّو کو چڑھتے ہیں؛ لے کر، نہلا دُھلا کر، اُسی طرح گیلا رو بہ مغرب کھڑا کریں۔ جو نہی اُن بکروں میں سے دونوں یا ایک جھُر کی لیویں، یعنی بال جھڑ جھڑاویں تو جانیں کہ دیبی نے نذر قبول کی۔ جھٹ پٹ رو بہ مغرب مسلمانوں کی طرح نیت ذبح کی پڑھ کے ذبح کریں۔ اور اگر ہندو ہوویں، تو جھٹکا کریں۔ اور باقی بکروں کو بھی حلال کریں اور مزے کا قلیہ پکاویں۔ اور ایک گہرا گڈّھا کھود کر ہڈّی، چمڑا وغیرہ اُس میں ڈال دیویں۔ اور بہت اہتمام کریں کہ گُوت کی خاطر جو چیزیں آئی ہیں، اُس میں سے کچھ باہر نہ رہ جاوے اور کسی غیر کی نظر اُس پر نہ پڑے، یا کُتا بلّی نہ لے جاوے، کہ بہت بُرا ہووے۔ بلکہ احتیاط کریں کہ کسی غیر کی نظر چراغ یا چولھے پر بھی نہ پڑے۔ اور اگر چادر مذکور پر ذرا سی بھی آگ گرے اور تھوڑی بہت جلے، تو یقین جانیں کہ اُسی سال میں جمعدار مر جاوے یا اُن ٹھگوں پر کچھ آفت آوے۔

اور اگر سفر میں ہوویں اور گُوت کرنا منظور ہووے، تو پہاڑ کی کسی کھوہ، خواہ ایسے

جنگل، جھاڑی میں جہاں آدمی کا نشان نہ ہووے، چادریں اور قناتیں گھیر کر کریں۔

الغرض، جب قلیہ تیار ہو جاوے، تو شراب، تاڑی کو پییں اور خشکا، قلیہ کھاویں۔ اور جو کچھ رہ جاوے، اُسی گڈھے میں ڈال کر، ہاتھ مُنہ اُسی میں دُھو کر بند کر دیویں۔ اور اگر جس وقت بکروں کو نہلا کر کھڑا کریں اور وہ اپنے بال نہ جھڑ جھڑاویں، یا اُس وقت کوئی بُرا شگون ہووے؛ تو جانیں کہ دیبی ناراض ہے اور قبول نہیں کرتی۔ پس اُس دفعہ گُوت کرنا موقوف کر کے؛ شراب، تاڑی، خشکا پی کھالیویں اور بکروں کو دوسری دفعہ گُوت کرنے کی خاطر رکھ چھوڑیں۔

اور اپنَب کے ایام میں بھی گُوت نہیں کرتے۔ اور اگر روپیہ بہت سا جمع ہووے، تو دو یا تین دفعہ گُوت کریں۔ اور اگرچہ گُوت کرنے کا دستور ہولی یاد سہرے کے دن ہے؛ پر ٹھگوں کا اختیار و توفیق ہے جس دن چاہیں کریں، اور اگر توفیق ہووے، تو ایک ہی جمعدار، خواہ ٹھگ بلا شرکت گُوت کر سکتا ہے۔ اور یہ پوجا دکھنی و تلنگانی ٹھگ کرتے ہیں۔ ہندوستانی ٹھگ ''تپونی'' کرتے ہیں، جیسا کہ بیان ہو گا۔ اور اوکڑیوں کا طرز ''ساٹھ ملنگ'' میں گزارش کیا جاوے گا۔

**پُنیارا:** موتی، جس کو پھانگولا بھی کہتے ہیں[1] اور دکھنی ٹھگ پانڈر پھلی بولتے ہیں۔

**پُوتنی:** کویلیا ٹھگوں کی اصطلاح میں دھوتی کو کہتے ہیں۔

**پُولا کرنا:** ٹھگوں کا زمین پر پانو سے نشان بنا دینا۔ یعنے راہ روی میں جب کوئی دوراہا، یا سہ راہا مل جاوے، تو اُن راہوں میں سے جو راہ کہ اختیار کریں، اُس راہ پر پانو سے مٹی گز دو گز بھر سرکاویں، کہ پانو کے خط کا نشان بن جاوے۔ پس جو ٹھگ کہ اُن کے غُول کے پیچھے رہ جاویں، جب اُس جگہ پہنچیں، تو وہ نشان دیکھ کر سمجھ جاویں کہ آگے کی جماعت اِسی راہ گئی ہے، وہ بھی وہی راہ لیویں۔

اور اگر پُولا کرنے والوں کو منظور ہووے کہ پیچھے رہے ہوئے ٹھگ جلد آملیں، تو بہ دستور پُولا کر کے، سب خاک جو سرکائی ہووے، آخر نشانِ مذکور پر ڈھیر کر دیویں۔ یا آخر نشان پر ایڑی جما کر زور سے گُھما دیویں، کہ نشان پڑ جاوے۔ پس

---

[1] رسالۂ فارسی: لولو را گویند: و خون، یعنے دم را نیز گویند۔

جب عقب ماندہ ٹھگ وہاں پہنچیں، تو معلوم کرلیں کہ ہم کو جلد بلایا ہے۔ اور اگر زمین نرم نہ ہووے، تو راہ بتانے کے واسطے دو ۲ پتھر تلے اوپر دھر جاویں۔ اور جلد بلانے کے واسطے، کسی درخت کے پتے چند قدم ڈالتے جاویں۔ اِسی کو پیادہ بٹھلانا بھی کہتے ہیں۔ اور سوسیا ٹھگ کھگا دینا اور جمالدی ٹھگ چٹھی دینا، اور اوکڑیٹے بُوڑا دینا اور دکھنی ٹھگ پاول دینا و کھڑسڑا دینا کہتے ہیں۔

پھانٹک:[1] کنگال اور نادار مسافر کو کہتے ہیں۔

پھانٹک دینا: پھینک دینا۔

پھانٹکڑا: جب مسافر حالتِ کوچ میں ہمراہ ہووے اور کوئی خرگوش کسی طرف سے بولے، تو اُس شگون کو "پھانٹکڑا" کہتے ہیں، اور اُس مسافر کو نہیں مارتے۔ جانتے ہیں کہ اُس کے پاس کچھ نہیں ہے۔ اور اگر ہے، تو اُس کے لینے میں آفت ہے۔ باقی شگون خرگوش کے شگون کا لفظ دھیا میں مذکور ہوگا۔

پھانگوٗلا: موتی۔

پھانگوٗلی:[2] اشرفی، یا پوٹلی، اور دکھنی ٹھگ مُرغی کو کہتے ہیں۔

پھٹاکی: بندوق کو ہندوستانی ٹھگ کہتے ہیں۔ سوسیا ٹھگ چھوڑو کی بولتے ہیں۔

پھٹکی:[3] سپر۔ جمالدی ولودھا شراب کو کہتے ہیں۔

پھدگلی: چلپاسہ[4] را گویند۔

پھُرکنا: گھوڑا۔

پھُرکنی: گھوڑی۔

---

[1] "پھانک اور پھیک کا غلط تلفظ" (اصطلاحات)۔ رماسیانا: پھنکنا، پھانکنا [دوسرا حصہ، ص ۳۴۷]۔

[2] اصطلاحات میں "پھان گولی" ہے، مگر یہ درست نہیں۔ اِس سے پہلے اصطلاحات میں "پھانگولا" ہے مع نونِ غنہ، اور "پھانگولی" اِسی کی تانیث ہے۔

[3] اصطلاحات میں "پھٹکی" ہے۔ مصطلحات میں واضح طور پر زبر لگا ہوا ہے اور اِسی طرح مرجّح ہے۔

[4] ترجمہ: چھپکلی کو کہتے ہیں۔ یہ لفظ صرف رسالۂ فارسی میں ہے۔ رسالے میں پ پر زبر اور ک پر پیش لگا ہوا ہے۔

**پھڑ**: کرناٹکی و شولاپوری ٹھگوں کی زبان میں اُس جمعدار کی سرداری کے حق کو کہتے ہیں جس کے ساتھ گھر سے سفر کو نکلے ہوویں۔ جایدادِ مہلوک میں سے فی صد تین روپے وہ زیادہ لیتا ہے۔ باقی حال حقوق پر عہدے والے کا لفظ دَھرائی میں دیکھا جاوے۔ اور ہندوستانی ٹھگ و جمالدی پھڑ، فرودگاہ کو کہتے ہیں عموماً، اور مسافر کے مارنے کی جگہ یا جایداد کے حصے کرنے کی جگہ کو خصوصاً۔

**پھڑ جھاڑنا**: اُس کو کہتے ہیں کہ جب ٹھگ لوگ کچھ رات باقی رہے اثنائے راہ میں مسافر کو ہلاک کریں، تو مہلوک کو گاڑ توپ کر، اُس کا مال اسباب لے کر چل دیویں اور دو ایک ٹھگوں کو وہاں چھوڑ جاویں کہ اگر واردات کا کچھ نشان، یعنے خون، یا کچھ چیز گری پڑی ہوئے، تو صبح کو دیکھ بھال کر چھپا آویں۔

**پھڑ جھڑوّا**: پھڑ جھاڑنے والا، جیسا کہ اوپر بیان ہوا۔

**پھڑ کا دَھنیا**[1]: بیان اِس کا ''اُڑت کانوری'' میں گزرا۔

**پھڑک دینا**: دکھنی و بزاری ٹھگوں کی اصطلاح میں: رومال جھٹکنا۔ اور یہ دکھنی ٹھگوں کا اشارہ ہے کہ جب خود پکڑے ہوئے، یا کچھ آفت میں ہوویں، اور کوئی ٹھگ اَن جان اُدھر آتا ہووے، تو رومال یا کوئی کپڑا اپنا جھٹک دیویں۔ وہ سمجھ جاوے کہ آنے کو منع کرتا ہے۔ باقی کا حال پاکھاٹسن دینا میں ملاحظہ کیا جاوے۔

**پھَسَرنا**[2]: تلنگانی ٹھگوں کی زبان میں بھاگنے کو کہتے ہیں۔

**پھکنا**[3]: نادار مسافر یا خراب و پھینک دینے کے لائق کوئی چیز۔

**پھکنی**[4]: ناکاری چیز۔

---

[1] اصطلاحات: ''پھڑ کا دھنی: پھڑ کے کام میں ہوشیار ٹھگ۔ دیکھو پھڑ، اور پھڑ جھڑوا''۔ میرا خیال ہے کہ مولفِ اصطلاحات نے یہاں ''پھڑ کا دَھنیا'' کو ''پھڑ کا دھنی'' پڑھا اور قیاساً اُس کے معنی لکھ دیے۔

[2] مخطوطے میں پہلا حرف مفتوح ہے۔ مصطلحات اور رماسیانا میں پہلا حرف مضموم ہے۔ مصطلحات کی مطابقت اختیار کی گئی ہے۔

[3]، [4] اصطلاحات: ''پھکنا۔ پھکنی''۔ مصطلحات میں واضح طور پر دونوں لفظوں میں پھ پر زبر لگا ہوا ہے اور یہی صورت مرجح ہے۔ رماسیانا میں ''پھینک دینا'' ہے۔

پھُلکی[1]: طلوعِ آفتاب سے غروبِ آفتاب تک کو کہتے ہیں؛ لیکن صبح سے دو پہر تک کو "چڑھتی پھُلکی" اور دو پہر سے شام تک کو "اُترتی پھُلکی" کہتے ہیں۔ ٹھگوں کا عقیدہ ہے کہ اگر "چڑھتی پھُلکی" میں کوئی شگونِ بد واقع ہووے، تو نہایت نحس جانیں۔ اور اگر "اُترتی پھُلکی" میں کچھ بدشگنی ہووے، تو چنداں بد نہ سمجھیں۔ اور اوکڑیتے ٹھگ پھُلکی، آگ یا دیوتا یا پیر و مرشد، خواہ دیبی کو کہتے ہیں۔

پھَلَم: بہ معنی پوتلیِ طلا باشد۔ [یہ لفظ صرف رسالۂ فارسی میں ہے]۔

پھَلُو[2]: رومال کو کہتے ہیں عموماً۔

پھَلُو دینا: بیان اُس کا "پَلُو دینا" میں ہو چکا۔

پھول[3]: ہندوستانی و دکھنی کسی جگہ مجتمع ہونے کے وعدے کو کہتے ہیں۔ اور اوکڑیتے ٹھگ چراغ یا مشعل یا اُس کی روشنی کو بولتے ہیں۔

پھولا: مالی کو[4] دکھنی ٹھگ بولتے ہیں، کہ مرقوم ہوگا۔[5]

پھول دینا: یعنے وعدہ کرنا کہ فُلانی جگہ جمع ہوئیں گے۔

پیادہ بٹھلانا: بہ معنی پولا کرنا، کہ بیان اُس کا ہو چکا۔

پَیکی: رُوکڑ، خواہ روپیہ۔

---

1. اصطلاحات: "مراد سورج یا پورا دن"۔
2. رسالۂ فارسی میں "پہلو" ہے، مگر مخطوطے میں "پَھلُو" ہے اور تشدید مصطلحات میں بھی نہیں، یہی مرجح تلفظ ہے۔
3. اصطلاحات میں اِسے چوروں کی اصطلاح لکھا ہے: "پھول: چوروں کی اصطلاح۔ مراد کوئی پوشیدہ اور سنسان جگہ جو چوری کے مشورے کے لیے جمع ہونے کو منتخب کر کے، وہاں کوئی علامت بہ طور نشانی بنادی ہو۔ عام طور سے کوئی پھول بنادیا جاتا ہے اور یہی علامت وجہِ تسمیہ ہے"۔ یہ بہ خوبی ممکن ہے کہ یہ مشترک اصطلاح ہو۔ مزید دیکھیے پھول دینا۔
4. رماسیانا میں اس لفظ کے یہ معنی لکھے ہوئے ہیں:

Phoola: The persons who takes home money for the subsistence of the Families of Thugs.

5. دیکھیے: مالی۔

# لُغاتِ جدید

**پاتھ ڈالنا:** جمالدی ولودھا ٹھگوں کی زبان میں: مسافر کو ہلاک کرنا۔

**پاتی:** بھور سونے ٹھگ کورنای (کنذا) کو کہتے ہیں، اور جمالدی ولودھا ٹھگ کاغذ کو کہتے ہیں، جیسا کہ بیجک میں بیان ہوا۔

**پاکا:** بہ معنی "پاکھا" کہ مذکور ہو گا۔

**پاکھا:** اوکڑیئے ٹھگ سوتی کپڑے کو کہتے ہیں۔

**پاکھا ٹسن دینا:** اوکڑیئے ٹھگوں کی اصطلاح میں کپڑے سے اشارہ ٹھگوں کے بُلانے یا بھگانے کو کرنا۔ یعنے اگر بلانا منظور ہووے، تو رومال وغیرہ کوئی کپڑا ہاتھ میں لے کر اپنی طرف جھٹکیں۔ وہ سمجھ جاوے کہ بلاتا ہے۔ اور اگر کوئی ٹھگ خود گرفتار ہووے اور دوسرے ٹھگوں کو، کہ وہ گرفتار نہیں ہیں، بھگانا منظور ہووے، تو کپڑے کو اُس کی طرف جھٹکے۔ وہ سمجھ جاوے کہ کچھ آفت ہے، فوراً کافور ہو جاوے۔

اور یہ اشارہ دینا ہندوستانی ٹھگوں کی بھی عادت ہے، لیکن کوئی نام اُن کی اصطلاح میں اِس اشارے کے واسطے مقرّر نہیں۔ سوائے اِس کے کہتے ہیں کہ جھڑ جاؤ، یعنے بھاگ جاؤ۔ اور دکھنی و برازی ٹھگ پھڑک دینا کہتے ہیں۔

**پالا:** اوکڑیئے ٹھگ گونا، یعنے ہاتھ کو کہتے ہیں۔

**پالاٹی:** اوکڑیئے ٹھگ چھلّے یا انگوٹھی کو کہتے ہیں۔

**پالاجھُن:** اوکڑیئے ٹھگ ہاتھ میں پہننے کے زیور کو کہتے ہیں، جیسے: کڑا، چوڑی وغیرہ۔

**پالاکاچِمٹ:** ہاتھ کی اُنگلی کو اوکڑیئے ٹھگ کہتے ہیں۔ یہ لفظ مرکب ہے، یعنے "پالا" ہاتھ، و "چمٹ" حصّہ چہارم، خواہ بچّے کو؛ پس ہاتھ کا چوتھائی حصہ، یا بچّہ گویا اُنگلی ہے۔

**پالا گھیڑوا:** اوکڑیئے ٹھگ اُس کو کہتے ہیں جس کا ہاتھ کچھ ناقص، ٹوٹا، کٹا، زخمی ہووے۔ یہ مرکب ہے، یعنے "پالا" ہاتھ، اور "گھیڑوا" مشتق "گھاڑ کرنا" سے۔

**پالوا:** دکھنی ٹھگ کدال کے دستے کو کہتے ہیں۔

**پان دو:**[1] یعنے مسافر کو پھانسی دو۔ زبان اوکڑیٹی ہے۔

**پان دینا:** "پان دو" کا مصدر ہے کہ بیان ہو چکا۔

**پان رِکنا:**[2] اوکڑیوں کی زبان میں بہ معنی بھاگ جانا۔

**پاول دینا:** دکھنی ٹھگوں کی اصطلاح بہ معنی پولا کرنا، کہ لُغاتِ سابقہ میں مشروحاً مندرج ہے۔

**پپیا:** بھورسوتی ٹھگ قوم چنڈال کو کہتے ہیں۔

**پتلا:** اوکڑیٹے ٹھگوں کی زبان میں گھوڑے کو کہتے ہیں۔ اور یہ ٹھگ شگون بھی گھوڑے کی آواز کا لیتے ہیں۔ اگر کوچ کے وقت داہنی طرف بولے، تو بہتر اور بائیں طرف بولے، تو بُرا جانیں۔ اور ہندوستانی ٹھگ "پترا" و "پکھر بَنا" کہتے ہیں۔

**پُتلا موڑانی:** اوکڑیٹے ٹھگ دال کو کہتے ہیں عموماً۔

**پُٹکُنی:** جمالدی ٹھگ چھینک کو کہتے ہیں، جسے ہندوستانی ٹھگ "ناکی" و "پتنی" کہتے ہیں۔

**پٹینی:** اوکڑیٹے ٹھگ اشارۂ قتلِ مسافر کو کہتے ہیں، جسے ہندوستانی ٹھگ "جھِرنی" بولتے ہیں۔

**پٹوئی:** لودھا اور جمالدی ٹھگ شراب کو کہتے ہیں۔ اور اِسی کو سَوکَھوا اور پھٹکی بھی کہتے ہیں، اور ہندوستانی ٹھگ کیتا بولتے ہیں۔

**پدُوڑا:** جمالدی ٹھگ برقنداز و چپراسی و نجیب کو کہتے ہیں۔

**پڑوا کرنا:** اوکڑیوں کی زبان میں بہ معنی چھپانا۔

**پکاپو:** ڈھاکا کے علاقے کے ٹھگ اُس راہ کو کہتے ہیں جہاں مسافروں کے قتل کو بے خطر ہووے۔ اوکڑیٹے ٹھگ اِسی کو ڈانس پو کہتے ہیں۔ یہ لفظ بھی مرکب ہے۔ کیوں کہ "پکا" بہ اصطلاحِ ٹھگاں بہتر و بے خطر، و "پو" راستہ۔ علیٰ ھذا "ڈانس" بہ معنی بہتر، و "پو" بہ معنی راستہ۔

---

[1] رماسیانا جلدِ دوم میں "پان کھاؤ" ہے (ص ۷ ۳۴)۔

[2] مصطلحات میں اسی طرح ہے۔ اِس کا امکان ہے کہ یہاں گِنا (گِلنا) ہو۔ میں نے احتیاطاً اصل کی مطابقت کو ملحوظ رکھا ہے۔

پَکھنا: انتر بیدی ٹھگ کاغذ کو کہتے ہیں، جیسا کہ لفظ ''بجک'' میں ذکر ہوا۔

پَلانی: بہ معنی پالانی، کہ بیان ہو چکا۔

پَلیا: او کڑیئے ٹھگ مٹی کی ہانڈی کو کہتے ہیں۔

پِندھرُور: معنی اِس کے آکستا میں بیان ہوئے۔

پَنکھی: انتر بیدی اور جمالدی ٹھگ شال، دو شالے کو کہتے ہیں۔ اور جمالدی انگرکھے کو بھی ''پنکھی'' بولتے ہیں۔

پَنگی: تلنگانی ٹھگ ساڑی کو، کہ عورتوں کی (کذا) لباس ہے، کہتے ہیں۔

پَنُھیان: جمالدی وَلودھا ٹھگ کلال کو کہتے ہیں، جس کو تلنگانی ٹھگ ڈھلال کہتے ہیں۔

پَنّنیم: او کڑیئے ٹھگ خبر کو کہتے ہیں عموماً۔

پورانا کا پن[1]: او کڑیئے وبھور سوٹے خاندانی و نامی ٹھگ کو بولتے ہیں۔

پوڑھا: جمالدی ٹھگ سانپ کو کہتے ہیں۔ مفصّل شگون اُس کا کمپوچھا میں دیکھا جاوے۔

پوسیانا: او کڑیئے ٹھگوں کی زبان میں جلد جانا عموماً۔

پولاہی: جمالدی ٹھگ گوشت کو کہتے ہیں، جسے ہندوستانی ٹھگ[2] لبا کہتے ہیں۔

پولّی: او کڑیئے ٹھگ فرودگاہ، خواہ سرائے کو کہتے ہیں۔

پولّی کرنا: او کڑیئے ٹھگوں کی زبان میں مقام کرنا۔

پونٹیز کرنا: بہ نونِ غنہ، او کڑیوں کی زبان میں بہ معنی سودھ لینا، یعنے جائزہ مالِ مہلوک کا لینا۔

---

[1] مصطلحات میں اِسی طرح ہے۔ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ واو اِس لفظ میں شاملِ تلفظ نہ ہو، یہ محض اعراب بالحرف کے قدیم طریقِ کتابت کے مطابق لکھا گیا ہو اور یہ بھی ممکن ہے کہ اُن لوگوں کے لہجے میں واو شاملِ تلفظ ہو (پورانا)۔ میں نے اِسی احتمال کی وجہ سے اصل کے مطابق نقل کیا ہے۔

[2] مگر مصطلحات، رسالۂ فارسی اور مخطوطے میں لام مع ب کی فصل میں ''لبا'' کے معنی ''بَیل'' (نرگاو) لکھے ہوئے ہیں۔

**پوئرڑ لینا**: اوکڑیئوں کی زبان میں کسی چیز کا پہچان لینا عموماً۔

**پوئرڑ ولو، یا پوئرڑوہ**: اوکڑیئے ٹھگ جھمانتا، یعنے جان پہچان کو کہتے ہیں۔

**پُو**: بھور سوئے و اوکڑیئے ٹھگ راہ کو کہتے ہیں، اور جمالدی ولودھا ٹھگ پُوہ کہتے ہیں، یعنے حرفِ ہا آخر میں زیادہ کرتے ہیں۔

**پُوہ**: جمالدی ولودھا ٹھگ راہ کو کہتے ہیں۔ شرح اِس کی پُو میں بیان ہوئی۔

**پُوہَر**: جمالدی ولودھا ٹھگ کھچوا، یعنے اُٹھائی گیرے کو کہتے ہیں۔

**پھارگی**: سوسیا ٹھگوں کی زبان میں پھٹکی، یعنے سپر کو کہتے ہیں۔ اکثر الفاظ اِس رماسی کے متہیل میں مندرج ہیں۔

**پھانُولی**: جمالدی ٹھگ اشرفی کو کہتے ہیں۔

**پھٹَوکی**: اوکڑیئے ٹھگ بندوق کی آواز کے شگون کو کہتے ہیں۔ اگر دائیں، یعنے داہنی طرف ہو، تو ہر حال میں اچھا؛ اور اگر سیت، یعنے بائیں طرف ہو، تو ہر صورت میں بُرا جانتے ہیں۔

**پھِراونا**: جمالدی ٹھگ عورت کے فعلِ بد کروانے کو کہتے ہیں۔

**پھڑ ڈ**: سوسیا ٹھگ چھینٹہر، یعنے جھاڑی، جنگل کو کہتے ہیں۔

**پھِکاری**: کویلیا ٹھگ گیدڑ کی آواز کے شگون کو کہتے ہیں۔ بیان اِس کا بھالو میں ملاحظہ کیا جاوے۔

**پھکناپُو**: اوکڑیئے ٹھگ اُس راہ کو کہتے ہیں جس پر مسافروں کی آمد و رفت کم ہووے۔ کیوں کہ "پھکنا" بہ معنی ناقص و خراب، و "پُو" بہ معنی راستہ۔

**پھکُوری**: بہ معنی پھکنا، زبانِ اوکڑیئی۔

**پھکُوری پُو**: جیسا کہ پھکناپو، معنی اُس کے بیان ہو چکے۔

**پھلکی ڈابلِ**: اوکڑیئے ٹھگ گوشائیں کو کہتے ہیں۔ کیوں کہ "پھلکی" بہ معنی پیرومرشد و دیوتا، و "ڈابلِ" بہ معنی برہمن؛ پس گوشائیں گویا برہمنوں کا پیرومرشد ہے۔

**پھلکی کی ڈانْس مورانی**: اوکڑیئوں کی اصطلاح میں: دہی کی پُونی کی مٹھائی۔ کیوں کہ "پھلکی" دہی، و "ڈانس مورانی" مٹھائی۔

**پُھلکی مُوڑانی**: پینے اور کھانے کے تمباکو کو کہتے ہیں۔ زبان اوکڑیٹی ہے۔

**پُھوپھا**: اوکڑیئے و بھور سوٹے ٹھگ چاندی کے گہنے، خواہ چاندی کو کہتے ہیں۔

**پھَوٹ**: بہ معنی نقب، و پلٹن۔ زبان اوکڑیٹی ہے۔

**پھوکام**: بہ معنی پھوکن۔ زبان اوکڑیٹی۔

**پھوکَن**: اوکڑیئے ٹھگ پھکنا بیتو، یعنے نادار مسافر کو کہتے ہیں۔

**پھوکنی**: بہ زبانِ جمالدی حُقہ۔

**پھوکیٹیے**: بہ زبانِ اوکڑیٹی: مسافرِ نادار۔

**پھوُل ڈابلِ**: بہ معنی پھلکی ڈابلِ معنی اِس کے بیان ہو چکے۔ اصطلاح بھور سوٹوں کی ہے۔

**پھوِلکت ٹنگ ہکرا**: اوکڑیئے ٹھگ شہر بنارس کو کہتے ہیں۔

**پھولوٹ**: بیگن، خواہ سیتا پھل، یا ناریل، یا سپاری، یا کدو وغیرہ پھل پھلاری کو کہتے ہیں۔

**پھَولوٹیر ہکرا**: کانلا نامی ایک موضع ہے علاقہ بردوان میں، اوکڑیئے ٹھگ اُسی کو کہتے ہیں۔

**پھَولئی**: جمالدی و لودھا ٹھگ تھیلی، خواہ بٹوے کو کہتے ہیں۔

**پُھونپیا**: اوکڑیئے ٹھگ چاندی کے گہنے، خواہ چاندی کو کہتے ہیں، جیسا کہ پھوپھا میں مذکور ہوا۔

**پھیرنا**: جمالدی ٹھگ عورت سے مقارنت کرنے کو کہتے ہیں۔

**پیڑ**: اوکڑیئے و بھور سوٹے ٹھگ لاش کو کہتے ہیں۔

**پیکوا**: بہ معنی پیپا، یعنے قومِ چنڈال۔ زبان اوکڑیٹی ہے۔

**پینس**: اوکیڑیٹی زبان میں بانسلی۔ داہنی طرف سے اگر آواز آوے، تو اچھا اور برخلاف اُس کے، برخلاف ہے۔

پینگاونا: اوکڑیتے ٹھگوں کی زبان میں مُردہ جلانا، یا کچھ کھانے کی چیز پکانا۔

پینگِیٹ: معنی اِس کے پینگیٹی میں بیان ہوں گے۔

پینگِیٹی: لکڑی کو اوکڑیتے ٹھگ کہتے ہیں۔

## تاے مثنّاۃِ فوقانی کا باب پچپن[۵۵] لُغت[۱] کا

تاجُنا: کھانا، جس کو فارسی میں "خوردن" کہتے ہیں

تاس: نیل کنٹھ کے دیکھنے کے شگون کو کہتے ہیں۔ اگر اُڑتا ہوا داہنی طرف سے بائیں کو جاوے، تو اچھا سمجھیں۔ اور اَور کچھ شگون اُس کا نہیں لیا جاتا۔

تانڈی: دکھنی و جمالدی و لودھا ٹھگوں کی زبان میں اشرفی کو کہتے ہیں۔

تاو: جماعت کو آدمیوں کی کہتے ہیں[۲] عموماً۔

تاو مت چوکاؤ: یعنی اپنی جماعت مت دکھلاؤ۔

تائل: اُس شخص کو کہتے ہیں جو قافلے سے اپنے جُدا ہو کر رہ جاوے۔ اور اُس کو بھی کہتے ہیں جس کے ساتھ والے ٹھگوں کے ہاتھ مارے گئے ہوں اور وہ کسو صورت سے بچ رہا ہووے؛ اور اُسی کو اُدھوریا بھی کہتے ہیں۔

تَپانا[۳]: دیبی کی پوجا کرنا۔ بیان اُس کا تپونی میں ہوگا۔

تُپکا: کپڑا، خواہ لباس۔

---

[۱] مخطوطہ: "تے کا باب جس میں اُنتیس[۲۹] لغت ہیں"۔ یعنی نظرِ ثانی میں مولف نے چھبّیس[۲۶] الفاظ کا اضافہ کیا ہے۔ رسالۂ فارسی میں ۲۳ الفاظ ہیں۔

[۲] رسالۂ فارسی کی عبارت میں وضاحت زیادہ ہے: جماعتِ مردم را گویند خواہ ٹھگاں باشند یا مسافراں۔

[۳] اصطلاحات میں "تپانا" ہے مخطوطے، رسالۂ فارسی اور مصطلحات میں ت پر زبر لگا ہوا ہے، یہی مرجح ہے۔

**تَپُونی:**[1] دیبی کی پوجا کو کہتے ہیں۔ سب ٹھگوں کا دستور ہے کہ دیبی کو مانتے ہیں، خواہ ہندو ہوویں یا مسلمان۔ اور جانتے ہیں کہ ٹھگی، دیبی کی آگیا سے کرتے ہیں۔ پس جب کوئی بڑی واردات کریں، تو دیبی کی پوجا اُس میں سے واجب جانیں۔

کیفیت اُس کی یہ ہے کہ جب کسی خاطر جمعی کی جگہ پہنچیں کہ وہ لائق تَپُونی کرنے کے ہووے، تو سوا روپے کا گُڑ منگا کر، ایک کمبل، نہیں تو کوئی سفید چادر بچھا کر، اُس پر دھر دیویں۔ اور اُسی گُڑ کے پاس کچھ روپ[2] درسن اور ایک کُدال، جس سے مدفن کھودتے ہیں اور اپنی اصطلاح میں "کسّی" کہتے ہیں، دھر دیویں۔ پھر ایک پُرانا جمعدار کہ دیبی کی پوجا کے دستورات سے خوب ماہر ہووے، رو بہ مغرب اُس بچھونے پر بیٹھے، اور ایک یا تین یا پانچ یا سات بھٹوت یا زیادہ، جس قدر کہ جی چاہے، لیکن طاق؛ اُس جمعدار کے داہنے بائیں فرش پر بیٹھیں۔ باقی سب جمعدار اور ٹھگ آس پاس زمین پر بیٹھیں۔ پھر جمعدارِ مذکور ایک ذرا سا گڈھا فرش کے کنارے چھری سے کھود کر، ذرا سا گُڑ اُس میں ڈال کر، ہاتھ باندھ کر دیبی کی جناب میں ہزاروں خضوع و خشوع سے التماس کرے کہ: یا دیبی مائی! جس طرح ایک لاکھ بتیس ہزار روپے کی روکڑ جھونڑا نایک اور گودک بنواری کے ہاتھ لگی تھی، اپنی کرپا سے ہمارے بھی نصیب میں کر۔ اور باقی کے ٹھگ کمال اعتقاد سے ہاتھ باندھ کر دُعا میں شریک ہوویں۔

پھر جمعدار ذرا سا پانی اُس گڈھے کے آس پاس اور کُدالی پر چھڑکے۔ پس تھوڑا تھوڑا گُڑ اندازۂ خوراک کے موافق بھٹوتوں کے دونوں ہاتھوں پر، جو جمعدار کے داہنے بائیں بیٹھے ہیں، رکھے۔ اور کوئی شخص جِھرنی دیوے، جس طرح مسافر کے مارنے کے وقت اشارہ قتل کا کرتے ہیں۔ پس جِھرنی ہوتے ہی بھٹوت لوگ گُڑ کھانے لگیں۔ اور جب تلک ہاتھوں کا گُڑ سب کا سب نہ کھا چکیں، بات نہ بولیں، اور نہ کسی طرف آنکھ اُٹھا کر دیکھیں، نہ بیچ میں پانی پییں۔

---

[1] اصطلاحات میں "تپونی" ہے، یعنی واو معروف ہے؛ مگر مخطوطے اور مصطلحات میں ت اور پ، دونوں پر واضح طور پر زبر لگا ہوا ہے، یہی مرجح صورت ہے۔

[2] "روپ درشن: روپیہ، بزرگوں کے دیدار کا نذرانہ، پیش کش، نقدی چڑھاوا" [اردو لغت]۔ رسالۂ فارسی: کدام چیز نقرہ، کہ باصطلاحِ اہلِ ہند روپ درسن گویند، متصلِ قندِ مذکور گذاشتہ۔

جب سب ہاتھوں کا گُڑ کھا چکیں، تو پانی پلایا جاوے۔ پھر باقی کا گُڑ سب ٹھگوں کو برابر بانٹا جاوے۔ اور سب ٹھگ ہندو، مسلمان وہیں بیٹھ کر کمال ادب، احتیاط سے کھاویں کہ زمین پر گرنے نہ پاوے۔ اور جو کچھ گرے، تو گڈھے میں ڈال کر بند کر دیویں، کہ کسی کے پانو کے نیچے نہ آوے۔ پھر وہ روپ درسن، جو فرش پر رکھا جاتا ہے؛ جس کا ہووے، اُٹھا لیوے۔ اور جس قدر گُڑ کہ فرش کے اوپر تپونی کی خاطر رکھا جاتا ہے، اُس میں سے بھٹوتوں یا آزاد ٹھگوں کے سوا کوئی اور نہیں کھاتا۔ اور جن ٹھگوں کے ہاتھ سے کوئی آدمی مارا نہ گیا ہووے، یا غلام ہوویں، تو اُن کی خاطر ذرا سا گُڑ فرش سے جُدا رہنے دیتے ہیں۔

اور تپونی کا گُڑ سوا روپے سے زیادہ منگانے کا دستور نہیں ہے۔ بلکہ روپیہ زیادہ ہووے، تو سوا روپے کا گُڑ بہ دستور منگا کر تپونی کرتے ہیں؛ باقی کی شیرینی منگا کر، بانٹ چونٹ کر کھا لیتے ہیں۔ اور تپونی کے گُڑ کو باقی نہیں رکھتے؛ کہ اگر کُتا، بلّی یا کوئی جانور لے جاوے، تو مدّتوں حیران پریشان رہیں اور کوئی مسافر مال دار ہاتھ نہ لگے۔ اور جانتے ہیں کہ تپونی میں ذرا سی بھی چوک یا بے ادبی ہو جاوے، تو دیبی کا غضب ٹھگوں پر نازل ہو گا۔

اور ٹھگوں کو اعتقادِ تمام ہے کہ اگر تپونی کا ذرا سا گُڑ کسی اُس شخص کو، جو ٹھگ نہ ہووے، کھِلا دیویں؛ تو ہر چند کہ اَشراف و فیل نشیں ہووے، ٹھگی کرنے لگے اور زندگی بھر عادت ٹھگی کی اُس سے نہ چھوٹے۔ باقی حال دیبی کی پرستش کا کسّی، یعنی کُدالی کی پرستش میں بیان ہو گا۔ اور دکھنی اور تلنگانی ٹھگ جس طرح دیبی کی پوجا کرتے ہیں، لفظ پنچایتی کُوت میں بیان ہوا۔ اور تذکرتاً ذکر تپونی کا تعلیم بھٹوتی میں بھی ہو گزرا۔ اور جھونڑا نایک اور گُودَک بنواری کا حال لفظ جھونڑا نایک میں بیان ہو گا۔ اور کڑیوں کی تپونی کا ذکر ساٹھ ملنگ میں دیکھا جاوے۔

**تپُسری:**[1] لفظِ ششم است از الفاظِ سبعہ، کہ برای دانستنِ تاریخ سعد و نحس مخیرۂ بعضے ٹھگان است۔ و ترکیبش در لفظِ سری نندن، کہ لفظِ اوّل است، مرقوم خواہد شد۔ [ترجمہ: چھٹا لفظ ہے سات لفظوں میں سے سعد و نحس تاریخ معلوم کرنے کے لیے اور اس کا طریقہ لفظ سری نندن میں لکھا جائے گا]۔

**تَرتَونکَر:**[2] گانو والوں کا قضیہ و تکرار ٹھگوں کے ساتھ۔

---

[1] یہ لفظ صرف رسالۂ فارسی میں ہے۔ [2] اصطلاحات: ترتونگر۔

تُرمی: ٹھگ، چور، اُٹھائی گیرا، جیب کترا وغیرہ۔

ترڈکیا: دکھنی ٹھگوں کی زبان میں سُنار کو کہتے ہیں۔

تکرار: گانووالوں کی تحقیقات ٹھگوں سے، کہ کہاں سے آئے ہو، کدھر جاؤ گے۔

تکھرؔ[1]: وہ شخص کہ ٹھگوں سے شرارت کرے۔

تُگڑی[2]: بزاڑی ٹھگ پگڑی کو کہتے ہیں۔

تِگنی[3]: آنکھ، یا نگاہ۔

تِگنی کرنا: کسی شخص کا جاسوسی و سُراغ جوئی کی نظر سے ٹھگوں کو دیکھنا۔

تنبا کو کھالو، یا پی لو: یہ اشارہ قتل کا ہے، جس کا بیان مشروحاً ٹھگوتی میں ہو چکا۔

تنڈل: ٹھگوں کی ایک قوم ہے، جس کا "سات ذات" میں مشروحاً بیان ہو گا۔ اور جب کسی زمانے میں دلّی کے علاقے سے ٹھگ نکالے گئے تھے، تو قوم بھلیم اور تنڈل حیدر آباد و ملتان کو چلے گئے تھے۔ اب یہ دونوں قومیں بہت کم یاب ہیں۔

تُنگا: انگرکھا۔

تو ناری[4]: کویلیا اور سندوسی ٹھگوں کی اصطلاح میں مکر و فریب کو کہتے ہیں۔

توَنکل[5]: کورہریا ٹھگوں کے کنایے میں بہتائل کو کہتے ہیں، جس کا ذکر ہو چکا۔

---

[1] اصطلاحات: تکہر۔

[2] مخطوطے اور اصطلاحات: میں "تکڑی" ہے، مصطلحات میں "تگڑی" ہے۔ میں نہیں کہہ سکتا کہ صحیح صورت کیا ہے۔ میں نے مصطلحات کی مطابقت کو ترجیح دی ہے۔

[3] اصطلاحات: تکنی ...... اردو تکنا مصدر"۔ مخطوطے، رسالہ فارسی اور مصطلحات میں واضح طور پر "تِگنی" اور "تگنی کرنا" ہے اور یہی صورت مرجح ہے۔ [صاحبِ اصطلاحات نے غالباً "تکنا" کی رعایت سے "تکنی" لکھا ہے]۔ "تِگنی" کے تحت رسالۂ فارسی میں ایک ٹکڑے کا اضافہ ہے: "چشم و نظر و سُراغ جوئی را گویند"۔

[4] اصطلاحات: "توتاری"۔

[5] مخطوطے میں "تونگل" ہے، مصطلحات اور رسالۂ فارسی میں "تونکل" ہے؛ اِسی کو مرجح خیال کیا گیا ہے

تَونگڑ: مرہٹہ، خواہ کرمی۔ تلنگانی و دکھنی ٹھگوں کی زبان ہے۔

تھاپ: جو فرودگاہ کہ بستی کے باہر واقع ہووے۔

تھاپا: بہ معنی تھاپ، جس کا بیان ہو چکا؛ لیکن جمالدی و لودھا ٹھگ دریا و نالے کو کہتے ہیں، جس میں پانی ہووے۔ اور اوکڑیٹے ٹھگ محلِ بیل، یعنے قتل گاہِ مسافر کو کہتے ہیں۔

تھاپُٹیا: دکھنی ٹھگ کُمھار کو کہتے ہیں۔

تھُکّی کرنا: اشارتاً تھوکنا۔ یعنے جب مسافر کو مارنے کا ارادہ کریں، تو جمعدار ٹھگوں کا پہلے کھنکارے، تاکہ بھٹوت، کہ پہلے سے مقرّر کیا گیا ہے، مستعد ہو کر اُس بچارے مسافر اجل رسیدہ کے پاس آجاوے کہ اشارہ پاتے ہی کام تمام کرے۔ اِس کھنکارنے کو کُھکّھی کہتے ہیں۔

اور اگر کسی سبب سے بعد کھکھی کرنے کے مسافر کا مارنا منظور نہ ہووے، تو تھکّی کرے، یعنی جمعدار مذکور زمین پر تھوک دیوے؛ تو بھٹوت کہ منتظر حکم قتل کا ہے، ارادۂ قتل سے درگزرے۔ اور کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ جب کسی مسافر کو ہمراہ لے کر بہ ارادۂ قتل روانہ ہوویں، تو دوسرے ٹھگوں کو جتانے کے واسطے کہ تم لوگ بھی چلو، تُھکّی یا کُھکّھی کرتے ہیں۔

تھمونی[1]: رشوت۔

تھوری: سوسیا ٹھگوں کو کہتے ہیں، کہ بیان ہوگا۔

## لُغاتِ جدید

تاڑی: اوکڑیٹے ٹھگ تیل کی گُھلیا کو کہتے ہیں، اور تاڑھی، یعنے اشرفی کو بھی کہتے ہیں۔ اگر تیل کی گُھلیا سفر میں پھوٹ جاوے یا کھو جاوے، تو نہایت بد جانیں۔ اوکڑیٹے ٹھگ یہاں تلک مانتے ہیں کہ اگر تاڑی، یا گانتی، یا لُڑکی، یا چنگرا کھو جاوے یا گر جاوے، تو مہینا بھر کی راہ سے پھر آویں، نہیں تو خوفِ قتل و گرفتاری کا جانیں۔

---

[1] "کسی مخالف کی مٹھی میں کچھ نقدی بہ طورِ رشوت پکڑا دینا۔ چپکے سے دست بہ دست رشوت دینا" (اصطلاحات)۔

**تاڑی لُروکی کرانا:** جیسا کہ ہندوستانی وغیرہ ٹھگوں کے یہاں کسّی، یعنے کُدالی کی قسم ہوتی ہے؛ اُسی طرح بنگالی ٹھگ کسی قوم کے ہوویں، تاڑی لُروکی کی قسم کو مانتے ہیں اور بزرگ جانتے ہیں۔

طریق اِس حلف کا یہ ہے کہ جب کسی ٹھگ پر اشتباہ جھوٹھ و خیانت کا ہووے، تو اُس سے قسم تاڑی لُروکی، یعنے تیل کی کُلھیا جو سفر میں ہمراہ ہوتی ہے اور چھُری کی، اِس طور پر لیتے ہیں کہ ایک کمبل زمین پر بچھا کر، جَگرا، یعنے بھٹوتی کرنے کا رومال اور ایک چھُری ترکاری ورکاری بنانے کی، اور ایک تیل کی کُلھیا کہ بہ طور دوات کے ہوتی ہے، اُس پر رکھ دیویں اور دو چار جمعدار معتبر اور بھٹوت نامور اُس پر بیٹھیں اور حلف کرنے والا اُن تینوں چیزوں پر ہاتھ رکھ کر قسم کھاوے کہ اگر فلانی بات میں مَیں جھوٹھ بولتا ہوں، تو تین دن میں دیبی مجھ کو ہلاک کرے۔ پس یقین جانتے ہیں کہ اگر ایسی قسم کوئی جھوٹھ کھاوے، فوراً مر جاوے۔ بلکہ دبدبہ اِس قسم کا یہاں تک ہے کہ سچ پر بھی اِس قِسم کی قَسَم نہیں کھاتے۔ باقی کا حال ہندوستانی ٹھگوں کی سوگند کا لفظ کسّی میں ملاحظہ کیا جاوے۔

**تاگالا:** سوسیا ٹھگ ذربل، یعنے برہمن کو کہتے ہیں، جس کو ہندوستانی ٹھگ چھُمّن بولتے ہیں۔

**تاگی:** جمالدی ٹھگوں کی اصطلاح میں بہ معنی سُودھ، جسے جمالدی ٹھگ گنہا بھی کہتے ہیں۔

**تاودینا:** جمالدی ٹھگوں کی زبان میں رومال کو بھگا کر، پھانسی دینے کے واسطے رسّی کی طرح بل دینا۔

**ترلڑی:** بڑاڑی ٹھگ لشکر یا قافلے کو کہتے ہیں۔

**تکلٹا:** اوکڑیئے ٹھگ ایک سیر کے ٹیکھرے کو، یا سیر بھر کسی چیز کو کہتے ہیں۔

**تُنگی:** کانٹھ کے علاقے کے سوسیا ٹھگ رومال کی پھانسی کو کہتے ہیں۔

**تُنگ:** اوکڑیئے ٹھگوں کی زبان میں بہ معنی نام و تحریر و شمار و گفتار و وزن و پیمایش۔

**تُنگ لینا:** اوکڑیوں کی زبان میں نام لینا یا لکھ لینا یا گن لینا یا بول لینا یا تول لینا یا ناپ لینا۔

**تُنگنا:** مصدر ہے تنگ و تنگ لینا کا۔

**ٹُوپ**: جمالدی ٹھگ گھی کو کہتے ہیں۔

**ٹُورہ کالی کا چاب کھُوسے**: اوکڑیئے ٹھگوں کی یہ ایک گالی ہے کہ دُشنام میں آپس میں کہتے ہیں کہ تیری جورو سے خراب کام کریں۔ لفظی معنی اِس کے جابہ جا اپنے اپنے مقام پر مرقوم ہوئے۔

**ٹُوسا**: جمالدی ٹھگوں کی اصطلاح میں ڈنٹا، یعنے پھانسی کے رومال کو کہتے ہیں۔

**ٹَوکھی**: جمالدی ٹھگوں کی رموز میں ہنسلی کو کہتے ہیں کہ عورتیں ولڑ کے گلے میں پہنتے ہیں۔

**ٹوَنگوتی**: اوکڑیئے ٹھگ کاغذ کو کہتے ہیں عموماً۔

**ٹھانڈا**: کانٹھر کے سوسیا ٹھگ پیتل یا تانبے کے باسن کو کہتے ہیں۔

**ٹھوَکنی**: تنبا کو خشک، یعنے سورتی کو کہتے ہیں۔ زبان جمالدی ولودھا کی ہے۔

**ٹِیرَور**: بیان اِس کا آلُستا میں ہو چکا۔

**ٹِیلُک**: ایک جانور کا نام زبان اوکڑیئی میں ہے کہ خوراک اُس کی مچھلی ہے اور ڈیل اُس کا باز سے بڑا مثل بط کے ہوتا ہے۔ زبانِ بنگلہ میں اُس جانور کو کوڑو کہتے ہیں۔ اگر داہنی طرف سے آواز دیوے تو ٹیلک سین یا ٹیلک ڈاین کہیں اور نہایت نیک جانیں۔ اور اگر بائیں طرف سے آواز اِس کی سنائی دیوے، تو ٹیلک سیت بولیں اور بہ درجۂ اتم بد جانیں۔

**ٹِیلک ڈاین**: ذکر اِس کا ٹیلک میں گزرا۔

**ٹِیلک سیت**: بیان اِس کا ٹیلک میں ہو چکا۔

**ٹِیلک سین**: شرح اِس کی ٹیلک میں مذکور ہوئی۔

**تین نامی**: ٹھگوں کی ایک قوم ہے ہندو مذہب۔ بیراگیوں کے لباس میں ٹھگی کرتے ہیں اور ترسول کی شکل کا قشقہ صندل یا سیاہی کا ماتھے پر لگاتے ہیں۔ یہ قوم بھی پیشۂ ٹھگی میں نہایت قدیم ہے۔ زبانِ مصطلحہ بھی علاحدہ۔ سابق سکونت اُن کی ہندوستان میں تھی، اب جلاوطن ہو کر نواحِ دکن میں جابہ جا بسے۔ اکثر نواحِ قصبۂ منگلور علاقہ حیدرآباد میں مخفی و منتشر ہیں۔ راہ میں مسافروں وغیرہ لوگوں کو دم دھاگا دیتے ہیں

کہ ہم کاشی سے رامیشر جی کو جاتے ہیں، یا رامیشر سے کاشی کو لوٹتے ہیں۔ اگرچہ اب تلک گیرائی اِس قوم کی مطلقاً نہیں ہوئی، لیکن محکمہ جاتِ دکن میں سراغ ان کا اکثر پایا گیا ہے۔ یقین ہے عنقریب کپتان پاترک الکزنڈر و فلس صاحب بہادر بہ استصواب خدایگانی کے تدبیر و تدارک اُن کی دار و گیر کا بھی فرماویں گے۔

تَیَّے: بایاے مثناۃِ تحتانی اوّل مشدد و ثانی مجہول، اوکڑیے ٹھگ اپنی کوئی چیز کو کہتے ہیں، جس کا ترجمہ خویش یا خود ہے۔

تَیِّے اینڑ: اوکڑیے ٹھگ اپنی جورو کو کہتے ہیں۔ کیوں کہ "تیّے" بہ معنی اپنا، و "اینڑ" بہ معنی عورت۔

## ہندی[1] ٹ کا باب چھپّن[56] لغت کا

ٹاپ: روٹی۔

ٹاڑیا: اشرفی۔

ٹانکی دینا: کچھ رات رہے سے مسافر کو کوچ کے واسطے ترغیب دینا۔ جس کو جنوبی ٹھگ "جھانجھی دینا" کہتے ہیں۔

ٹاوڑی: روٹی۔

ٹبار، یا ٹپار: رازجوئی و سُراغ گیری کسی کی، کہ کہاں سے آیا اور کہاں جاوے گا۔

ٹبارنا، یا ٹپارنا: ٹبار یا ٹپار کا مصدر ہے۔

ٹباے ڈالنا: پھانسی دے کر مارنا۔

ٹباے ناکھبو: یعنے پھانسی دے کر ہلاک کرو۔ یہ صیغہ جمع امرِ حاضر کا ہے مصدر "ٹباے ناکھنا" میں سے۔

---

1. مخطوطہ: "ٹے کا باب، جس میں اکتیس لغت ہیں"۔ یعنی مولف نے نظرثانی میں اِس حرف کے تحت پچیس[25] الفاظ کا اضافہ کیا ہے۔ رسالۂ فارسی میں چوبیس[24] لفظ ہیں۔ رماسیانا میں ت اور ٹ کے الفاظ ایک باب میں T کے ذیل میں ہیں اور اِس باب میں کل ساٹھ[60] لفظ ہیں۔

ٹبارے ناکھنا: پھانسی دے کر مارنا۔

ٹپانا:[1] مُسافر کو راہ چھوڑ کر لے جانا۔

ٹپّل: پیادہ روی کی راہ کو کہتے ہیں، کہ سڑک چھوڑ کر، دَم دھاگے دے کر، مسافر کو مارنے لے جاویں۔ زبان دکھنی و براڑی و ہندوستانی ٹھگوں کی ہے۔ اِسی کو ٹبول، یا ٹپول بھی کہتے ہیں۔ اور او کڑیئے ٹھگ بی بُو کہتے ہیں۔

ٹبول، یا ٹپول: باواوِ مجہول، خواہ مشدّد، بہ معنی ٹپّل، کہ بیان ہوا۔

ٹپّنا، یا ٹپ جانا: راہ چھوڑ، بے راہ مسافر کو لے کر، خواہ خالی جانا۔

ٹڑھیا: تھیچہ۔

ٹکنا، یا ٹک جانا:[2] مرنا، یا مر جانا۔

ٹلہا: ٹھگ لوگ اپنے جاسوس و خبر رساں کو کہتے ہیں۔

ٹلہائی: جاسوسی و خبر رسانی۔

ٹِنّا:[3] لڑکا۔

ٹِنوا: لڑکا۔

ٹُولکنا، یا ٹُولک رہنا:[4] سُونا، یا سو رہنا۔

ٹُوم: اچّھی چیز، یا اچھا مال۔

ٹُونا: ٹھگوں کا مکر و فریب۔

ٹھاکر: بڑے اُلّو کی آواز کے شگون کو کہتے ہیں۔ اِس کی آواز تین طرح پر سُننے میں آتی ہے۔ ایک تو "گھو، گھو" کر کے بولتا ہے۔ اِسی کو ٹھاکر کہتے ہیں۔ ٹھِباو، پِلہاو اُس کا بہ دستور

---

[1] اصطلاحات: ٹپانا۔

[2] اصطلاحات: "ٹکلگنا: ٹھگوں کی اصطلاح۔ مراد: سو جانا، نیند آجانا، مر جانا"۔

[3] اصطلاحات: "ٹِلوا، ٹِنوا: مذکر، ٹِنا: کم سن بچہ۔ یعنی پانچ سال کی عمر سے کم کا بچہ"۔

[4] محض احتیاطاً یہ وضاحت کی جاتی ہے کہ مخطوطے اور مصطلحات میں دونوں جگہ "ٹو" کے واو پر علامتِ مجہول موجود ہے؟ ٹُولکنا، ٹُولک رہنا۔

ہے۔ اور دوسرے ٹھُے کی آواز، "گوگو" کر کے بولتا ہے۔ اُس کو "گوگویا" بولتے ہیں۔ اگر کوچ کرتے وقت کسی طرف سے یہ آواز سنائی دیوے؛ تو روانگی کو بُرا اور مقام کو بھلا سمجھیں۔ اور اگر منزل پر حالت مقام میں یہ آواز سُنیں؛ تو کوچ کرنا بہتر، اور مقام کرنا بُرا سمجھیں۔ اور اگر چلتے میں شگون گوگویا کا داہنی طرف سے ہووے؛ تو تھوڑی دور چل کے مقام کرنا بہتر جانیں اور سمجھیں کہ نزدیک رہ جانے میں کوئی مسافر مال دار ہاتھ لگے گا، اور جانے میں کچھ قباحت میں پھنسیں گے۔ اور اگر حالتِ کوچ میں بائیں طرف سے یہ شگون ہوئے؛ تو دور چلنے کو اچھا، اور نزدیک رہنے کو بُرا جانیں۔ اور تیسری آواز "گوگو" کر کے سنائی دیتی ہے، اُس کو گرّا کہتے ہیں۔ شگون گرّا کا اور گوگویا کا یکساں ہے۔ باقی حال پتوری میں بیان ہوا۔

ٹھِیانا: مسافر کو مقتل کی جگہ پر ٹھانے کو کہتے ہیں۔ اور کبھی مقام، خواہ دوسری جگہ ٹھانے کو بھی کہتے ہیں۔ اور اوکڑیوں کی زبان میں "ٹھِیانا" دینے کو کہتے ہیں۔

ٹھِیاو[1]: جو شگون کہ داہنی طرف سے ہووے۔ بیان اُس کا پاہاو میں مشروحاً ہو چکا۔

ٹھِیُنا: مسافر کا بیٹھنا، خواہ مقام کرنا۔

ٹھولا: تھانا، یعنی پولیس۔

ٹھینگا: دکھنی اور تلنگانی ٹھگ تلوار کو کہتے ہیں۔

ٹیپ: جو روشنی کہ مسافر کے قتل یا جایداد کے جائزہ لینے کے وقت جلاویں۔

ٹیکلا: اُس چیز کو کہتے ہیں کہ کسی واردات اور کسی جگہ کی شناخت کی ہووے، تو کہیں گے کہ یہ چیز فلانے شہر کی ٹیکلا ہے، یعنی فلانے شہر میں پہچانے جانے کے لائق ہے، وہاں نہ لے جانا چاہیے۔ زبان دکھنی ٹھگوں کی ہے۔

ٹیکلا پڑنا: دکھنی ٹھگوں کی اصطلاح میں واردات کی کوئی چیز پہچانی جانا، جس کو ہندوستانی ٹھگ پرتا پڑنا کہتے ہیں۔

ٹیل: جو شخص ٹھگوں کی جاسوسی کرے کہ یہ کون ہیں، نظر میں رکھنا چاہیے۔

---

[1] مخطوطے میں "ٹھیاو" ہے، مگر یہ درست نہیں۔ صحیح لفظ "ٹھِباو" ہے، یہ "ٹھِبانا" سے بنا ہے۔ [دیکھیے "پلّو دینا"]۔

## لُغاتِ جدید

ٹاگنا: جمالدیوں کی زبان میں کھانا یا پینا۔

ٹان دینا: اوکڑیئوں کی زبان میں بہ معنی چوکی دینا، یعنے نگہبانی کرنا۔

ٹانڑھی: اور کڑیئے ٹھگ طلا و اشرفی کو کہتے ہیں، لیکن طلا کو حقیقتاً، و اشرفی کو اِس خیال سے کہ آخر وہ بھی طلا ہے۔

ٹانڑھی بیدِیت: اوکڑیئوں کی زبان میں بہ معنی اشرفی، کیوں کہ "ٹانڑھی" سُونا، و "بیدِیت" روپیہ؛ یعنے سونے کا روپیہ۔

ٹانڑھی کا گَنّدیلی: اوکڑیئے ٹھگ نتھ کو کہتے ہیں، جس کو جمالدی "سونگھنی" اپنی زبانِ مصطلحہ میں بولتے ہیں؛ کیوں کہ "ٹانڑھی" سُونا، و "گنّدِلی" ناک۔

ٹِپاک آنا: دکھنی ٹھگ دیکھ آنے کو کہتے ہیں۔

ٹِپ ٹِپوا: جمالدی ٹھگ چھپکلی کی آواز کو کہتے ہیں، جس کو ہندوستانی ٹھگ بارہ متی بولتے ہیں۔ مفصّل کیفیت اس کی بارہ متی میں ملاحظہ کی جاوے۔

ٹِڑھوی: جَمالدی ٹھگ بچھو، یعنے کژدم کو کہتے ہیں۔

ٹِڑیا: اوکڑیئے ٹھگ ٹانڑھی، یعنے سونے کو کہتے ہیں۔ ہندوستانی ٹھگ اِسی کو سِیا بولتے ہیں۔

ٹِڑیا لاپتا: اکڑیئے ٹھگ سُنار کو کہتے ہیں؛ کیوں کہ "ٹِڑیا" سونا و "لاپتا" آدمی۔ اِسی خیال سے صرّاف کو بھی کہتے ہیں۔

ٹگوچنا: جمالدیوں کی زبان میں بہ معنی "ٹاگنا" کہ بیان ہو چکا۔

ٹوہَنتی: جمالدیوں کی زبان میں شام کو کہتے ہیں۔

ٹھرگنوا: جمالدیوں کی زبان میں بہ معنی کھرکنیا، کہ معنی اُس کے دہنیا میں بیان ہو چکے۔

ٹھک ٹھکیا: جمالدی ٹھگ لُہار کو کہتے ہیں۔

ٹھپاونا: اوکڑیئے ٹھگ دکھانے کو کہتے ہیں۔

ٹیپ اَونا: اوکڑیوں کی زبان: دیکھ آنا۔

ٹیپ لینا: زبانِ مذکور میں: دیکھ لینا۔

ٹیپی: جمالدیوں کی زبان میں بہ معنی ٹیپ، یعنے روشنی۔

ٹیڑھا: جمالدیوں کی زبان میں بہ معنی ڑھیا، یعنے قُچہ۔

ٹینگا: اوکڑیے ٹھگ تکنی، یعنے آنکھ کو کہتے ہیں۔

ٹینگا گھیڑوا: اوکڑیوں کی زبان میں اندھا یا کانا۔ کیوں کہ "ٹینگا" آنکھ، "گھیڑوا" خراب۔

ٹینگا جھوراونا: اوکڑیوں کی زبان میں: رُونا۔ کیوں کہ "ٹینگا" آنکھ، "جھوراونا" غالب ہے کہ حرکت دینا یا گیلا کرنا کے معنے ہوویں؛ لیکن ٹھگ لوگ بیان نہیں کر سکتے، بلکہ کہتے ہیں کہ "جھوروانا" ایک لفظ ہے کہ اِسی مقام پر بولتے ہیں، خالی کسی جگہ مستعمل نہیں۔

ٹینوا: اوکڑیے ٹھگ چوکیدار کو کہتے ہیں۔

# تازی جیم کا باب اسّی[۸] لغت[۱] کا

جانگڑا:[۲] دکھنی ٹھگ راجپوت کو کہتے ہیں۔

جِتائی:[۳] حاصل بالمصدر ہے جِتائی پر جانا کا، جس کا بیان نیچے ہوگا۔

جِتائی پر جانا: ٹھگی کے سفر کو نکلنا۔ جب ٹھگ لوگ اپنے گھر سے دو چار یا دس بیس جمع ہو کر

---

۱۔ مخطوطہ: "جیم کا باب جس میں بتّیس[۳۲] لغت ہیں"۔ یعنی نظرِ ثانی میں اِس حرف کے ذیل میں اڑتالیس[۴۸] الفاظ کا اضافہ کیا گیا۔ رسالہ فارسی میں اِس باب میں پچّیس[۲۵] لفظ ہیں اور رماسیانا میں اٹھائیس[۲۸] الفاظ ہیں۔

۲۔ اصطلاحات: "جانگڑا (مذکر) دکھنی ٹھگوں کی اصطلاح، مراد طاقتور، محنتی اور ہمّت والا۔ عام طور سے راجپوت کو کہتے ہیں"۔

۳۔ اصطلاحات: "ٹھگی کے لیے سفر کو روانگی، جس میں جیت کر آنے، یعنی کامیابی کا بھروسا ہو"۔

ارادہ سفر پر جانے کا کریں؛ تو پہلے ایک ہوشیار پنڈت کو، جو اُن کا قدیم ہووے، بُلاویں۔ اور ایک کمبل بچھا کر، جمعدار جو سرگروہ ہووے، وہ چار اصیل ٹھگوں سمیت اُس پر بیٹھے، اور پنڈت کو بھی اُسی کمبل پر بٹھاویں۔ باقی سب ٹھگ فرش کے گرد زمین پر بیٹھیں۔ اور ایک تھالی میں چانول یا گیہوں یا اور کوئی غلہ جس قدر جی چاہے، دو پیسے اُس پر رکھ کے، بہ طور دچھنا کے پنڈت کے روبرو رکھیں۔ پھر جمعدار اُس سے پوچھے کے اِس مہینے میں سفر کی خاطر کون کون تاریخ اچھی ہے۔ وہ پنڈت غورت و تامّل سے پوتھی کو ملاحظہ کر کے بیان کرے کہ فُلانی فُلانی تاریخ کا فُلانا فُلانا وقت، فُلانی فُلانی طرف جانے کے واسطے سازوار ہے۔

اور اگر اتفاقاً پنڈت کی تجویز میں اُس جمعدار کے نام پر سفر اُس مہینے میں مناسب نہ ہووے؛ اُس جمعدار کے اقرباؤں میں سے جو کامل ہووے، کسی کو نام زد کرلیویں اور اُس کے نام پر سفر کریں۔ پس جمعدار، یا جس کے نام پر سفر نکلے، وہ ایک پیتل یا تانبے کے لوٹے میں پانی بھر کر، داہنے ہاتھ میں لٹکالیوے، اور بائیں ہاتھ میں ایک سوتی نئے رومال میں پانچ گرہ ہلدی اور دو[2] پیسے اور ایک روپیہ اور ایک کسی، یعنی کدال لپیٹ کے چھاتی یا پیٹ سے لگائے؛ بستی کے باہر، جہاں پنڈت نے بتلایا ہووے، جاوے۔ اور بعضے بعضے ٹھگ بھی جن کا دل چاہے، اُس کے پیچھے پیچھے جاویں۔

پس کسی کھیت یا باغچے[1] میں، جس طرف جانے کا ارادہ ہووے، جمعدار وغیرہ کھڑے ہوویں اور دیبی کی جناب میں کمال خضوع و خشوع سے جمعدار التجا کرے کہ یاد یبی مائی! اگر ہمارے واسطے اِس سفر میں بہتری ہووے، تو ہمارا ہاتھ پکڑ اور پلہاو کا شگون ہم کو دے۔ اور ساتھ والے بھی سب ٹھگ ہندو، مسلمان دیبی کی استت[2] کر کے یہی دُعا مانگتے ہیں۔

پس اگر شگون پلہاو کا، یعنے بائیں طرف سے ہوا، تو بہتر۔ اور اگر پلہاو کے بعد شگون ٹھباو کا، یعنی داہنی طرف کا بھی ہوا، تو اَور بھی اچھا۔ پس جمعدار فوراً پانی کے لوٹے کو زمین پر دھر دیوے، اور ہلدی اور روپیہ اور پیسے بہ طور امانت کے اپنے پاس

---

1. مخطوطے میں یہی ہے اور اُسی کو برقرار رکھا گیا ہے [یعنی "باغیچے" لکھنا ضروری نہیں سمجھا گیا]۔
2. "اِستت: حمد و ثنا پر مشتمل گیت اور گانا۔ منتر جو پرستش کی غرض سے پڑھا یا گایا جائے......" (اردو لغت)۔

رکھے، کہ بعد سفر سے معاودت کرنے کے کسی برہمن کو دیتے ہیں۔ اور بعضے ٹھگوں کا قول یہ ہے کہ اگر اُس سفر میں روکڑ، یا بہت سا مال ملے اور سفر اچھی طرح کٹے، تو روپیہ، ہلدی وغیرہ چیزوں کو برہمن کو نہیں دیتے، بلکہ برکت کے واسطے مدّتوں اپنے پاس رکھتے ہیں اور ہر سفر میں شگون لینے کے وقت ہمراہ لے جاتے ہیں۔

الغرض بعد اچھا شگون پانے کے، جمعدار وہیں شگون گاہ میں قیام کرے اور سات قدم بھی وہاں سے نہ سرکے، اور ٹھگ اُس کی خاطر کھانا پینا، اوڑھنا بچھونا پہنچا دیویں، اور جھٹ پٹ سامان سفر کا تیار کر کے اُس کے پاس حاضر ہوویں، اور سب مل کر چل دیویں۔ لیکن شرط ہے کہ جس طرف کے سفر کو نجوم میں نکلا ہووے، چند قدم چل کر، پھر جس طرف چاہیں جاویں۔

پھر اُس دن جب کسی منزل پر پہنچیں، تب بھی شگون لیویں۔ اگر منزل پر اُترتے وقت شگون داہنی طرف سے ہوا، تو واہ واہ۔ اور اگر اُس کے پیچھے بائیں طرف سے بھی ہوا، تو سُبحان اللہ! بعد اُس کے اگر ساری رات اچھی طرح گزری اور کسی طرح کی بدشگنی نہ ہوئی، تو وہاں سے چل کر تھوڑی دور پر، جہاں پانی ملے، بیٹھ کر تھوڑی تھوڑی چنے کی دال اور گُڑ، کہ جمعدار حسبِ دستور گھر سے لایا ہووے، کھاویں اور پانی پیویں۔ پس جب یہ دال کھا چکیں، تو سب کی خاطر جمع ہووے کہ اگر اب بدشگنی ہوگی، تو اپنے دستور کے موافق خیر و خیرات سے دور کرلیویں گے۔ کیوں کہ دال کھانے سے پیش تر اگر اُس ایک دن اور ایک رات میں کوئی بُرا شگون واقع ہووے؛ یا پِلہاو، ٹھِباو برخلاف مطلب کے وقوع میں آوے؛ یعنے گھر سے چلتے وقت پہلے ٹھِباو ہووے، یا منزل پر اُترتے وقت پہلے پِلہاو ہووے، تو سوائے گھر کو پھر جانے کے کچھ علاج نہیں۔ چار و ناچار گھر کو پھر جاویں۔ بعد اُس کے کسی اور تاریخ، جس میں پنڈت نے بتلایا ہووے، اِسی طرح گھر سے نکلیں۔ اگر ایک دن ایک رات تلک اچھے شگون حاصل ہوویں، اور کوئی فالِ بد ظاہر نہ ہووے، تو فہو المراد؛ نہیں تو پھر گھر کو پھر آویں۔

حاصل یہ کہ بغیر نیک شگون ملنے کے سفر نہ کریں۔ بلکہ اکثر ایسا ہوتا ہے کہ شگون نہ ملنے کے سبب سے مہینوں گھر سے نہیں نکلتے؛ کیوں کہ شگون کے مقدّمے میں

اُن کو بڑا ہی اعتقاد ہے۔ کہتے ہیں کہ بعضے مفلس ٹھگ، جو ناداری کے مارے بغیر رعایت شگون کے گھر سے چل نکلے، تو تباہی و پریشانی کے دام میں گرفتار ہوئے اور بھلا نہ ہوا۔

الغرض، جب سفر سے خیر و صلاح سے پھر کر گھر کو آویں، تو دو چار روپے اپنی توفیق کے موافق اُس پنڈت کو، جس نے تاریخ سفر کی بتائی تھی، دیویں۔ اور ارکاٹی اور تلنگانی ٹھگ جب گھر سے شگون لینے کی خاطر جاتے ہیں، تو اپنے ساتھ اپنے بڈھوں اور چھوکروں کو بھی ساتھ لے جاتے ہیں۔ جب شگون لے چکتے ہیں، تو چھوکروں اور بڈھوں کو گھر کو پھیر دیتے ہیں اور جوان زبردست سفر کو جاتے ہیں؛ مسافروں کو مار مار کے، جایداد بہ طور امانت کے، بعد مصرفِ ضروری، جمعدار کے یہاں بھیجتے جاتے ہیں۔ اور جب گھر کو آتے ہیں، تو حصہ سبھوں کا، جو جِتائی کے دن شگون لینے میں ہمراہ تھے، کر دیتے ہیں۔ باقی حال رَگنوتی میں بیان ہو گا۔[1]

جَکَرو: کُتے کو کہتے ہیں۔ اگر کُتے کو کان جھڑ جھڑاتے ہوئے دیکھیں؛ تو فالِ بد جان کر، جو ارادہ رکھتے ہوویں، باز آویں۔ اور اگر چاندنی رات کے وقت نظر پڑے کہ کُتا ہگ رہا ہے، تو چاندنی کی ڈھاب کہتے ہیں اور نہایت شوم جانتے ہیں۔ اور اگر کسی منزل سے کسی وقت ارادہ کوچ کا ہووے، اور کُتا ہگتے نظر پڑے، تو اُس کو مینخ کی ڈھاب بولتے ہیں۔ یعنے وہ شگون منع کرتا ہے کہ کوچ کے ارادے پر گھوڑے کی مینخ مت اُکھاڑو، کہ راہ میں کچھ خوف ہے، اُس دن مقام کرنا اچھا ہووے۔

اور اگر قریب شام کے کوچ، خواہ مقام میں کہیں نظر پڑے کہ کُتا ہگتا ہے، تو نیک فال جانیں اور یقین کریں کہ اِس ہفتے میں رُوکڑ ملے گی۔ اور کُتا جو ہگتے میں نظر پڑے، تو پلہاو، ٹھِباو اُس کا بہ دستور لیتے ہیں۔ اور اگر راہ چلتے میں کُتے کا گوہ بائیں طرف نظر پڑے، تو آگے جانے میں فائدہ اور پیچھے رہنے میں خوف جانیں۔ اور

---

[1] اصطلاحات میں اِس کے بعد ''جرگا'' کا اندراج ہے: ''جرگا، مذکر، ٹھگوں کی ٹولی یا جماعت۔ دیکھو ٹولی''۔ مگر ''ٹولی'' کے تحت اِسے ''چوروں کی اصطلاح'' لکھا گیا ہے۔ مصطلحات، رسالہ فارسی اور مخطوطے میں ''ٹولی'' یا ''جرگا'' موجود نہیں اور اِس سے یہ واضح طور پر معلوم ہوتا ہے کہ یہ ٹھگی کی اصطلاح نہیں۔

اگر داہنی طرف نظر پڑے، تو وہیں رہنا، یا کم دور پر چل کر رہنا مناسب جانیں کہ آگے چلنے میں کچھ قباحت ہو گی۔

اور جَکَو کو ٹھگوں کی اصطلاح میں ڈھوگو بھی کہتے ہیں اور جمالدی اور لودھا ٹھگ ٹھلا کہتے ہیں، لیکن شگون اُس کے بکنے کے سوا اور کچھ نہیں لیتے۔ یعنے اگر کوچ کے ارادے کے وقت گھر سے یا کسی منزل سے کُتا بکتا ہوا نظر پڑے، تو بد جانیں اور کوچ نہ کریں۔ باقی کا حال بکن ڈھاب میں ملاحظہ کیا جاوے۔

**جَل کاگرا:** پہاڑی کوّے کی آواز کے شگون کو کہتے ہیں کہ کسی درخت پر بیٹھا ہوا بولے اور اُس کی نظر کے رو بہ رو کچھ دریا، ندی وغیرہ ہووے، نہایت مبارک جانتے ہیں۔ بیان اُس کا مشروحاً کاگرا میں ہو گا۔

**جَاُنہر:** سارس کی آواز کے شگون کو کہتے ہیں۔ اگر سفر کو کوچ کرتے وقت پہلے اُس کا پِلہاو اور بعد اُس کے ٹھِباو ہووے؛ اور بعد اُس کے منزل پر اُترتے وقت پہلے اُس آواز کا ٹھِباو اور بعد اُس کے پلہاو ہووے، تو ٹھگ لوگ خوشی کے مارے کپڑوں میں نہ سماویں اور یقین جانیں کہ موتی یا جواہرات ہاتھ لگیں گے۔ اور جَاُنہر کو گوڑاری بھی کہتے ہیں۔ باقی کا حال جَبَن اور کَنجل[1] میں مرقوم ہو گا۔

**جُمالدی:** ٹھگوں کی ایک قوم ہے کہ قوم اُن کی پٹھان ہے۔ علاقہ جاتِ مُلکِ اودھ میں اُن کی سکونت بیش تر ہے۔ کیوں کہ جب ٹھگ دلّی سے نکالے گئے تھے، جیسا کہ لفظ اَگریا میں بیان ہوا، تو یہ قوم ملکِ اودھ میں جا کر رہنے لگی تھی۔ قیاساً ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اُن کے بزرگوں میں سے کسی کا نام جمال الدّین ہو گا، کہ یہ قوم اُس کے نام سے مشہور ہوئی۔ فنِ ٹھگی میں نہایت پکے ہوتے ہیں، یہاں تک کہ اپنا پیشہ اور بھید اپنی جورو، لڑکوں سے بھی ظاہر نہیں کرتے، اور لڑکوں کو ساتھ نہیں لے جاتے۔ اور اُن کا دستور ہے کہ جن ٹھگوں کو نگہبانی کی خاطر چھوڑ جاتے ہیں، اُن کا بھی حصہ رکھتے جاتے ہیں۔

اور جو ٹھگ جمالدی کہ علاقہ اودھ سے برخاست ہو کر پورب کو گئے اور ترہت علاقہ راج دربھنگا میں جا کر رہنے لگے، اُن کو لودھا کہتے ہیں۔ دونوں ایک ہی قوم

---

[1] مخطوطے میں یہاں کنج ہے، مگر کاف کے باب میں کنجل ہے، اِسی بنا پر یہاں بھی کنجل لکھا گیا ہے۔

ہیں۔ اکثر معتبر گوئندوں کی زبانی، کہ قوم جمالدی سے ہیں، دریافت ہوا اور انھوں نے اپنے باپ دادا کی زبانی، کہ کُہن سال تھے، روایت کی کہ جب کسی بادشاہ کے حکم سے سب ٹھگ دلّی سے نکالے گئے تھے، تو قوم جمالدی بھی اور ٹھگوں کے ساتھ چند مدّت اِدھر اُدھر بسر کر کے، آخر کو قصبہ تلوئی علاقہ بیسوارا ضلع لکھنؤ میں جاکر قریب سات سَو گھر کے آباد ہوئے۔ وہاں کے راجہ کو، جس کا نام متحقق نہیں، غنائمِ ٹھگی سے اکثر چیزیں بہ طریق نذر، بھینٹ، تحفہ تحائف کے دیا کرتے اور اُس کی پناہ میں رہتے۔

چند مدّت یونہیں گزری۔ آخر کو راجہ کے بعض اقاربوں نے، کہ اُس کے حق میں مثلِ عقارب تھے، ٹھگوں کی پناہ دہی کا حال حاکمِ وقت تک پہنچایا، کہ راجہ مذکور کو سوائے اخراج کے چارہ نہ ہوا۔ یہ قوم قصبہ تلوئی سے آوارہ و سرگشتہ ہو کر، جس کا جہاں سینگ سمایا، جا بسے۔ اکثر ٹھگ اِس قوم کے پورب کو چلے گئے اور راج در بھنگا وغیرہ ملکِ ترہت میں جاکر سکونت اختیار کی۔ اور وہاں جاکر اُن کا لقب لودھا پڑا۔ اور جو کہ گورکھ پور وغیرہ علاقہ جاتِ اودھ میں رہے، اُن کا لقب وہی جمالدی کا جمالدی رہا۔

القصہ بعد کتنی مدّت کے نوّاب آصف الدّولہ مرحوم کے عہد میں بعضے جمالدی گورکھ پور آکر موضع ناوی پرگنہ جگدیس پور علاقہ لکھنؤ میں رہنے لگے۔ اُس وقت میں بابو بلونڈ خاں، ناوی مذکور کا حاکم تھا، جس کا پوتا بابو اللہ بخش خاں جگدیس پور میں ہنوز حیّ القائم ہے؛ وہ بابو بلونڈ خاں طمعِ دنیا سے بہ ہر نمط ٹھگوں کا حامی و مددگار رہتا۔ یہاں تک کہ پانچ چھے گھروں سے چالیس پچاس گھر ناوی مذکور میں جمالدی ٹھگوں کے ہوگئے، اور آوازہ اُن کی بود و باش کا چاروں طرف پہنچا۔ حاکمِ وقت کا فرمان ٹھگوں کے اخراج کے حکم سے خانِ مذکور کو پہنچا۔ سوائے تعمیل کے کیا چارہ تھا۔

جب وہاں سے نکالے گئے تو دیہاتِ گرد و نواح میں جیسے کوٹ دئی، گھٹولی، دلّی کا پوروا، بھوَل مئو علاقہ جاتِ ڈیوڑھی ہندو سنگھ، وردولی پرگنہ دریا آباد، و دریا آباد خاص و بندولی پرگنہ ہلیاپور، و پالا ہردوئی و نصیر آباد و پھولڑی علاقہ راجہ شنکر سنگھ وغیرہ مقاماتِ علاقہ اودھ میں رہنے بسنے لگے۔ چناں چہ اکثر ٹھگ قومِ مذکور کے

جاہائے مسطورہ سے حسبِ نشان دہی گویندوں کی بہ دفعات گرفتار ہو ہو کر محکمۂ کپتان جمس پاٹن صاحب بہادر اسسٹنٹ رزیڈنس لکھنؤ میں گرفتار ہوئے۔ اب بھی کہیں کہیں چھپے لگے ہوں گے۔ اَلعلمُ عنداللہ۔ باقی حال اَگریا میں بیان ہوا۔

جنگ جُوڑ راجہ[1]: بڑاڑی ٹھگوں کی زبان میں دو[2] اُلّوؤں کی آواز کے شگون کو کہتے ہیں کہ دو طرف سے مقابل بولیں۔ بڑاڑی ٹھگ اِس شگون کو بہت بد جانتے ہیں اور اِس کے ہونے سے ترکِ سفر کرتے ہیں۔ باقی کا حال مشروحاً پتوری و ٹھاکر میں دیکھا جاوے۔

جِوالو[2]: اُس کو کہتے ہیں کہ ٹھگ اپنی دانست میں اُسے ہلاک کر چکے ہوویں اور وہ قدرے زندہ ہو۔

جھانُور[3]: بڑاڑی ٹھگوں کی زبان میں مسلمان کو کہتے ہیں، اور جمالدی اور لودھا کی زبان میں کانُور کو کہتے ہیں، جس میں کانُورِھی تیرتھ کا پانی لے جاتے ہیں۔

جھِرنی دینا[4]: مسافر کے مارنے کا اشارہ کرنا۔ جو الفاظ کہ جھِرنی دینے کے واسطے مقرّر ہیں، اکثر لفظ بھٹوتی میں بیان ہوئے۔

جھڑاون[5] ہو، یا ہو جاؤ: یعنے بھاگ جاؤ۔

جھڑ جانا: بھاگ جانا۔

جھڑ جاؤ: یعنے بھاگ جاؤ۔

جھڑوا[6]: یہ نام لینا، اشارہ ہے بھاگ جانے کے واسطے۔ یعنے بھاگ جاؤ، نہیں تو گرفتار ہو گے۔

---

۱ اصطلاحات: جنگ جوڑا۔

۲ اصطلاحات: جِوالو۔ جِیالو۔ مصطلحات میں "جیالو" اِسی معنی میں آگے آیا ہے۔

۳ اصطلاحات: جھانور، جھانورا۔

۴ اصطلاحات: جھِرنی، جھونی۔

۵ اصطلاحات: "جھڑاون (مونث): موقعِ واردات سے ٹھگوں کی فراری۔ (جانا) موقعِ واردات سے بھاگ جانا"۔

۶ اصطلاحات: جھڑاوا۔

جھڑوِے خاں[1]: وہی معنی ہیں جو جھڑوا میں بیان ہوا۔

جھڑوِے سنگھ[2]: وہی معنی ہیں جو جھڑوا میں بیان ہوا۔

جھَلَّڑ[3]: پیٹ، یعنی شکم۔

جھمانتا: جان پہچان (کا) آدمی۔

جھَمانا[4] یا جھمان لینا: پہچاننا یا پہچان لینا۔ اور کسی چیز کے چھپانے کو بھی کہتے ہیں۔

جھَواڑ خاں: ایک نام ہے بہ طور اشارے کے، کہ جب ٹھگوں کا خبر رساں، جس کو ٹانہا کہتے ہیں، دیکھے کہ کوئی آتا ہے، تو پکار کر یہ نام لیوے۔ ٹھگ لوگ جان جاویں کہ کوئی آتا ہے، جھٹ پٹ مسافر کی لاش یا اُس کا مال، جو کچھ چھپانے کے لے لائق ہو، چھپا دیویں۔

جھَواڑ دینا: چھپا دینا۔

جھَواڑ لینا: چھپا لینا۔

جھَواڑنا: چھپانا۔

جھوسا: کم زور اور دُبلے مسافر کو کہتے ہیں جس کا مارنا کچھ مشکل نہ ہووے۔ اور مفلس و نادار و ناچیز ٹھگ یا مسافر کو بھی کہتے ہیں، کہ اِن صفتوں کے ساتھ دُبلا پتلا بھی ہووے۔ اور چھوٹے گانو کو بھی جھوسا کہتے ہیں۔

جھونْڑا نایک[5]: ٹھگوں کے پیر و مرشد کا نام ہے کہ ذات اُس کی ہتار تھی، مذہب مسلمان اور رہنے والا ملتان کا تھا۔ اور اُس کا ایک شاگرد تھا کوُدک بنواری، قوم کا لودھی؛ دونوں مل کر ٹھگی کیا کرتے تھے۔ اتفاقاً ایک دن راہ میں جھونڑا نایک پاخانہ پھرنے

---

[1] رماسیانا: جھرواخاں۔

[2] رماسیانا: جھڑواسنگھ۔

[3] اصطلاحات: ''جھلرا، جھلّو...... شمالی ہند کے ٹھگوں کی اصطلاح''۔

[4] اصطلاحات: جھمانا۔

[5] اصطلاحات: ''جھونڑا نائک: سندھی ٹھگوں کا گرو، جس کا نام دیبی کی پوجا میں لیا جاتا ہے''۔

کو گیا اور کودک بنواری گندرگاہ پر بیٹھا تھا کہ دو[۲] شخص رُوکڑیے ایک لاکھ بتیس ہزار روپے خچر پر لادے وارِدِ وقت ہوئے۔ کودک بنواری نے اُن کو دم دلا سادے کر یہاں تلک ٹھہرایا کہ جھونڑا نایک بھی فارغ ہو کر آیا اور دونوں نے مل کر اُن رُوکڑیوں کو مار کر، روپے اُن کے لے لیے۔ تب جھونڑا نایک نے کودک بنواری سے کہا کہ مانگ مجھ سے جو کچھ مانگنا ہو۔ اور اگر تو کہے تو میں تجھ کو جمعدار ٹھگوں کا کروں۔ بنواری نے کہا کہ میری آرزو یہ ہے کہ میرا نام تمھارے نام کے ساتھ جاری رہے۔ پس نایک مذکور نے ملک ملک کے ٹھگوں کو بُلایا اور اُن روپوں کا حصہ سب کو برابر بانٹ دیا۔ بعد اُس کے سب ٹھگوں سے التماس کیا کہ میں تم سے اُمّید رکھتا ہوں کہ آج سے دیبی کی تپُونی میں نام میرا اور کودک بنواری کا لیا کرو۔ اور جب میں مر جاؤں، تو تمھارے لڑکے بالے مجھ کو اور بنواری کو دیبی کی پرستش میں شریک کیا کریں۔ سب ٹھگوں نے دل سے قبول کیا اور قول دیا۔ تب سے ٹھگوں میں یہ رسم جاری ہے کہ تپُونی کرنے میں جھونڑا نایک اور کودک بنواری کا نام لیتے ہیں، جیسا کہ لفظ تپُونی میں بیان ہوا۔ اور جھونڑا نایک کا عہد کسی معتبر ٹھگ کی زبانی راقم اِس رسالے کو دریافت نہیں ہوا، اِس واسطے نہ لکھا۔

جھیر ڈالنا: سوسیا ٹھگوں کی زبان میں بھتَوتی کرنے کو کہتے ہیں۔

جھیرنا: سوسیا ٹھگوں کی اصطلاح میں مسافر کو ہلاک کرنا۔

جھیرنا کُھلنا: موافق جھیرنا کے ہے کہ بیان ہو چکا۔

جھیما: مُلتانیوں کی زبان میں پیٹ، یعنی شکم کو کہتے ہیں، جس کو ہندوستانی ٹھگ جھَلّڑ یا ڈھیما کہتے ہیں۔

جِیالُو: جِوالُو کو کہتے ہیں کہ بیان ہو چکا۔

جیتنا: یعنی دِتائی پر جانا، جیسا کہ بیان ہو چکا۔

## لُغاتِ جدید

جُبڑاپُو: اوکڑیئوں کی زبان میں بہ معنی سڑک۔ کیوں کہ "جُبڑن" بہ معنی رسّی، و "پُو" بہ معنی راستہ۔ پس گویا رسّی پڑا ہوا راستہ۔

**جُھبڑانا**: اوکڑیٹوں کی زبان میں بہ معنی باندھنا، خواہ آدمی کو یا کسی چیز بست کو، مثل پگڑی یا گرہ وغیرہ کے۔

**جُھبڑن**: رسّی۔ زبان اوکڑیٹی ہے۔

**جیّن**: اوکڑیٹے ٹھگ سارس کی بولی کے شگون کو کہتے ہیں۔ اگر داہنی طرف بولے، تو بہتر۔ اور اگر بائیں بولے، تو منحوس جانیں۔ باقی حال اِس کا جانُہر و کنج میں دیکھا جاوے۔

**جڑُن**: بہ زبانِ اوکڑیٹی ہمیانی، خواہ بٹوا وغیرہ۔

**جگ چادینا**: جگانا۔ زبان جمالدی ہے۔

**جَل سُتی**: اوکڑیٹے ٹھگ بال کو کہتے ہیں۔

**جَل سُتی گھرڑا**: ٹھگانِ مذکور نائی کو کہتے ہیں۔ کیوں کہ "جَل سُتی" بال، و "گھرڑانا" کاٹنا۔

**جُوکلا**: سوسیا ٹھگ گتے کو کہتے ہیں۔ تشریح اُس کے شگون کی جگہ میں دیکھی جاوے۔

**جُوگی**: ٹھگوں کی ایک قوم ہے کہ مذہب اُن کا ہندو ہے۔ بیش تر سکونت اُن کی نواحِ قصبہ نپانی و حیدر آباد میں ہے۔ اکثر معتبر گویندوں کی زبانی دریافت ہوا کہ یہ قوم قدیم ٹھگ ہیں، اور فنِ ٹھگی میں نہایت پکے ہیں، بھید اپنا دوسری قوم کے ٹھگوں سے بھی ظاہر نہیں کرتے، بلکہ کسی اور قوم کے ٹھگ کے پاس نہیں پھٹکتے۔ اور ٹھگوں کو کچا جانتے ہیں۔ زبانِ مصطلحۂ ٹھگی اُن کی علاحدہ ہے۔ یہ قوم جوگیوں کے بھیس میں ٹھگی کرتے ہیں، اور کن پھٹے جوگیوں کی طرح کانوں میں کُنڈل ڈالے رہتے ہیں۔ دستور پھانسی زنی کا اور اعتقاد دیبی کا بہ دستور اَور ٹھگوں کے رکھتے ہیں۔ اور بھینسوں پر بڑے بڑے جھولے لاد کر، اُس پر کنگھی، سوئی، پوت وغیرہ چیزیں بساطیوں کی طرح بیچنے کو لیے پڑے پھرتے ہیں۔

اب تک گیرائی اِس قوم کے ٹھگوں کی وقوع میں نہیں آئی۔ اب کر کے حال اِن ٹھگوں کا کھلتا چلا ہے، چناں چہ لفٹنٹ بروس صاحب بہادر اسسٹنٹ صاحب جنرل سپرنٹنڈنٹ بہادر مقامی دھارواڑ نے ایک اظہار سید خاں گوئندہ ولد اسماعیل صاحب مسلمان کا مشروحاً ٹھگانِ مذکوروں کی کیفیت میں بہ ذریعۂ روبکار مورّخہ تیئیسویں تاریخ اگست ۱۸۳۷ عیسوی کے محکمۂ خداوندی میں بھیجا ہے۔ اِس

رسالے کے راقم نے بہ موجب حکم خداوندِ نعمت کپتان رَلس صاحب بہادر کے، کیفیت اُن کی ٹھگی کی گویندگانِ شولاپور و حیدر آباد دکن سے پوچھی۔ بیس گویندوں سے اُن کے واقف کار نکلے۔ حال اُن کے جو کچھ مشروحاً بہ تفصیل بیان کیے؛ اگر سب لکھے جاویں، بات کو طوالت ہو جاوے۔ اِس واسطے اِسی قدر پر اکتفا کیا۔

جھال ہونا: اوکڑیئوں کی زبان میں شوروغل ہونا، یا لاش کھل جانا۔

جھامان بڑاڑ: کرناٹکی ٹھگ دن کے وقت دو بلّیوں کے لڑنے کے شگون کو کہتے ہیں، جسے ہندوستانی ٹھگ دھاموں کی مانج کہتے ہیں۔ بیان اس کا اَگاسی بڑاڑ میں ملاحظہ کیا جاوے۔

جھانّجھی دینا: مسافر کو جگانا کوچ کی خاطر۔ اِسی کو ہندوستانی ٹھگ ٹانکی دینا کہتے ہیں۔

جھان دینا: اوکڑیئوں کی زبان میں بہ معنی چوری کرنا عموماً۔

جھانّوتا: اوکڑیئے ٹھگ اکثر اطلاق اس کا مور، یعنے طاؤس پر کرتے ہیں، اور ہر ایک قسم کی چڑیا کو بھی کہتے ہیں۔

جھانّولی: اصطلاحِ سوسیا میں آنکھ کو کہتے ہیں۔

جھَٹیا: اوکڑیئوں کی زبان میں مرغی کو کہتے ہیں، نر ہو یا مادہ۔

جھَرام: جمالدی ٹھگ بیمار کو کہتے ہیں۔

جھَرامی: جمالدی ٹھگ بیماری کو کہتے ہیں۔ اور بعضے کہتے ہیں کہ بہت بیمار کو کہتے ہیں۔

جھَراؤ (ءو): ڈرپونکنے ٹھگ کو جمالدی ٹھگ کہتے ہیں، کہ پہلی دفعہ ٹھگی پر گیا ہووے اور مسافروں یا مقتول کو دیکھ کر خوف کرے۔

جھِرتئیا: جمالدی ٹھگوں کی اصطلاح میں نچنییے چھوکرے کو کہتے ہیں، جس کو ہندی میں بھَویّا بولتے ہیں۔

جھِکانا: ٹھگ، خواہ بیتو کا کسی سبب سے ڈر جانا۔ زبان جمالدیوں کی ہے۔

جھلّا: جمالدی ٹھگ ملاح کو کہتے ہیں۔

جھنات: جمالدی ٹھگ بانات کو کہتے ہیں۔

جُھنت: ٹھگانِ مذکور ناقص و کم کو کہتے ہیں عموماً۔

جھنکی: کویلیا ٹھگ بیڑی، یعنے جولانہ کو کہتے ہیں۔

جھنگالی: جمالدی ٹھگ بنگالی کو کہتے ہیں۔

جھنٹی: دس پانچ ٹھگوں کا مسافر سے اُس کے قتل کے واسطے لپٹ پڑنا۔ زبان جمالدیوں کی ہے۔

جھُنّیری: مسافر کا ہاتھ پکڑنا، جس کی رماسی ہندوستانی ٹھگ سمسیائی بولتے ہیں۔

جھُنّیری کرنا: جھنیری مذکور کا مصدر ہے۔

جھواں لینا: جمالدی و لودھا کی اصطلاح میں چھپانے کو کہتے ہیں، جس کی رماسی جھواڑ لینا یا جھمان لینا بھی ہے۔

جھُوٹھی: جمالدیوں کی زبان میں بہ معنی مہاجن کی کوٹھی۔

جھُوڑنا: جمالدیوں کی زبان: چھپنا۔

جھُوڑوکی: اصطلاحِ سوسیا میں پھٹاکی، یعنے بندوق کو کہتے ہیں۔

جھُوڑی: سوسیا ٹھگ کھاڑو، یعنے ٹھگوں کے قافلے کو کہتے ہیں۔ اِسی کو بھٹوتی بھی کہتے ہیں، جیسا کہ بیان ہوا۔

جھُوکھر: جمالدی ٹھگ تالاب کو کہتے ہیں۔

جھُونگا: بانونِ غنہ، بہ زبانِ جمالدی مونگا، یعنے مرجاں۔

جھُویاں او گولنا: اوکڑیوں کی اصطلاح میں دوڑ کر چلنا۔

جھہنا: جمالدیوں کی زبان میں ہر قسم کے زیور کو کہتے ہیں، اور ڈاکے کو بھی بولتے ہیں۔

جھہنا بڑنا: زبانِ مذکور میں ڈاکا پڑنا۔

جھی رگناں: جمالدی ولودھا ٹھگ چھراگی، یعنے بیراگی کو بولتے ہیں۔

جھینکاونا: باہا دواوِ مجہول و نونِ اوّل غنہ و ثانی مفتوح، اوکڑیوں کی اصطلاح میں بٹھالنا ہر کسی کا عموماً اور مسافر کا خصوصاً۔

جھینکنا: اوکڑیوں کی زبان میں بیٹھنا کسی کا عموماً اور مسافر کا خصوصاً۔

جھینوا: بابائے مجہول[1] بہ معنی گلو، یعنے چور۔ اصطلاح اوکڑی ہے۔

جیڑ: ٹھگانِ اوکڑیٹی جیل خانے کو کہتے ہیں۔

جیس: بیائے مجہول، بڑاڑی ٹھگ مسافر مالدار کو کہتے ہیں۔

جیلا: بیائے مجہول، سوسیاوغیرہ ٹھگ لبا، یعنے نرگاو کو کہتے ہیں۔

جیلی: سوسیا ٹھگ گاڑی کو کہتے ہیں۔

## چے کا باب[2] ایک سو چھبیس[126] لغت کا

چام جانا، یا چُمو جانا: کسی[3] کا گرفتار ہونا۔

چام لینا یا چُمو لینا: کسی[4] کو گرفتار کرنا، خواہ بہ طور قید کے، یا دونوں ہاتھوں سے بہ طور سمسیائی کے۔

چامیائی: سَمسِیائی، یعنے مسافر کے دونوں ہاتھ پکڑ کے بے قابو کر دینا کہ بھٹوت، بھٹوتی کرے۔

---

1. مصطلحات میں ''جَھینوا'' لکھا ہوا ہے، یعنی جھ پر زبر لگا ہوا ہے اور ی پر ماقبل مفتوح کی علامت موجود ہے۔ اسی کی مطابقت کی گئی ہے۔ ہائے مجہول سے ہائے مخلوط مراد ہے۔
2. مخطوطہ: ''چے کا باب جس میں چوّن[54] لغت ہیں''۔ یعنی نظرِ ثانی میں بہتّر[72] الفاظ کا اضافہ ہوا۔ رسالۂ فارسی میں اس باب میں چالیس[40] لفظ ہیں اور رماسیانا میں ترپّن[53] الفاظ ہیں۔
3. اصطلاحات: ٹھگ کا گرفتار کرلینا۔
4. اصطلاحات: ٹھگ کو گرفتار کرلینا۔

چاندنی کی ڈھاب[1]: بیان اُس کا جگڈ میں ہو چکا۔

چانڑ[2]: بنگو ٹھگوں کی اصطلاح میں بھٹوت کو کہتے ہیں۔

چانڑیائی: بنگو ٹھگ بھٹوتی کو کہتے ہیں۔

چٹاو[3]: حصہ۔ کیفیت حصہ کرنے کی دھرائی میں بیان ہو گی۔

چٹائی[4]: حصہ۔

چٹائی کر لینا: حصہ کر لینا۔

چُرکنا[5]: کہنا بہ طور اطّلاع کے۔

چُرکھا[6]: پیر مرد را گویند عموماً۔ [ترجمہ: بوڑھے مرد کو کہتے ہیں عموماً]۔

چُرکھی[7]: پیر زال را گویند عموماً۔ [ترجمہ: بوڑھی عورت کو کہتے ہیں عموماً]۔

چِرَیّا[8]: بیان اِس کا پتوری میں گزرا۔

---

۱۔ رماسیانا میں ڈھاپ (Dhap) ہے۔

۲۔ میں یہ تعیّن نہیں کر سکا کہ یہ "چانڑ" ہے یا "چانو"؛ البتہ "چانڑیائی" کو دیکھ کر یہ خیال آتا ہے کہ شاید اِن میں نونِ غنہ ہے۔ اصطلاحات میں "جانڑ" اور "جانڑیائی" ہے۔ بہ ظاہر یہ غلطیِ کتابت ہے۔

۳، ۴۔ اصطلاحات میں اِن دونوں لفظوں کے معنی کچھ اور لکھے ہوئے ہیں: "چٹاو: دھرائی، وہ رسم یا مال کا حصہ جو ٹھگی کے مال کی چوکیداری کی دی جائے۔ چٹائی (مونث): ٹھگوں کی اصطلاح، مراد رشوت، یا کسی کو اپنا بنانے کو کچھ دینا۔ مُنہ بھرنا، بہ معنی مخالفت سے روکنا"۔ یہ معانی کہاں سے ماخوذ ہیں، معلوم نہیں۔ بہ ہر طور، ترجیح مصطلحات کے اندراج کو حاصل رہے گی۔

۵۔ مصطلحات اور مخطوطے میں یہ لفظ چ و کی فصل میں ہے، اِسے "چورکنا" لکھا گیا ہے، تلفظ کی صراحت کے بغیر؛ البتہ رسالۂ فارسی میں وضاحت موجود ہے: "چورکنا، بہ واوِ معدولہ......"۔ اِسی بنا پر اِسے یہاں لکھا گیا ہے۔ مصطلحات اور مخطوطے میں واو پُرانی روشِ کتابت کے مطابق اعراب بالحرف کے طور پر لکھا گیا ہے، وہ شاملِ تلفظ اور شاملِ املا نہیں۔

۶، ۷۔ یہ دونوں لفظ صرف رسالۂ فارسی میں ہیں۔

۸۔ اصطلاحات: چڑیا۔ صحیح وہی ہے جو مصطلحات میں ہے۔ پتوری کے تحت بھی مصطلحات میں "چرَیّا" ہے اور یہی رسالۂ فارسی میں ہے۔

چڑیا پوتی[1]: ٹھگوں کا ایک فرقہ ہے کہ قوم بھینس سے پیدا ہوئے۔ اُنھی کو سری پوتی بھی کہتے ہیں۔

چڑا: مہوکا چڑیا کے شگون کو کہتے ہیں[2]۔ ٹھِباو، پلہاو اُس کا اُلٹا لیا جاتا ہے۔ یعنے اگر بائیں کو بولے، تو ٹھِباو کہیں اور داہنے کو بولے، تو پلہاو سمجھیں۔ اکثر شگون اِسی طرح اُلٹے لیے جاتے ہیں کہ اپنی جگہ بیان ہوگا؛ لیکن یہ اُلٹا شگون لینا مسلمان ٹھگوں کا دستور ہے، جو اصل سات ذات میں سے ہیں۔ ہندو ٹھگ بہ دستور جانتے ہیں؛ یعنی بائیں ہو، تو پلہاو اور داہنے ہو، تو ٹھِباو کہیں۔ اور کبھی بعضے ہندو ٹھگ بھی مسلمان ٹھگوں کی پیروی کریں۔ باقی حال او کڑیوں کے اُلٹا شگون لینے کا لفظ سیین میں ذکر ہوگا۔

چڑ چڑا: چھپکلی کی آواز کے شگون کو کہتے ہیں۔ بیان چھپکلی کے شگون کا بارہ متّی میں ہو چکا۔

چڑھتی پھُلکی: صبح سے دوپہر تک کے وقت کو کہتے ہیں۔ بیان اُس کا پھُلکی میں مشروحاً ہو چکا۔

چک: مسافر کی ہوشیاری اور انتباہ ٹھگوں سے، جس کو ہندی میں بھڑک کہتے ہیں۔

چک بیل[3]: ایسا مقتل و مدفن جس کے آس پاس کوئی چوکی ہووے، یا لوگ وہاں سے نزدیک ہوویں۔

چکرا[4]: دکھنی ٹھگ سونے کی پوٹلی کو کہتے ہیں۔

---

[1] اصطلاحات: چڑیا پوتی۔

[2] رسالہ فارسی میں ایک قابلِ توجہ اندراج یہ ملتا ہے کہ مہوکا کی آواز کے شگون کا نام "مہپال" بھی ہے۔ اِسی طرح مہوکا کے متعلق کچھ وضاحت بھی ملتی ہے۔ مکمل عبارت یہ ہے:

"چڑا، بہ قولِ بعض ٹھگاں شگونِ آوازِ مہوکا را گویند، و آں پرندہ ایست شبیہ بہ کلاغ می باشد، الّا رنگش قدرے بہ سرخی میزند، و بقولِ اکثر ٹھگاں شگونِ آوازِ مہوکا را مہپال نامند، نہ چڑا"۔

پلیٹس کے لغت میں "مہوکا" کو بلبل کی ایک قسم لکھا گیا ہے۔

[3] اصطلاحات: "چک بیل (مونث)، ذاتی: مسافر کو قتل کرنے کی ایسی جگہ جس کے قریب بھاگے ہوئے مسافر جمع ہوں، یا کوئی بستی ہو"۔

[4] اصطلاحات میں "چکرا" کے بعد "چکڑ" اور "چگارا" کا اندراج ہے۔ مگر یہ دراصل "جکڑ" ہے جو مصطلحات میں جیم کے تحت آچکا ہے۔

**چک ہونا، یا ہو جانا:** مسافر کا ٹھگوں سے بھڑک جانا۔

**چلَب**[1]: دو تین گھڑی دن رہے مسافر کو کوچ، مارنے کے ارادے سے، کرا کر جب تلک کسی منزل پر اُتریں۔ اور اگر مسافر ہمراہ بھی نہ ہووے، تو بھی اِس وقت کے چلنے کو چلَب بولتے ہیں۔

**چَلتُوۡ دَھنُیا:** اُڑت کا نوری کو کہتے ہیں، جس کا بیان ہو چکا۔

**چِماما**[2]: ایک قسم بھیڑیے کی آواز کا شگون ہے، کہ اُس کو نہایت بد جانتے ہیں۔ بیان اُس کا لفظ بڑاکھ میں ہو چکا۔

**چَمکنی:** چشم راگو یند۔[3]

**چِموٹا**[4]: لڑکا۔

**چِموٹی:** لڑکی۔

**چَمُوسِیا:** تلنگانی ٹھگوں کی زبان میں اُس کو کہتے ہیں جو مسافر کے ہاتھ پکڑے کہ بھتُوت، بھتُوتی کرے، جس کو ہندوستانی ٹھگ شمسِیا کہتے ہیں۔

**چَمُوسی، یا چَمُوسِیائی:** مسافر کا ہاتھ پکڑنا کہ بھتُوت، بھتُوتی کرے۔ اصطلاح تلنگانی ٹھگوں کی ہے۔

**چِنگرِڑے:** مُلتانی[5] ٹھگوں کو کہتے ہیں۔ اپنے ملک میں "نایک" کے لقب سے قوم اُن کی

---

[1] اصطلاحات میں "چلت" ہے۔ مصطلحات میں واضح طور پر "چلب" ہے اور یہی مرجح صورت ہے۔ یہ لفظ دو جگہ آیا ہے اور مصطلحات میں دونوں جگہ "چلب" ہے۔ ہاں، اصطلاحات میں تشریحی عبارت بہت واضح ہے اور بہتر ہے: "ٹھگ کی دو گھڑی دن رہے ٹھگی کے لیے روانگی"۔

[2] اصطلاحات میں "چمانا" ہے، مگر صحیح وہی ہے جو مصطلحات میں ہے۔ لفظ "بڑاکھ" کے تحت یہ لفظ کئی جگہ آیا ہے اور مصطلحات میں ہر جگہ واضح طور پر "چماما" ہے۔

[3] یہ لفظ صرف رسالہ فارسی میں ہے۔

[4] اصطلاحات: ...... دودھ پیتا بچہ جو ماں سے چمٹا رہے۔

[5] اصطلاحات: تلنگانی ٹھگوں کی اصطلاح۔ مراد مسلمان ٹھگ (چنگیز خاں سے منسوب)۔ شمالی ہند میں نائک کہلاتے ......

مشہور ہے۔ مذہب اُن کا مسلمان ہے، برخلاف سوسیا ٹھگوں کے، کہ وہ ہندو مذہب ہوتے ہیں۔ الغرض، یہ چنگوڑے ٹھگ بنجاروں کے بھیس میں ٹھگی کرتے ہیں، اور اُن کا خواص ہے کہ گاے پر بھی جنس لادتے ہیں۔ اور اکثر سوداگری کا مال جیسے کپڑا وغیرہ لے کر، کہیں گاہِ مناسب پر بیچنے کی خاطر بیٹھیں۔ جو کوئی وارد صادر اُن کی خرید و فروخت کے دام میں آوے، پھانسی دے کر ماریں اور مناسب جگہ میں گاڑ دیویں۔ اور طریقہ اُن کی پھانسی زنی کا لفظ بھٹوتی میں بیان ہو چکا۔ ٹھگوں کا قول ہے کہ یہ قوم قدیم سے ٹھگی کرتی رہی ہے۔ اپنے اہل و عیال کو سفر میں ہمراہ رکھتے ہیں۔ اور اپنی لڑکیوں کو زندہ نہیں رکھتے۔ اور اگر اتفاق سے کوئی لڑکی بچ جاوے، تو اُس کی شادی غیر جگہ نہیں کرتے۔

چنگنا[1]: تلنگانی ٹھگ لڑکے کو کہتے ہیں۔

چنگوریا: قوم بَرسوتھ کو کہتے ہیں، جس کا بیان ہو چکا۔

چوان: تلنگانی ٹھگ رنڈی کو کہتے ہیں۔

چوراس[2]: ٹھگ چور، اُٹھائی گیرا، جیب کترا، صبح خیزیا، دھتوری، ڈکیت وغیرہ کو کہتے ہیں۔ یعنے اس طرح کی سب قومیں چوراس میں شمار کی جاتی ہیں۔

چورکنا: دیکھیے: چُرکنا۔

---

1. رماسیانا میں اس لفظ سے پہلے یہ لفظ بھی ہے: Chinha: A boy۔ میرا خیال ہے کہ اصلاً یہ ایک ہی لفظ ہیں، مرتب نے غلط فہمی کی وجہ سے انھیں الگ الگ لکھا ہے۔
2. رسالۂ فارسی میں اس لفظ سے متعلق جس طرح وضاحت کی گئی ہے، وہ توجہ طلب ہے۔ اس سے تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ "چوراس" کا اطلاق "اصیل" ٹھگوں کے بجائے دیگر (یعنی کم اصیل، کم درجہ) ٹھگوں پر ہوتا ہے، چوروں وغیرہ پر نہیں:

"چوراس: باقی اقوامِ ٹھگاں را گویند کہ سوائے ہفت قومِ اصیلِ ٹھگاں، کہ آنرا در اصطلاحِ ایشاں سات ذات گویند و نُہ فرقہ، کہ از ہفت قومِ مرقوم منشعب شدہ اند و آنرا "نو بھانت" نامند، پیشۂ ٹھگی پیش گرفتند۔ بیانِ سات ذات و نو بھانت بجائے خود مرقوم خواہد شد۔
و "چوراس" مخفف چوراسی باشد، کہ ہشتاد و چہار باشد۔ پس بزعمِ ٹھگاں دریں زماں از سات ذات و نو بھانت، کہ اصیل ہستند، ہشتاد و چہار فرقہ ٹھگ متخرج شدند۔ واللہ اعلم بالصواب"۔

چوکا دینا، یا چوکارا دینا: اُس[1] کو کہتے ہیں کہ جب مسافر کو مارنے کے ارادے (سے) کسی جگہ بٹھلادیں، تو کوئی ٹھگ مکرو فریب کی راہ سے کہتا ہے کہ آسمان پر تو دیکھو کہ کیا بڑا ستارہ ٹوٹا ہے، یا جھاڑی میں سے کون جانور کھڑ کھڑ کرتا ہے، یا کوئی اور بات اچنبھے کی کہے کہ وہ مسافر اُدھر دیکھنے لگے۔ فوراً بھٹوت پھانسی لگا کر مار لیوے۔

اور جمالدی اور لودھا ٹھگ کیا کرتے ہیں کہ جب بیل کی جگہ پہنچیں، تو ایک شخص فریب کی راہ سے بیمار ہو کر زمین پر بیٹھ جاوے، اور ٹھگ بھی جھوٹھ موٹھ خبر گیری کی خاطر ٹھہر جاویں۔ مسافر کو بھی ساتھ کے سبب سے توقف کرنا پڑے۔ پس ایک ٹھگ کہے کہ پانی لاؤ، تو میں منتر پڑھ کے تُرنت آرام کر دوں۔ جونہی پانی لا دیں، تو وہ دو چار ٹھگوں کو برابر مسافر سمیت بٹھلا کر تھوڑا تھوڑا پانی سب کے چلّو میں دیوے اور کہے کہ تم لوگ دونوں ہاتھ اپنے مُنہ کے برابر رکھو، اور جب میں منتر پڑھ چکوں اور حکم دوں، تو آسمان کے سات سات تارے گن کر، پانی کو بیمار پر چھڑک دو کہ اچھا ہو جاوے گا۔ پس جب وہ منتر پڑھ چکے اور مسافر کے ستارے گننے کی نوبت آوے، تو جمعدار جھرنی دیوے۔ بھٹوت غافل پا کر جھٹ پٹ کام تمام کرے، جیسا کہ بھٹوتی میں بیان ہوا۔ اور جمالدی اور لودھا ٹھگ اِس مکر سے بیمار ہونے کو گان کرنا کہتے ہیں۔

چوکانا:[2] دِکھانا۔

چوک آنا: دیکھ آنا، جیسے ٹلہا مسافر کو دیکھ آوے۔

چوک لینا: مسافر کا ٹھگوں کو دیکھ لینا اور ہوشیار ہو جانا۔ یا ٹھگوں کا مسافر کو دیکھ لینا۔

---

1. اصطلاحات: ''ہندی ''چوکنا'' بہ معنی بھول جانا، غفلت ہو جانا۔ ٹھگوں کی اصطلاح میں مسافر کو قتل کرنے کے ارادے سے کسی جگہ بٹھا کر دھوکا دہی اور بہلاوے کی باتیں کرنا، جس سے اُس کا دھیان بھٹکے''۔

2. اصطلاحات: ''چوکانا، چوکنا: مصدرِ ہندی بہ معنی ہوشیار کرنا یا خبر دار کرنا، ہوشیار ہو جانا، باخبر ہونا۔ ٹھگوں کے مُخبر کا مسافروں کو دیکھ پانا یا دور پرے سے دیکھ کر خبر دار ہونا۔ یا برخلاف اِس کے مسافروں کو ٹھگوں کی خبر مل جانا، جس کو ٹھگوں کی اصطلاح میں ''چوک لینا'' کہا جاتا ہے''۔ رماسیانا میں ''چوکانا'' کے یہ معنی لکھے ہوئے ہیں: To examine or reconnaitre secretly۔

چوکنا:[1] دیکھنا۔

چونّدھنا:[2] پگڑی باندھنا۔

چونّدھی: پگڑی۔

چونّدھی چڑھانا: کسی کی مشکیں باندھنا۔

چھانّدا: کپڑا۔

چھانّدؤ: پرانا اور پکا ٹھگ۔

چھُبِلنا: حاکم کی قید و اجازت سے رہائی پانا۔

چھراگی: دکھنی ٹھگ بیراگی کو کہتے ہیں۔

چھرَیٹا: پنڈت کو کہتے ہیں۔ اور بعضے مرہٹے اور لڑکے کو بھی کہتے ہیں۔

چَھہَمَن:[3] برہمن۔

چھَنگَڑ: چور۔

چھینّگ: بزاڑی ٹھگ تلوار کو کہتے ہیں، جس کو تلنگانی اور دکھنی ٹھگ ٹھینّگا کہتے ہیں، اور سندوسی ٹھگ لَنبھیری۔

چھینّہڑ:[4] جنگل۔

چھیوٹا: روپیہ، جس کو پیکی اور بھٹر کا بھی کہتے ہیں۔

---

1. رماسیانا: Choukna or choukana: To see, Inspect, examin۔ اِس اندراج کے بعد رماسیانا میں یہ اندراج بھی ہے:

Choukadena- sam as Thibaedena. To cause to sitdown and look up. As trave before strangling them. They direct their attention to the sky or some other object above them

2. رماسیانا میں اِسی معنی میں "چوندھ لینا" بھی ہے۔
3. اصطلاحات: چھمنا۔
4. رسالہ فارسی: چھیٹر۔

چیپ:[1] اشرفی۔

چیت:[2] بھڑکیلا مسافر۔

چیت جانا، یا ہو جانا: مسافر کا ٹھگوں سے بھڑک جانا۔

چیسا: اچھے کو کہتے ہیں عموماً، اور مسافر مال دار کو خصوصاً۔

چیہا: ڈرپوکنا ٹھگ، جو بہت ڈرتا ہووے۔

## لُغاتِ جدید

چاب: اوکڑیئوں کی زبان میں عورت کے موضعِ مخصوص کو کہتے ہیں۔

چاپُٹنگ: پرگنہ کٹوا، ضلع بردوان کو اوکڑیئے ٹھگ کہتے ہیں۔

چاب گھُوسنا: عورت سے ہم صحبت ہونا۔

چاٹ: اوکڑیئوں کی اصطلاح میں کوّے کو کہتے ہیں۔ اگر بائیں بولے، تو اچھا ہے، "چاٹ باں" کہتے ہیں۔ اور داہنی طرف آواز دیوے، تو بُرا جانیں، "چاٹ سِیت" کہیں۔ باقی کا حال کاگراو بھوئیں کاگراو چرخ کاگراو گشٹ کاگراو کالیا میں ملاحظہ کیا جائے۔

چاٹ باں: بانونِ غنہ، معنی اِس کے لفظ چاٹ میں ملاحظہ کیے جائیں۔

چاٹ سِیت: معنی اِس کے چاٹ میں بیان ہوئے۔

چاٹنی: سوسیا ٹھگ تھالی کو کہتے ہیں۔

چار گھاڑکٹو: اوکڑیئے ٹھگ تلنگے، یعنے سپاہی کو کہتے ہیں۔

چانپائی: بانونِ غنہ، اوکڑیئے ٹھگ پانچ کو کہتے ہیں۔ تشریح گنتی کی لفظ آکتا میں مفصل ہوئی (کذا)۔

چانچ: بانونِ مجہول، دکھنی ٹھگ ہوشیار مسافر کو کہتے ہیں۔

---

[1] اصطلاحات: چھیپ: اشرفی یا ٹھپا کیا ہوا سکہ۔ رماسیانا میں اسے Cheek لکھا گیا ہے۔

[2] اصطلاحات: جو ٹھگوں کی خبر پانے سے چوکنا ہو گیا ہو۔

چانگیلی: بانونِ غنہ ویاے اوّل مجہول وثانی معروف، زبانِ سوسیا میں گونی، یعنے جوتی کو کہتے ہیں۔

چانوڈا: سوسیا ٹھگوں کی زبان میں چھوٹے اُلّو، یعنے کھوسٹ کی آواز کے شگون کو کہتے ہیں۔ مفصّل بیان اُس کا لفظ چتوری میں ملاحظہ کیا جاوے۔

چَنبگرا: اوکڑیئے ٹھگ ہر ایک رومال کو کہتے ہیں عموماً، اور پھانسی کے رومال کو خصوصاً۔ گر جانا اُس کا نہایت نحس جانتے ہیں؛ جیسا کہ لوکی گل جانا میں مرقوم ہو گا اور ضمناً تاڑی میں بھی بیان کیا۔

چَپاونا: اوکڑیئوں کی زبان میں ایک اشارہ ہے قتل کا، جس کو ہندوستانی ٹھگ جھِرنی کہتے ہیں۔ اکثر الفاظ جھِرنی کے لفظ بھٹونی میں ذکر ہوئے۔

چُپّن کرنا: اوکڑیئوں کی زبان میں بہ معنی غُسل کرنا۔

چِٹکھا: بہ معنی چِٹئیا، کہ بیان ہو گا۔

چِٹکی گِل: اوکڑیئوں کی زبان میں تیر و کمان، یا خالی تیر، یا خالی کمان کو کہتے ہیں۔

چِٹّھی دینا: جمالدیوں کی زبان میں پُولا کرنا، یا پیادہ بٹھانا۔

چَرخ کاگرا: دکھنی ٹھگ کوّے کی آواز کے شگون کو کہتے ہیں جو نار موٹ کے چرخ پر بیٹھ کر بولے۔ نہایت نحس جانتے ہیں۔ اگر گھر سے چلتے وقت ہووے، ہرگز سفر پر نہ نکلیں۔ اور اگر سفر میں ہوویں اور سُونٹر کانہ کیا ہووے، تو بھی پھر آویں۔ باقی کا حال کاگرا میں مشاہدہ کیا جاوے۔

چَرخی: جمالدی ٹھگ گاڈی[1] کو کہتے ہیں۔

چَرکوٹی: جمالدی ٹھگ وہی[2] کو کہتے ہیں (کذا)۔

چَرنا: معنی اِس کا چَرنا میں ملاحظہ کیا جاوے (کذا)۔

---

[1] مصطلحات میں اِسی طرح ہے۔ چوں کہ بعض علاقوں میں گاڑی کا ایک تلفّظ "گاڈی" بھی رہا ہے، یوں اصل کی مطابقت کو ترجیح دی گئی ہے۔

[2] "وہی" کے بجائے کچھ اور ہو گا۔ یا پھر یہ مان لیا جائے کہ "وہی" ہے ("یہی" کا مقابل)۔

چڑگو: اوکڑیئے ٹھگ سفید کو کہتے ہیں اور اِسی اعتبار سے چاندنی کو بھی کہتے ہیں۔

چڑگو کالی: اوکڑیئوں کی زبان میں چاندنی رات۔ کیوں کہ چڑگو: سفید، وکالی: رات۔

چڑن: اوکڑیئوں کی زبان میں چھتری، یعنے چتر۔

چڑن ٹنگ ہکرا: پرگنہ چھتنا ضلع بانکوڑا کو اوکڑیئے ٹھگ کہتے ہیں۔

چُڑگن: بھورسوتے واوکڑیئے ٹھگ بکری کو کہتے ہیں۔

چَسنا، یا چَس جانا: جمالدی و لودھا ٹھگوں کی زبان میں بہ معنی ٹھنا، یعنے مرنا یا مرجانا۔

چکائی: دکھنی ٹھگوں کی زبان میں کالی مٹی، جو محلِ بیل، یعنے قتل گاہِ مسافر میں ہووے۔

چِکٹھا: جمالدیوں کی زبان میں بہ معنی تیلی، کہ اُس کو عوام ٹھگ چِکھا و چِکٹِیا بھی کہتے ہیں۔

چکٹِیا: معنی اِس کے چِکٹھا میں گزرے۔

چِک چوڑا: سوسیا ٹھگ کھورچی، یعنے نائی کو کہتے ہیں، جسے ہندوستانی ٹھگ کھال کھوسیا بھی کہتے ہیں۔

چِکسا: جمالدی ٹھگ چاندی کو کہتے ہیں۔

چَکلا: جمالدی ٹھگ اُس بازار کو کہتے ہیں جو کوئی روز کے بعد کسی جگہ مقرّر ہو۔

چکنیا: اوکڑیئے ٹھگ پانو کو کہتے ہیں۔

چکنیا کاکدگن: اوکڑیئوں کی زبان میں گونی، یعنے پاے پوش (پاپوش) کو کہتے ہیں۔ کیوں کہ "چکنیا" پانو، و "کدگن" نوکر؛ پس جوتی گویا پانو کی نوکر ہے۔ اور جمالدی و لودھا چلتا و گوڑہری کہتے ہیں۔

چَکنُیا گھیڑوا: اوکڑیئوں کی زبان میں بہ معنی لنگڑا۔ کیوں کہ "چکنیا" پانو، و "گھیڑوا" ناقص۔

چَکنُیا لاگنا: اوکڑیئوں کی زبان میں پالاگن کرنا۔ کیوں کہ "چکنیا" پانو، و لاگنا" معروف ہے۔

چکنِیت تُنگ ہکرا: اوکڑیئوں کی رمز میں پٹنہ عُرف عظیم آباد۔

چلتا: معنی اِس کے چکنیا کاکدگن میں بیان ہوئے۔

**چکوپنا**: جمالدیوں کی زبان میں: چلنا۔

**چُماری**: اوکڑیئے ٹھگ چیل کو کہتے ہیں۔ اگرکسی کام کے وقت بائیں طرف سے آواز دیوے، تو منحوس وبُرا جانیں۔ واگرداہنی طرف آواز دیوے، تو بہت اچھا سمجھیں، خواہ بیٹھے میں یا پرواز میں۔ باقی کا حال بھونتی و بھاٹن وکشٹ سناری واگاسی میں ملاحظہ کیا جاوے۔

**چِمٹ**: اوکڑیئے ٹھگ چوتھائی کو کہتے ہیں اور اِسی خیال سے چوانّی (چونّی) و بچّے کو کہتے ہیں۔

**چِمٹی**: اوکڑیئوں کی اصطلاح میں بہ معنی لڑکی۔

**چِموٹ**: اوکڑیئوں کی زبان میں بہ معنی لڑکا۔ یہ لفظ مشتق ہے چمٹ سے، کہ معنی اُس کے اوپر بیان ہوئے۔

**چَنّا**: اوکڑیئوں کی زبان میں لکڑی، ودرخت عموماً، وافیون خصوصاً۔ اِسی کو چَرنا بھی بولتے ہیں۔

**چَندنی**: سوسیا ٹھگ کٹار کو کہتے ہیں۔

**چَنِیّٹے پُھلُوٹ**: کسی پھل کا درخت۔ کیوں کہ "پھلوٹ" پھل، و"چنیٹے" مشتق ہے چنّا سے، کہ معنی اُس کے درخت ہے۔

**چَو**: زبانِ اوکڑیئی میں پانی کو کہتے ہیں۔

**چَوٹ**: اوکڑیئے ٹھگ ہرموسم کے مینہ کو کہتے ہیں اور دھوپ کو بھی بولتے ہیں۔

**چَودھرور**: تشریح اِس کی آلستا میں گزری۔

**چَوکی**: جمالدی ولودھا ٹھگوں کی زبان میں بہ معنی ڈونڑ، یعنے مسافر کا چلّانا پھانسی لگنے کے حال میں۔

**چَومَسِلی**: کنواں یا تالاب کو اوکڑیئے ٹھگ کہتے ہیں۔ کیوں کہ "چَو" پانی، و "مسیلی" زمین۔

**چَومُوڑانا**: اوکڑیئوں کی زبان میں: پانی پینا۔ کیوں کہ "چَو" پانی، و"مُوڑانا" کھانا۔

**چُونّچ**: اوکڑیئے ٹھگ ہندو کو کہتے ہیں۔

**چُونّچ پُھلکی**: اوکڑیئے ٹھگ ہندوؤں کے پیر کو کہتے ہیں۔ کیوں کہ "چُونچ" ہندو،

"پھلکی" دیوتا، دیبی۔

چوٹری: جمالدی ٹھگ ہر مقام کے بالوں کو کہتے ہیں۔

چھامچھ لے جانا: اوکڑیوں کی زبان میں: پکڑ لے جانا۔

چھانیا: سوسیا ٹھگوں کی زبان میں بنیے کو کہتے ہیں۔ اکثر اِس نام کے الفاظ کڑھیا میں رقم ہوں گے۔

چھپّر: جمالدی ٹھگ لحاف و چادر و دُوہر وغیرہ اُوڑھنے کی چیزوں کو کہتے ہیں۔

چھوٹکی رُواری: جمالدی ٹھگ کمبل کو کہتے ہیں، اگرچہ رُواری تنہا بھی کمبل کو بولتے ہیں، لیکن اطلاق اُس کا سب پشمینے پر بھی ہوتا ہے؛ اِس واسطے، واسطے رفعِ شک کے چھوٹکی رواری کمبل، و بڑکی رُواری شال دوشالے کو کہتے ہیں۔

چھٹیکل: اوکڑیوں کی زبان میں پھٹاکی، یعنے بندوق کو کہتے ہیں۔

چھمچھائے جانا: اوکڑیوں کی زبان میں: گرفتار ہو جانا عموماً۔

چھمچھنا: گرفتار کرنا۔ زبان اوکڑیٹی ہے۔

چھُنیری کرنا: اوکڑیوں کی زبان میں: سَمسِیائی کرنا، یعنے مسافر کا ہاتھ پکڑنا، کہ بھتوت، بھتوتی کرے۔ اسے تلنگانی ٹھگ چمُوسی، یا چمُوسیائی کہتے ہیں۔

چھور: معنی اِس کے آلستا میں بیان ہوئے۔

چیٹاڑو: سوسیا ٹھگ لُدھکا، یعنے گُڑ کو کہتے ہیں۔

چیٹول: اوکڑیٹے ٹھگ پگڑی کو کہتے ہیں۔ جیسا کہ اگاسی میں ہندوستانی وغیرہ ٹھگوں کا اعتقاد و شگون بیان ہوا، اُوکڑیٹے ٹھگ نہیں مانتے۔

چیٹول جُبڑانا: اوکڑیوں کی زبان میں پگڑی باندھنا۔ کیوں کہ چیٹول: پگڑی، و جُبڑانا: باندھنا۔

چیُونٹ: بہ نونِ غنہ، بہ معنی: چمٹ، کہ بیان ہو چکا۔

چیہانا: بہ یاے معروف، انتربیدی ٹھگوں کی زبان بہ معنی: ڈرنا۔

## حائے حُطّی کا باب جس میں ایک لُغت ہے[1]

حساب پانا، پالینا:[2] حصّہ از مالِ مہلوک گرفتن۔ ہر چند کہ چنیں عبارت مستعملِ اردو نیز است، لیکن ٹھگاں در محلِ تقسیم جایدادِ مہلوک زیادہ استعمال دارند۔ [ترجمہ: جس کو ہلاک کیا جائے اُس کے مال سے حصّہ لینا۔ یہ عبارت اردو میں بھی مستعمل ہے، لیکن ٹھگ مہلوک کی جایداد کی تقسیم کے وقت اِسے زیادہ استعمال کرتے ہیں]۔

حُقّہ بھر لو،[3] یا پی لو: آئے ہو تو گہرے چلو، جیسا کہ مذکور ہو چکا۔

## دالِ مہملہ[4] کا باب اٹھّاون ۵۸ لُغت کا

دادا ڈھینڑا: ٹھگوں کا ایک پیر و مرشد تھا کہ جھونڑا نایک کے بعد پیدا ہوا تھا۔ اُس کی قبر قصبہ کُمونا[5] علاقہ کُویل علی گڑھ میں ہے۔ جب بہت دنوں تک کوئی مسافر ٹھگوں کے ہاتھ نہ لگے، تو نذر مانیں کہ اگر کوئی مال دار بِتّو، یعنی مسافر ہاتھ لگے، تو دادا ڈھینڑا کی تپونی کریں۔ پس جب مطلب بر آوے؛ تو شراب منگا کر، ذرا سی شراب دادا ڈھینڑا کے نام پر زمین پر گراویں اور باقی کو پی جاویں۔ لیکن دستور اِس نذر کی شراب کا دو۲ پیسے کی منگانا ہے۔ اور علاحدہ جس قدر جی چاہے، منگاویں اور پییں پلاویں۔

---

۱۔ مصطلحات میں اِس حرف کے تحت صرف ایک لفظ ہے [حُقّہ بھر لو]۔ یہی ایک لفظ مخطوطے میں ہے۔ رسالہ فارسی میں دو۲ لفظ ہیں۔ رماسیانا میں ح اور ہ کے الفاظ H کے تحت آئے ہیں۔ گل چھے۶ لفظ ہیں۔

۲۔ یہ اندراج صرف رسالہ فارسی میں ہے۔

۳۔ رماسیانا میں "حُقّہ بھر لاؤ" (Hukka bhar lao) ہے، مگر باقی سب نسخوں میں "بھر لو" ہے۔

۴۔ مخطوط: "دالِ ابجد کا باب جس میں ۳۷ لغت ہیں"۔ یعنی نظرِ ثانی میں "لُغاتِ جدید" کے عنوان سے اکیس۲۱ الفاظ کا اضافہ ہوا۔ رسالہ فارسی میں ۲۸ لفظ ہیں اور رماسیانا میں ۵۴ لفظ ہیں۔ اِس میں دال اور ڈال دونوں ابواب کے لغت شامل ہیں۔

۵۔ اصطلاحات: "قصبہ بکونا ضلع علی گڑھ"۔

**دانتی**: رات کو دو گیدڑ لڑنے کی آواز کو کہتے ہیں اور بہت نحس جانتے ہیں۔ بیان اُس کا بھالو میں ہوا۔

**دَٹوا**: خرگوش کی آواز کے شگون کو کہتے ہیں۔ بیان اِس کا لفظ دَھیا میں ہو گا۔

**دُجادَھم**: بالمیک کا پہلا نام تھا، کہ بیان اُس کا بالمیک میں ہو چکا۔

**دُرگا**[1]: شاما چڑیا کی بولی یا دیکھنے کے شگون کو کہتے ہیں۔ ٹھگوں کے نزدیک یہ شگون بڑا معتبر ہے اور پلہاو، ٹھِباو اِس کا دل سے مانتے ہیں۔

**دِستے والا**: کُدالی کے بینٹ بردار کو کہتے ہیں؛ کیوں کہ ٹھگ لوگ کُدال کو جُدا اور بینٹ کو جُدا رکھتے ہیں کہ ہر وقت کسی کی نظر نہ پڑے کہ کُدال کیوں لیے پھرتے ہیں۔ اور دِستہ برداری ٹھگوں کے یہاں عُہدہ شمار کیا جاتا ہے۔ مہلوک کی جایداد میں سے اِس عہدے والے کو دو چار پیسے یا دو چار آنے حسبِ توفیق زیادہ دیے جاتے ہیں۔

اور جب یہ عہدہ کسی کو دیتے ہیں، یا لکڑی دستے کی خاطر کاٹتے ہیں، تو شگون ٹھباو کا لیتے ہیں۔ اور اگر ایسے حال میں کوئی بدشگنی ہووے، تو موقوف کر دیتے ہیں۔ اور اگر کاٹ چکے ہوویں، تو دستے کو پھینک دیویں۔ اور دستہ برداری کی خدمت بڑے ہوشیار ٹھگ کو دیتے ہیں۔

اور اگرچہ صحت "دستہ" کی بہ فتح دالِ مہملہ ہے، لیکن ٹھگ لوگ بہ کسرِ دالِ مہملہ جانتے ہیں۔ بلکہ اکثر عوام لوگ بھی دال کو زیر ہی سے بہ سبب غلطی کے بولتے ہیں۔

**دِسُتَر**: دن کو کہتے ہیں۔

**دَل**: وزن۔

**دَلدار**: وزنی۔

**دَلَّڑ**: سر کو کہتے ہیں۔ اور سَربلند خاں کے معنی بھی ہیں کہ بیان ہو گا۔

**دَلَّڑ خاں**: سَربلند خاں کے معنی ہیں کہ بیان ہو گا۔

**دَنّیتیرؤ**: دکھنی ٹھگوں کی زبان میں گدھے کی آواز کے شگون کو کہتے ہیں اور اُس کا پلہاو، ٹھِباو

---

[1] اصطلاحات: درکا (غالباً غلطیِ کتابت)۔

بہت مانتے ہیں اور سب پرندوں کے شگون سے بڑا جانتے ہیں۔ چناں چہ مثل اُن ٹھگوں میں بہت مشہور ہے کہ: سو پنکھیر وایک دَنتیر د۔ یعنے سو پرندوں کا شگون ایک طرف اور ایک گدھے کا شگون ایک طرف۔

اور دَنتیر د کو دکھنی ٹھگ ڈنڈا بھی کہتے ہیں، اور ہندوستانی ٹھگ کانتا اور کھر گا[1] کہتے ہیں اور پلہاو، ٹھِباو بہ دستور جانتے ہیں۔

اور اگر سامھنے سے کوئی گدھا مُنہ کھول کر رینکتا ہوا آوے، تو سندوسی اور دکھنی وغیرہ ٹھگ نہایت بدشگون جانتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ ہم لوگ کسی بلا کے مُنہ میں پڑیں گے۔ اور دکھنی ٹھگ اِس شگون کو ماتھا پھوڑ کہتے ہیں، اور جو کچھ ارادہ ہو، ترک کرتے ہیں۔ اگر کسی گانْو میں مقام کیا ہووے، تو چل دیتے ہیں۔ اور جمالدی ولُودھا دَنتارا کہتے ہیں۔ باقی کا حال بَیٹھا کانتا میں بیان ہوا اور کاٹر میں ذکر ہو گا۔

دَونا: اُس لکڑ کو کہتے ہیں جس میں گنہ گاروں کا پانْو پھنسا کر قید کرتے ہیں۔

دھاگا:[2] حاکم سے سوال و جواب۔

دھاگا کر آنا، یادے آنا: حاکم سے جواب و سوال اور معقول بات چیت کر آنا۔

دھاگا لے آنا: مسافر کا سُراغ لانا کہ کہاں سے آتا ہے اور کہاں جاوے گا اور کیا کیا اُس کے پاس ہے۔

دھاگل: کاغذ، لکھا ہوا ہو کہ سادہ۔ اِسی کو پنکھیلا، وڈھاگل بھی کہتے ہیں اور جمالدی ٹھگ بیجک وپاتی کہتے ہیں۔

دھامُوں:[3] دن، یعنے رُوز۔

---

[1] اصطلاحات: ''ہندوستانی ٹھگوں میں کانتا اور کھر گا کے نام سے یہ شگون موسوم تھا''۔

[2] اصطلاحات: ''دھاگا، مذکر، دعوے کا غلط تلفظ۔ ہونا، کرنا۔ (لانا) مسافر کے آنے جانے کے مقام کا پتا لگانا، سراغ نکالنا''۔

[3] اصطلاحات: دھامؤ۔

**دھاموں کی مانجؔ**: دن کے وقت دو[2] بلّیوں کے لڑنے کے شگون کو کہتے ہیں۔ بیان اس کا اگاسی بڑاڑ میں ہو چکا۔

**دھانؔدُھر**[1]: گانو کے آدمیوں کی بھیڑ، خواہ حاکم کے سپاہیوں کی فوج، کہ ٹھگوں کے پکڑنے کو آوے۔ جب ٹِلہا، کہ نگہبانی پر ہے، ایسا دیکھے؛ آواز دیوے: دھاندُھر۔ فوراً سب بھاگ جاویں۔

**دَھرائی**: مالِ مغروتہ[2] میں سے جمعداری کے حق کو کہتے ہیں۔ جتنا مال ٹھگوں کے ہاتھ لگے، نقد روپوں میں سے ایک انی[3] روپیا، اور سُونا، اشرفی، جواہرات، پارچہ، دواب وغیرہ میں سے دہ یکی حق جمعدار کا نکال کر؛ جتنے جمعدار ہوویں، برابر بانٹ لیویں۔ اور باقی مال میں سب کا حصہ برابر کرلیویں۔ لیکن اور ٹھگوں کی نسبت بِلہا، بَجھا، لگھا، دِستے والا، بھٹوت وغیرہ کارکُن کچھ زیادہ پاتے ہیں۔ اور اِن لوگوں کے واسطے زیادہ دینے کا کچھ دستور مقرر نہیں ہے، ٹھگوں کی توفیق پر منحصر ہے۔ اکثر اوقات بھٹوت اور لگھا کو آٹھ آٹھ آنے زیادہ دیتے ہیں، اور بلہا، بجھا، دِستے والا کچھ کم پاتے ہیں۔ اور مُٹھیا ٹھگوں کے جمعدار جایدادِ مہلوک سے ایک مُٹھی حقِ دَھرائی لیتے ہیں۔ لیکن بعضے جمالدی ٹھگوں کی زبانی دریافت ہوا کہ مُٹھیا ٹھگوں کے جمعدار آدھی جایداد دَھرائی میں لیتے ہیں اور آدھی جایداد جو باقی رہتی ہے، اُس میں بھی حصہ سب سپاہیوں کے برابر لیتے ہیں۔ اِسی سبب سے اُن کے سپاہی اُن سے ناراض رہتے ہیں۔

اور جمالدیوں میں اِس طرح حصہ کرتے ہیں کہ مثلاً اگر سَو ۱۰۰ روپے مہلوک کی جایداد ہاتھ لگے؛ تو دس روپے دَھرائی کے حقِ جمعداری اور پانچ روپے سب بھٹوتوں کی خاطر، جو سَن نہیں ہوویں، نکال کر دیویں۔ پھر جتنا باقی رہے، اُس میں اِس طرح حصہ کرلیویں کہ سَن ٹھگ اگر ایک ایک روپیہ پاویں، تو بھٹوت لوگ سوا سوا روپیہ، جمعدار لوگ ڈیڑھ ڈیڑھ روپیہ لیویں۔ یعنے جمعدار اور بھٹوت پہلے حقِ

---

[1] اصطلاحات: دھاندھر۔

[2] مغروتہ: لوٹا ہوا مال۔ غارت سے بنالیا گیا ہے۔

[3] مستعمل لفظ آنّی۔

دھرائی پاکر، باقی میں حصہ بھی زیادہ لیتے ہیں۔[1]

اور آرکاٹی و تلنگانی ٹھگ جس طرح جایداد کو آپس میں بٹیاتے ہیں، بیان اُس کا جتائی پر جانا میں ہو چکا۔ اور کرناٹکیوں و شولاپوریوں کا دستور پھڑ میں ذکر ہوا۔

دھر ڈالنا:[2] پھانسی سے مار ڈالنا۔

---

[1] رسالۂ فارسی میں دھرائی سے متعلق کچھ زیادہ تفصیلات ہیں۔ میں اِس لفظ سے متعلق مکمل عبارت نقل کیے دیتا ہوں: ''دھرائی حقِ جمعداری را گویند کہ از اموالِ غنیمت بدہند۔ دستورش چنان است کہ ہر قدر مال کہ در غارت گری بدست آرند، از انجملہ از مبالغ نقد فی روپیہ یک آنہ، و از اشرفی و طلا و جواہرات و پارچہ و دواب و غیرہ ہر چہ باشد، دہ یکی حقِ جمعداری بر آورند۔ ہر قدر کہ جمعداراں باشند، در آں علی التساوی تقسیم کردہ گیرند، و بقیہ مال حصۂ برابر بعد دادنِ حقِ بلہا و بنجھا و لگہا و غیرہ کردہ شود۔ و برائے حقِ ایں کسان یعنی بلہا و غیرہ دستورے معیّن نیست۔ حسبِ جایداد ہر قدر کہ خوشیِ ٹھگاں میباشد، مید ہند، اکثر اوقات ہشت آنہ فی بھنوت و لگہا می دہند۔ و بنجھا و بلہا و دستے والا و غیرہ کم کم از ایشاں می یابند۔

و ٹھگانِ قومِ مٹھیا، کہ در مواضعاتِ عظیم آباد یعنے پٹنہ سکونت دارند، حقِ جمعداری در آنہا چنیں مقرر است کہ از مبالغِ سکہ دار، انچہ در یک مشت آنہا فرا آید، حقِ جمعداری باشد و در بقیہ مساوی قسمت نمایند۔ بلکہ اکثر عادتِ آنہا چنیں باشد کہ چوں در جایداد مہلوک ہمیان یا صرۂ مبالغِ مسکوک بر آید، جمعدار ٹھگاں صرہ یا ہمیانِ مذکور را از یک طرف در دستِ خود فرا گیرد، و انچہ از دستش بیروں باشد، ٹھگاں از کارد منقطع کردہ گیرند و در آں حصۂ برابر سازند۔ و انچہ در دست جمعدار ماندہ باشد، در آں ہمگی جمعداراں حقِ جمعداری یابند۔ و احیاناً اگر مبالغِ جایداد قلیل باشند کہ جملہ در دستِ جمعدارے تواند آمد، یا قدرے قلیل باقی مانند جمعدار حقِ خود را اکثر میگیرد۔ و ہمیں وجہ ایشاں مٹھیا نامیدہ شدند، چہ مٹھا در زبانِ ہندی پنجہ دستِ سربستہ را گویند۔ و باقی حالات قومِ مٹھیا در لفظِ مٹھیا مذکور خواہد شد۔

القصہ از رسومِ جمعدارانِ ایشان است کہ اگر احیاناً معِ ٹھگانِ خود بہ آفتے گرفتار آیند، تا وسعِ امکان اول در استخلاصِ سپاہیانِ خود کوشند و خویشتن را برائے حفظِ آنان ہدفِ تیرِ بلا سازند۔ و اگر جمعدارے از جمعداراں تن داریِ خود نماید، او را وقعتے نہ نہند و مطعون سازند''۔

[2] اصطلاحات: ڈھر ڈالنا۔ [رسالۂ فارسی، مخطوطے اور مصطلحات، سب میں دال پر واضح طور پر زبر لگا ہوا ہے]۔ اصطلاحات میں اِس سے پہلے یہ اندراج ہے ''دھر دھر۔ مونث، ٹھگوں کی اصطلاح۔ مراد پھانسی جو مسافر کے لیے بنائی جائے (کرنا)''۔

دھرم دن: لفظِ پنجم است از الفاظِ سبعہ کہ برائے دانستنِ تاریخ سعد و نحس بنا بر روانگی بہ سفر مخبرہ بعضے ٹھگان است۔ تفصیلش در لفظِ سری دن، کہ لفظِ اوّل است، ترقیم خواہد یافت [یہ لفظ صرف رسالۂ فارسی میں ہے]۔

دھروہر: مسافر کی ہلاکت پھانسی سے۔

دھروہر کرنا: پھانسی دے کر مارنا۔

دھنیا: پاد، یعنے گوز۔ بیان اِس کا اُڑت کانوری میں ہو چکا۔ اور کانوری بھی کہتے ہیں۔ اور اوکڑیئے ٹھگ بھی دھنیا اِسی معنوں پر بولتے ہیں، لیکن دالِ مہملہ کو مضموم تلفظ میں لاتے ہیں۔ بیان اُن کے اعتقاد کا کونار میں ہو گا۔

دُھوانسا: دکھنیوں و جمالدیوں کی زبان میں پینے کے تمباکو کو کہتے ہیں۔

دھوت: جو ٹھگ کہ مسافر کو بہلا پھسلا کر دام میں لاوے۔

دھوت لانا: مسافر کو دم دے کر اپنی فرودگاہ میں لے آنا۔

دھوتنا:[1] بہ کید و تزویر مسافر را با خود شامل کردن [ترجمہ: مکر و فریب سے مسافر کو اپنے ساتھ شامل کرلینا]۔

دھوکڑ:[2] کتے کو کہتے ہیں۔ بیان اس کے شگون کا لفظ جگلو میں گزرا۔ اور جو کوئی گرفتار ٹھگوں کو کرے، یا چغلی کھا کر پکڑوا دیوے، اُس کو بھی دھوکڑ کہتے ہیں۔ اور دکھنی ٹھگ بہجندہ اور ماموں اور کجاؤ بھی کہتے ہیں۔ اور جمالدی لوگ اُس کو، جو ٹھگوں سے دھمکا کر رشوت لیوے دھوکڑ اور ماموں کہتے ہیں۔ الغرض، یہ چاروں لفظ مترادف معلوم ہوتے ہیں؛ معنی یہی کہ جو کوئی ٹھگوں کو دھمکاوے یا رشوت لیوے یا پکڑوا دیوے بہ سبب شناسائی و طمع و عداوت کے۔

دھونس آنا:[3] دکھنی ٹھگ اُس جماعت کو کہتے ہیں کہ ٹھگوں کی گرفتاری کو آوے۔ جمالدی ٹھگ

---

[1] یہ لفظ صرف رسالۂ فارسی میں ہے۔ [2] دھوکڑا۔ [3] اصطلاحات: "دھونس، موٹش، دھوکا، فریب، چکما۔ ۲۔دھمکی، ڈراوا۔ (آنا) موقعِ واردات سے دھوکا یا فریب دے کر نکل بھاگنا۔ (دینا) دھمکی دینا، ڈراوا بتانا"۔ [مولفِ اصطلاحات نے یہ صراحت نہیں کی کہ یہ کس گروہ کی اصطلاح ہے۔ اِس عدمِ صراحت کی بنا پر یہ نہیں کہا جا سکتا کہ یہ لازماً ٹھگوں کی اصطلاح ہے]۔

بھی استعمال کرتے ہیں۔

**دھونسنا، یا دھونس جانا:** بھاگ[1] جانا۔

**دَھیا:**[2] خرگوش کی آواز کے شگون کو کہتے ہیں کہ دن کو ہووے۔ اسی کو دَتوا بھی کہتے ہیں۔ ہر حال میں ہر طرف سے اِس شگون کو بُرا جانتے ہیں اور جو کچھ ارادہ ہے، ترک کردیتے ہیں۔ خصوصاً اگر گھر سے نکلتے وقت ٹھباو دَھیا کا ہووے، تو جانیں کہ سردار ٹھگوں کا مارا جاوے گا اور خرگوش اُس کی کھوپڑی میں پانی پیویں گے۔ اور پِلہاو بھی کوچ کے وقت بد جانتے ہیں۔ بہ ہر حال، اگر راہ روی میں دَھیا ہووے؛ تو جس راہ جاتے ہیں، چھوڑ کر دوسری راہ لیویں۔ اور اگر حالتِ کوچ میں خرگوش راہ کاٹ جاوے، تو کھر کنیا کہتے ہیں اور دکھنی ٹھگ اُس کو سوُ کھی ٹانکڑی کہتے ہیں اور مدِھم جانتے ہیں۔ اُس کی نحوست دور کرنے کی خاطر یہ ٹوٹکا کرتے ہیں کہ ایک پتھر اُس راستے میں رکھ کر آگے کو روانہ ہوتے ہیں۔ اور جمالدی ٹھگ خرگوش کے راہ کاٹنے کے شگون کو کھر کنوا و کھر کنوا کہتے ہیں۔ اگر کیسا ہی مسافر مال دار ہمراہ ہووے، تو چھوڑ دیتے ہیں، اور جس طرف کا ارادہ ہو، ترک کر کے دوسری راہ لیتے ہیں۔ اور اگر رات کو کسی طرف سے خرگوش کی آواز سُنیں، تو رڈپونیا کہتے ہیں۔ پِلہاو، ٹھباو اُس کا بہ دستور لیتے ہیں۔ باقی احوال پھانکڑ او بھاٹریا میں بیان ہوا۔

**دہی پُھر کانا:**[3] دکھنی ٹھگوں کی اصطلاح میں کالی کی مانگ کے شگون کی نحوست کے دور کرنے کے واسطے ٹوٹکا ہے۔ یعنے جب کوچ کی ضرورت ہووے اور اتفاقاً اُس وقت دوٗ بلّیوں کے لڑنے کی آواز آوے کہ پھر کوچ کرنا مناسب نہیں ہووے، تو ایک ٹھگ نحوست اُس کی دور کرنے کی خاطر تھوڑا سا دہی مُنہ میں لے کر، آسمان کی طرف مُنہ کر کے تین دفعہ پُھر کا دیوے، اور جہاں کا ارادہ ہووے، چل دیویں۔

**دھیما:** دکھنی اور تلنگانی ٹھگ بھیڑ بکری کو کہتے ہیں۔

**دِیو:** بیان اس کا باجید خاں میں ہو چکا۔

---

[1] رسالۂ فارسی: گریختنِ مسافر یا ٹھگ۔

[2] اصطلاحات: دِھیا۔ رسالۂ فارسی میں "دہنیا" (دھنیا) ہے، مگر یہ واضح طور پر غلطیِ کتابت ہے۔

[3] اصطلاحات میں "بھر کانا" ہے۔ مصطلحات اور مخطوطے میں "پُھر کانا" ہے اور یہی مرجح ہے۔

دِیو سنگھ: اِس کی بھی تشریح باجید خاں میں ہو چکی۔

دِیومَن: یہ بھی دیو سنگھ اور دیو کے معنوں میں ہے۔

## لُغاتِ جدید

داٹن: کچے چانول کو اوکڑیٹے ٹھگ کہتے ہیں۔ اور تائے مثناتِ فوقانی کو مضموم و مفتوح تلفظ کرتے ہیں۔

داتی: بھور سوتے ٹھگ کچے چانول کو کہتے ہیں۔

دانتال کاپُولی: بانونِ غنہ، بھور سوتے ٹھگ تھانے دار یا تھانے کے برقنداز کو کہتے ہیں۔

دانِتیل: بانونِ غنہ، بھور سوتوں کی زبان میں بہ معنی داتن، وداتی۔

دانْد: بہ نونِ غنہ، دکھنی ٹھگوں کی زبان میں بہ معنی شور غل۔

دَسَور: بیان اِس کا آلستا میں ہو چکا۔

دِگج: اوکڑیتوں کی زبان میں برچھی و بلم و سانپ کو کہتے ہیں۔

دَنتارا: جمالدیوں کی زبان میں کانتا، یعنے گدھے کی آواز کے شگون کو کہتے ہیں۔ تشریح اِس کی دَنتیرد میں ملاحظہ کی جاوے۔

دَندانا: دکھنی ٹھگ شور و غل کو کہتے ہیں عموماً۔

دوٗتنا: جمالدی ٹھگ پینے کو کہتے یں، جس کی فارسی "نوشیدن" ہے۔

دِوَل چوٹ: اوکڑیتے و بھور سیتے ٹھگ "سر" یعنے "فرق" کو کہتے ہیں، جس کو ہندوستانی ٹھگ دَاگُر بولتے ہیں۔

دھاپَن: بھور سوتے و اوکڑیتے ٹھگ "براز[1]" کو کہتے ہیں۔

دھاپنا: بھور سوتے و اوکڑیتے ٹھگ جاضرور[2] پھرنے کو کہتے ہیں۔

دھاپَن ٹپلیا: اوکڑیتے و بھور سوتے ٹھگ مَنفذِ[3] سفلی، یعنے محلِ براز کو کہتے ہیں۔ اِسی کو جمالدی کِنڈھی کہتے ہیں۔

---

[1] بُراز: پاخانہ [بول و بَراز: پیشاب پاخانہ]۔ [2] جاضرور: پاخانہ۔ [3] منفذِ سفلی: مِقعد۔

دھاپونیا: اوکڑیے ٹھگ خاک زوب کو کہتے ہیں۔

دھاگر: جمالدیوں کی زبان میں بہ معنی کدگن یعنے نوکر۔

دھامولیا: اوکڑیے ٹھگ لودھکا، یعنے گُرو کو کہتے ہیں اور لاٹھی کو بھی اوکڑیے و بھورسوتے بولتے ہیں۔

ڈھمکنا: جمالدیوں کی زبان میں بنلانا، یعنے بیچنا۔

ڈھنڈر: سوسیا ٹھگ جھلڑ، یعنے شکم، خواہ سینے کو کہتے ہیں۔

ڈھنیا: بھورسوتے و اوکڑیے ٹھگ دھنیا، یعنے گوز کی آواز کو کہتے ہیں۔ مشروحاً بیان اِس کا کونارو و اڑت کانوری میں ملاحظہ کیا جاوے۔

دِین چوڑا: بعضے ٹھگ ساکن نواحِ مرشد آباد و ڈھاکا کے دِول چوڑ، یعنے سر کو کہتے ہیں۔

## دالِ ہندیہ[1] کا باب چونسٹھ لغت کا

ڈاپی: تلنگانی ٹھگ کٹار کو کہتے ہیں۔

ڈاٹن: چک بیل کے معنوں میں ہے کہ بیان اُس کا ہو چکا۔

ڈبی[2]: راہ۔

ڈڈھ[3]: مسافر۔

ڈڑھوتی[4]: یعنے مسافر جوان کہ ساتھ اُس کے کوئی چھوکرا بھی ہووے کہ گویا ڈیڑھ آدمی

---

[1] مخطوطہ: ''دالِ ہندیہ کا باب ۲۶ لغت کا''۔ یعنے نظرِ ثانی میں لغاتِ جدید کے تحت اڑتیس[38] الفاظ کا اضافہ کیا گیا، لیکن مصطلحات میں ''لغاتِ جدید'' کے تحت ۳۷ الفاظ ملتے ہیں۔ اب یا تو یہ مان لیا جائے کہ کتابت میں ایک لفظ رہ گیا، یا یہ کہ مولف ہی سے شمار میں غلطی ہوئی۔ رسالۂ فارسی میں چودہ[14] لفظ ہیں

[2] اصطلاحات ''ڈبی، مونث، راہ، راستہ، سڑک جو نشیب میں ہو۔ مراد گھاٹی۔ لفظ دوبنا سے مشتق''۔

[3] رسالۂ فارسی میں مختلف معنی ملتے ہیں: ''ڈڈھ: آدم را گویاند کہ بہ عربی بشر ہم خوانند''۔

[4] اصطلاحات ''وہ مسافر جس کے ساتھ کوئی شاگرد پیشہ یا خدمتی ہو۔ مراد ڈیوڑھی قوت والا''۔

کے برابر ہے۔

**ڈُگّا:** حقہ، خواہ بڈھا آدمی۔

**ڈَنڈا:** دکھنی ٹھگ گدھے کی آواز کے شگون کو کہتے ہیں۔ بیان اِس کا دَنتیر ڈ میں ہو چکا۔

**ڈوٗنڑ:** مسافر کی چلاّہٹ جب ٹھگوں کے دام میں پھنس جاوے۔ جمالدی ولو دھا ٹھگ چو کی کہتے ہیں۔

**ڈوٗنڑ کرنا:** مسافر کا چلاّنا بہ طور استغاثے کے۔

**ڈوٗنڑیانا:** بہ معنی ڈونڑ کرنا۔

**ڈھاب:**[1] کُتّے کو مُتتے ہوئے دیکھنا۔ بیان اِس کے شگون کا لفظ جُگو میں ہو چکا۔

**ڈھاگل:** بہ معنی دھاگل کہ بیان ہوا۔

**ڈھانڑ:**[2] تانبے، پیتل کے برتن کو کہتے ہیں۔ اور تلنگانی ٹھگ ڈھیمرے بولتے ہیں اور ڈھامرے بھی کہتے ہیں۔

**ڈَھڈّو:** ندی۔

**ڈَھرؤ:** برائری ٹھگوں کی اصطلاح میں لُوٹے کو کہتے ہیں۔

**ڈھگسا:** تلنگانی ٹھگ جھاڑی اور پہاڑ کو کہتے ہیں۔

**ڈَھلال:** تلنگانی ٹھگ کلال[3] کو کہتے ہیں۔

**ڈِھلہا:** پیسہ۔ تشریح اس کی ڈھلا میں ملاحظہ کی جاوے۔

**ڈَھنگی:** ہر قسم کا لوٹا۔ اگر ہندوستانی یا دکھنی ٹھگوں کے ہاتھ سے لوٹا چھوٹ کر، خواہ رسّی ٹوٹ کر کنویں میں جاتا رہے، نہایت فالِ بد جانتے ہیں۔ خصوصاً دکھنی ٹھگ سو منزل سے بھی

---

[1] اصطلاحات: ''ڈھاپ۔ ٹھگوں کی اصطلاح، مراد کُتّے کے پیشاب کا ۔۔۔ ، ۔۔ کا ۔۔ شگون ۔۔ تا ہے''۔ رماسیانا میں ب کی جگہ پ ہے۔

[2] اصطلاحات: ڈھانڑ، ڈھانڈ۔

[3] اصطلاحات: کلال، شراب فروش۔

پھر آویں؛ جب تلک نکال نہ لیویں، دم نہ لیویں۔ پس اگر ثابت نکل آوے، تو اندیشہ نہ کریں، نہیں تو اپنی موت جانیں۔

اور جمالدی ٹھگ بھنڈو کہتے ہیں اور شگون اُس کا کچھ نہیں مانتے۔ علیٰ ہٰذا، اوکڑیے ٹھگ بھی لفظ گچن میں اگرچہ لوٹے کو بھی سمجھتے ہیں، پر شگون نہیں مانتے۔ باقی حال مٹی کے لوٹے یا کسی مٹی کے برتن کا کنویں میں گر کر ٹوٹ پھوٹ جانے کا کھپری ہونا میں دیکھا جاوے۔ اور نحوست پانی کے لوٹے کے ہاتھ سے گر پڑنے کی شگون لینے کے وقت لفظ رکنوتی میں ذکر ہو گی۔

ڈھوکی[1]: دکھنی ٹھگ چوکی کو کہتے ہیں، جس کو ہندوستانی ٹھگ رَوکی کہتے ہیں۔

ڈھول[2]: بوڑھا آدمی۔

ڈھولانی: ٹھگوں کے ایک فرقے کا نام ہے کہ قومِ بھینس سے اُن کی نشوونما ہوئی ہے۔

ڈھولِن: تلنگانی اور دکھنی ٹھگوں کی اصطلاح میں بڈھی عورت کو کہتے ہیں۔

ڈِھیرنا: دکھنی ٹھگ پیٹ، یعنے شکم کو کہتے ہیں، جس کو ہندوستانی ٹھگ جھکو یا ڈھیما کہتے ہیں۔ اور بعضوں کا قول ہے کہ پیٹ مہلوک کا چھری سے پھاڑنا۔

ڈھیما: پیٹ، یعنے شکم۔

ڈِھیڑی[3]: بستی، یا سرائے۔

ڈھیمرے، یا ڈھامرے: تلنگانی ٹھگ تانبے، پیتل کے برتن کو کہتے ہیں۔

ڈئی: تلنگانی ٹھگ دَسی یعنے راہ کو کہتے ہیں اور اوکڑیے ٹھگ ڈئی لال مرچ کو کہتے ہیں۔

ڈیملا[4]: بہ اصطلاحِ ٹھگانِ دکھنی بہ معنی کچّا است، کہ مذکور شود۔ [ترجمہ: دکھنی ٹھگوں کی اصطلاح میں کچّا کے معنی میں ہے، جس کا ذکر کیا جائے گا]۔

---

[1] اصطلاحات: ڈھوکا۔ رماسیانا میں اس کے معنی ہیں: پولیس والا یا گارڈ (Guard)۔

[2] رماسیانا حصۂ دوم، ص ۳۴۷۔

[3] اصطلاحات: "ڈِھیڑی۔ ڈِھینڑی: بستی۔ ڈیوڑھی کا غلط تلفظ"۔

[4] یہ لفظ صرف رسالۂ فارسی میں ہے۔

## لُغاتِ جدید

ڈابا: سوسیا ٹھگ ڈابلِ، یعنے برہمن کو کہتے ہیں، جسے ہندوستانی ٹھگ چھمّن بولتے ہیں۔

ڈابلِ: اوکڑیئے ٹھگ و بھورسوتے ٹھگ ڈابا، یعنے برہمن کو کہتے ہیں۔

ڈاپنی: دکھنی ٹھگ پیش قبض یا کٹار کو کہتے ہیں۔

ڈانس: بہ نونِ غنہ، اوکڑیوں و بھورسوتوں کی زبان میں سردار، خواہ بہتر کو کہتے ہیں، اور بھورسوتے ٹھگ کایتھ کو بھی کہتے ہیں۔

ڈانّس پوٗ: معنی اس کے پکاپوٗ میں مفصّل بیان ہوئے۔

ڈانس موٗچر جھیوَن: اوکڑیوں و بھورسوتوں کے رمز میں گھی کو کہتے ہیں؛ کیوں کہ ڈانس: بہتر، و جھیوَن: دہی، دودھ وغیرہ۔

ڈانّس موٗڑانی: اوکڑیئے و بھورسوتے ٹھگ مٹھائی کو کہتے ہیں، اس خیال کہ ڈانس: اچھا، و موٗڑانی: کھانا۔

ڈانّس موٗڑانی بُنلے: اوکڑیوں کی زبان میں حلوائی کو کہتے ہیں؛ کیوں کہ ڈانس موٗڑانی: مٹھائی، و بنلے: بیچنے والا۔

ڈانّس ہاپڑ: اوکڑیوں کی زبان میں اچھی چیز؛ کیوں کہ ڈانس: بہتر، و ہاپڑ: چیز۔

ڈاہِن: اوکڑیئے و بھورسوتے ٹھگ داہنی طرف کے شگون کو کہتے ہیں۔ تشریح اس لفظ کی سین میں بیان ہوگی۔

ڈُبنا: جمالدیوں کی زبان میں بیٹھنا عموماً۔

ڈَبھا: جمالدیوں کی زبان میں چمار کو کہتے ہیں۔

ڈُگی: کویلیادکھنیوں کی زبان میں تاڑی کو کہتے ہیں۔

ڈُلیا: اوکڑیئے و بھورسوتے ٹھگ قوم ڈوم کو کہتے ہیں۔

ڈِلیاچڑوا: اوکڑیئے ٹھگ ملکِ اُڑیسہ کو کہتے ہیں۔ چوں کہ بردوان و سیوڑی و بانکڑا، کہ وہ

مسکن قدیم اوکڑیوں کا ہے، ملکِ اُڑیسہ سے نزدیک پڑتا ہے، یعنے فاصلہ پندرہ سولہ دن کے کوچ کا ہے، اِس سبب سے یہ قوم بعضے اوقات اُس طرف بھی ٹھگی کو بہ راہِ خشکی جاتے ہیں اور جگن ناتھ کے تیرٹھی وغیرہ آیند و روند و دام ہلاکت میں لاتے ہیں۔

ڈَنٹا: جمالدی ٹھگ تُوسا، یعنے پھانسی کے رومال کو کہتے ہیں؛ جسے دکھنی ٹھگ سکہ، و اوکڑیئے چَنبگرا کہتے ہیں۔

ڈَواتِت: جمالدی ٹھگ بیتو کو کہتے ہیں، یعنے سوائے قوم ٹھگ کے جو آدمی ہووے۔

ڈوُک: جمالدی ولودھا ٹھگ کھڈا، یعنے مردِ پیر وضعیف کو کہتے ہیں۔

ڈُولنگ: اوکڑیئے ٹھگ پالکی وڈولی وگاڑی و کانور و چارپائی کو کہتے ہیں۔

ڈُولنگی: اوکڑیوں کی زبان میں بہ معنی کہار۔

ڈھابا: سوسیا ٹھگ ڈھنڈڑ، یعنے شکم کو کہتے ہیں، جس کو جمالدی ٹھگ ڈھوا یا ڈِھیرا بولتے ہیں اور ہندوستانی ٹھگ ڈھیم، وجھلڑ کہتے ہیں اور دکھنی ٹھگ ڈِھیرنا۔

ڈھابنا: جمالدی ٹھگ گوز کرنے کو کہتے ہیں۔ شرح اِس کی کونہ اور ٹرت کانوری میں ملاحظہ کی جاوے۔

ڈھاپنی: بہ معنی ڈاپنی، کہ بیان ہو چکا۔

ڈھرا: معنی اِس کے ........ میں دیکھے جاویں۔

ڈُھلاّ: سوسیا ٹھگ ڈِھلہا، یعنے پیسے کو کہتے ہیں۔ اغلب ہے کہ ڈُھلاّ و ڈِھلہا و ڈھیلا ایک ہی مادّے سے ہوویں کہ بہ قدرِ اختلاف ہر ملک کے ٹھگوں کی زبان پر جاری ہے۔ اور ہندوستانی و سوسیا ٹھگ کھورایا و کھورائے، و دکھنی ٹھگ بیڑو، و جمالدی کھُویلا، و دکھنی و کویلیا کھوڈیلا، و اوکڑیئے ٹھگ گھاڑ بیدِیت کہتے ہیں۔

ڈُھلیا: اوکڑیئے ٹھگ بڈّھے مرد یا عورت یا جانور کو کہتے ہیں عموماً، جس کو ہندوستانی ٹھگ ڈگّا و کھڈا بولتے ہیں۔

ڈُھلیاانٖڑ: بہ معنی بڈّھی عورت، کیوں کہ ڈُھلیا: فرتوت، وانٖڑ: عورت۔ زبان اوکڑیئی ہے۔

ڈُھلیالاپتا: اوکڑیئی زبان میں: پیر مرد۔ کیوں کہ ڈُھلیا: فرتوت، والاپتا: مرد۔

ڈھمرا: معنی اِس کے ڈھابا میں ملاحظہ کیے جاویں۔

ڈھوَل[1] بہ واوِ معروف، دکھنی ٹھگ پیر و فرتوت کو کہتے ہیں۔ شاید مشتق ڈھلیا زبانِ اوکڑیٹی سے ہووے۔

ڈھونس: اوکڑیٹے ٹھگ بھنگ، خواہ گانجے کو کہتے ہیں۔

ڈھولگا: کرناٹکی ٹھگ ڈھوَل، یعنے پیر و فرتوت کو کہتے ہیں۔ شاید ڈھوَل یا ڈھلیا سے مشتق ہووے۔

ڈھولنی: تانیث ہے ڈھولگا کی، کہ بیان ہوا۔

ڈھیلا: بیان اِس کا ڈھلا میں مذکور ہوا۔

ڈھینچا: بانونِ غنہ، سندوسی وغیرہ بارہ گانو کے ٹھگ گاڑی کو کہتے ہیں۔

ڈیڑرشی: بھور سوئے ٹھگ لُدھکا، یعنے گُڑ کو کہتے ہیں۔

ڈیروچ کاینٹ: اوکڑیوں کی رمز میں تیس عدد کو کہتے ہیں۔ مشروحاً گنتی لفظ آکستا میں ذکر ہوئی۔

## قرشت کی رے کا باب ساٹھ لغت کا[2]

رابا: بہ معنی دھاگا، جس کا بیان ہو چکا۔ اکثر دکھنی[3] ٹھگ بولتے ہیں اور بعضے ہندوستانی بھی۔

**راتیں بولے تیترا، دن کو بولے سیار - تج چلیے وہ دیسرا، نہیں پڑے اچانک دھار:**
یہ ٹھگوں کی ایک مثل ہے کہ بیان اُس کا لفظ پتیار میں ہو چکا[4]۔

---

1. رماسیانا: جلد دوم میں اسے Dhol لکھا گیا ہے (ص ۳۴۷)۔
2. مخطوطہ: "قرشت کی رے کا باب ۲۴ لغت کا"۔ یعنی نظر ثانی میں چھتیس ۳۶ الفاظ کا اضافہ ہوا۔ رسالہ فارسی میں اٹھارہ ۱۸ الفاظ ہیں اور رماسیانا میں بائیس ۲۲ الفاظ ہیں۔
3. اصطلاحات: "تلنگانی ٹھگوں کی اصطلاح۔ مراد: تاگا، ڈوری"۔
4. رماسیانا میں اس کے بعد راجا کا بہ طورِ لغت اندراج ہے جسے ٹھاکر کا مرادف لکھا گیا ہے، مگر دوسرے نسخوں میں راجا کوئی لغت نہیں، ہاں جنگ جوڑ راجہ ضرور ہے مگر وہ حرفِ جیم میں ہے۔

رارِیں: گیدڑ کی ایک قسم کی بولی کا شگون ہے کہ بیان اُس کا بھالو میں ہو چکا۔

رامؤسِیا: ملک رامون کے ٹھگوں کو کہتے ہیں کہ دلّی سے خارج ہو کر وہاں جا بسے، جیسا کہ لفظ اگریا میں بیان ہوا۔ بعضے معتبر ٹھگوں کی زبانی دریافت ہوا کہ اب اِس قوم کے اکثر ٹھگ مرچ وجاجوری علاقہ پونا میں سکونت رکھتے ہیں۔

راوکار: ساہوکار۔

رائِل: دکھنی ٹھگ رارِیں کو کہتے ہیں، جیسا کہ لفظ بھالو میں بیان ہوا، لیکن سب وقت اور سب طرح اچھا جانتے ہیں۔

رِچھے[1]: پیچھے، یعنے عقب۔

رَکت بیج: ہندوؤں کی کتبِ تواریخ میں مندرج ہے کہ زمانہ سَت جُگ میں ایک راچھس تھا کہ کسی دیوتا کی دُعا سے اُس میں یہ خواص پیدا ہوا تھا کہ جو کوئی اُس پر ہتھیار چلاتا، تو اُس کے خون کے جتنے قطرے زمین پر گرتے، اُتنے اور راچھس پیدا ہو جاتے۔ اِسی سبب سے اُس کا نام رکت بیج ٹھہرا تھا۔ آخر کو دیبی کے ہاتھ سے مارا گیا۔ ٹھگ لوگ کہتے ہیں کہ اُس کو دیبی نے رومال سے گلا گھونٹ کر مارا تھا کہ زمین پر خون گرنے نہ پایا جو راچھس پیدا ہوتے۔

الغرض، جب رکت بیج مذکور کو دیبی مار چکی، تو کاچنی قوم کا ایک شخص ٹکڑ گدا، کہ وہ قوم ٹھگوں کی اب ایک ذات ہے، آکر دیبی سے سائل ہوا۔ تب دیبی نے وہی انگوچھا جس سے رکت بیج کو مارا تھا، اُس کو عنایت کیا کہ اِس سے مسافروں کو مار کر اپنی روزی پیدا کر۔ لاشوں کو گاڑنا اور ٹھگوں کی رچھا کرنا[2] ہمارا کام ہے؛ لیکن شرط یہ ہے کہ مسافر کو مار کر پیچھے مت دیکھنا اور غلام کو شاگرد مت کرنا اور کنگال، اَتیت، جوگی، جٹادھاری، قلتبان، کایتھ، تیلی، دھوبی، سُنار، نانک پنتھی، فقیر، بھاٹ، رنڈی، خصوصاً کسبی، کلانوت، ڈھیر، چمار، خاکروب، کوڑھی، جذامی، نکٹے، بوچے، لنگڑے، لولے، اندھے کو مت مارنا۔ اور ایٹب کے ممنوعات اور ساتے کے دستورات پر قائم رہنا۔

---

[1] اصطلاحات: رچھی۔
[2] ''رچھا'' بہ معنی رکھشا، یعنی ٹھگوں کی حفاظت کرنا دیوی کا کام ہے۔

چناں چہ ٹھگ بہ دل قائل و مُقر ہیں کہ جب تک دیبی کی وصیّت پر ہم تہ مر رہے، تب تلک خوش اور مرفہ رہے۔ جب سے بعضے بعضے چنڈال دیبی نِ وصیّت سے منحرف ہوئے، شگون کے مقیّد نہ رہنے لگے، لالچ کو کام فرما کر ہر کسی کو مارنے لگے؛ دیبی کا غضب نازل ہوا اور تباہ و برباد ہوئے۔

خلاصہ یہ ہے کہ ٹھگ لوگ اُسی وقت سے ٹھگی کے پیشے کی بنیاد جانتے ہیں۔ باقی احوال غلام کو ٹھگی سکھلانا اور اُس کا پیچھے پھر کے دیبی کو ننگا دیکھنا اور دیبی کا لاش برداری سے باز آنا لفظ کسّی میں بیان ہوگا۔

رَگُن: شگون۔

رَگُنوتی:[1] شگنوتی، کہ جانوروں کے دیکھنے اور اُن کی آواز کے سُننے، خواہ اُن کی کسی طرح کی حرکات و سکنات سے اچھے بُرے کی فال لیویں، چناں چہ جا بہ جا لُغتوں میں ضمناً بیان ہوا اور ہوگا۔ بعضے شگون متفرّق یہاں بیان کیے جاتے ہیں:

اچھے شگون گھر سے نکلتے وقت ـــــ: جب گھر سے نکل کر دوسری منزل پر چنے کی دال کھانے کے وقت، جیسا کہ لفظِ جتائی پر جانا میں بیان ہوا، شگون ٹھِباو کا ہووے، نہایت خوش ہوویں اور سمجھیں کہ ڈیڑھ مہینا یا تین مہینے نہ گزریں گے کہ رُوکڑ ہاتھ لگے گی۔

خواہ وطن سے یا کسی منزل سے نکلتے وقت اُسی بستی میں کہیں آگ لگے، یا دیکھیں کہ کسی اور بستی کا مُردہ اُس بستی میں آتا ہے، تو بھی اچھا جانیں۔ یا کوچ کرتے وقت شگون پلہاو کا ہونا، یا کسی عورت کا اپنے میکے سے سُسرال کو جانا اور اُس کے عزیز و اقربا کا رُونا اُن کی خاطر شگونِ نیک ہے۔

بُرے شگون گھر سے نکلتے وقت ـــــ: جس گانو سے کوچ کرتے ہیں، وہاں کا کوئی آدمی مر جانا اور لوگوں کا اُس کے واسطے رونا، یا اُسی بستی کا کوئی مُردہ سامنے سے ملنا، یا اُن لوگوں میں سے کسی کا سامھنے آجانا کہ جن کا مارنا دیبی کے حکم سے اِن کے مذہب میں ناروا ہے اور بیان اُن کا رکت بیج میں مشروحاً ہو چکا، نہایت نحس جانتے ہیں؛ خصوصاً اُس وقت کہ منہ کے سامھنے سے کوئی اُن میں سے دوچار ہو جاوے، یا

---

[1] اصطلاحات: رُگنوتی۔ [باقی سب نسخوں میں رے پر زبر لگا ہوا ہے (اور نون پر بھی)]۔

کوچ کرتے وقت شگون ٹھباو کا ہونا، یا چھینک ہونا بد جانتے ہیں۔

اگر پانی کا لوٹا کہ جمعدار ہاتھ میں لے کر شگون لینے نکلتا ہے، ہاتھ سے گر پڑے، تو تین دن تلک سفر نہ کریں اور جانیں کہ اُسی برس میں جمعدار مر جاوے گا۔ اور اِسی طرح کسّی یعنے کدال کا کدال بردار کے ہاتھ سے گر پڑنا، کہ نہایت زبوں جانیں، سفر نہ کریں۔ اور اگر دور نکل گئے ہوویں، پھر آویں۔ بلکہ اگر اُس جماعت کے ٹھگوں کو معلوم ہووے، تو اُس جماعت میں، جہاں کسّی کمر سے گرے، شامل نہ ہوویں اور یقین جانیں کہ اُس جماعت کے ٹھگوں پر کچھ آفت آوے گی، یا جمعدار اُس کسّی کا مالک مر جاوے گا۔

الغرض، اُس کسّی کو کسّی بردار سے چھین لیویں اور سرزنش کریں۔ اور جب تک اُس کسّی کو دھوپ نہ دیویں، جیسا کہ لفظ کسّی میں بیان ہوگا، اُس کو سفر میں پھر نہ لیجاویں۔ اور پوس اور ساون اور کنوار کے مہینوں میں اور بدھ اور جمعرات کے دنوں میں گھر سے سفر کو نہ نکلیں۔ بلکہ بدھ کے دن اکثر اہلِ ہند سفر نہیں کرتے۔ کہتے ہیں کہ خالی ہاتھ گھر کو آنا ہوتا ہے۔ خصوصاً ٹھگ لوگ، کہ یہاں تلک رعایت کرتے ہیں کہ بدھ کے دن اگر راہ میں بھی ہوویں، تو اپنی جماعت سے جُدا ہو کر دوسری طرف نہیں جاتے۔ اور دساسول وغیرہ کو بھی مانتے ہیں۔ باقی حال سفر پر نکلنے اور شگون لینے کا لفظ دتائی پر جانا میں مذکور ہوا۔

**رَماسی**:[1] ٹھگوں کی زبانِ مصطلحہ۔

**رَمجنا**:[2] مُتنبہ ہونا اور بات کو پانا۔

**رَنگوا**:[3] تلنگا۔

---

[1] اصطلاحات: ''رماسی، مونث، رمز کا غلط تلفظ۔ مراد: رمز کی باتیں۔ ٹھگوں کا اشاروں کنایوں میں اپنے پیشے یا کسی کام کے متعلق آپس میں بھید کی باتیں کرنا، جس کو غیر نہ سمجھ سکے''۔

[2] اصطلاحات میں رماسی کے بعد یہ اندراج ہے: ''رمخیا، مذکر، رمزیہ کا غلط تلفظ، رمز کی باتیں یا رمز کے مطلب کو سمجھ جانے والا شخص''۔ یہ اندراج پیشِ نظر کسی نسخے میں نہیں، اِسی بنا پر اِسے شامل نہیں کیا گیا۔ ''رمجنا'' اصطلاحات میں موجود نہیں۔

[3] رسالۂ فارسی: ''تلنگا، یعنی سپاہیِ پلٹن را گویند''۔

رَنگیلا: مونگا۔

رؤ: یہ ایک حرف ہے کہ ٹھگ لوگ اسمِ اعداد کے آخر میں، کہ جب چار سے تجاوز کرے، لگادیں۔ جیسے: پچرو، وچھر َو، وسترو، واٹھرو، ونورووغیرہ علیٰ ھٰذا۔ لیکن ایک کو ایلو، دو کو بھتری، تین کو سنگور یا سانکھول، چار کو بہرا اور بیس کو ستلی، سو کو بھیتا یا پیتا، ہزار کو آنکڑا کہتے ہیں۔ باقی کی گنتی ٹھگانِ او کرٹیا کی لفظ آکستا میں ذکر ہوئی۔

رُواراں: جمالدی اور لودھا ٹھگ گیدڑ کے شگون کو کہتے ہیں۔ بیان اُس کا بھالو میں ہو چکا۔

رِوارؤ: بھسمی کو کہتے ہیں، کہ معنی اُس کے مرقوم ہوئے۔

رؤپارِیل: مولا چڑیا کے دیکھنے کے شگون کو کہتے یں۔ پلہاو، ٹھباو اس کا بہ دستورِ معہود لیا جاتا ہے۔

رؤپونیا: بیان اِس کا دھیا میں ہو چکا۔

رَوکی:[1] چوکی۔

رَوکیا: چوکیدار۔

رؤگائن:[2] جوتی۔

روگی:[3] دستار را گویند۔

رَہنا: وہ مدفن کہ جس میں ٹھگ لوگ جلدی کے مارے لاش کو ذرا سا کھود کر چھپادیویں۔ اِسی کو کچّا بھی کہتے ہیں۔

رَہنا کر دینا: مصدر ہے رہنا کا، جیسا کہ بیان ہوا۔

---

[1] اصطلاحات: "روکے۔ مونث، چوکیدار یا پولیس کے جوان کے رہنے کی جگہ، جو راستے پر نگہبانی کو بنی ہوئی ہو"۔ رماسیانا میں اس کے معنی پولیس چوکیدار کے ہیں۔

[2] اصطلاحات: "دوگائیں، مونث، جوتی یا جوتی اور پیر کے نشان زمین پر، جس سے کھوج نکالا جائے"۔

[3] یہ اندراج صرف رسالۂ فارسی میں ہے۔

راج، یاراجا: جذامی آدمی کو جمالدی اور بعضے لودھا کہتے ہیں اور جذام کو بھی بولتے ہیں۔

رایتا: اوکڑیے ٹھگ گیدڑ کی آواز کے شگون کو کہتے ہیں۔ مشروحاً بیان اُس کا لفظ مُوگی، و بھالو، وسورج پھکاری، و بھیوز، ومنگوا وغیرہ میں ذکر ہوا، و ہو گا۔

رایتنی: دکھنی ٹھگ پھانسی کو کہتے ہیں عموماً۔

رَتَر: سوسیا ٹھگ بانی، یعنے لہو کو کہتے ہیں۔

رَسکا: جمالدی ٹھگ نمک کو کہتے ہیں۔

رِگالی: کرناٹکی ٹھگ ساڑی، عورتوں کے لباس کو کہتے ہیں۔

رُوَاری: جمالدی ٹھگ و بعضے لودھا ٹھگ لِوالی، یعنے کنبل (کمبل)، بلکہ ہر ایک پشمینے کو کہتے ہیں۔

رُوج: اوکڑیے و بعضے بھورسوئے ٹھگ خون، یعنے لہو کو کہتے ہیں۔ اور گلے کے نیچے اور ناف کے اوپر تلک کے مندلے کو بھی کہتے ہیں۔ اور بعضے کمر کو بھی کہتے ہیں۔ اور کوئی کوئی ٹھگ جیم پارسی سے بھی استعمال کرتے ہیں۔

روج باٹل: اوکڑیے ٹھگ عورت کی چھاتی کو کہتے ہیں۔

رُوج پانا: اوکڑیے ٹھگ جوالو ہونے کو کہتے ہیں؛ یعنے ٹھگ لوگ اپنی دانست میں مار چکے ہوویں اور وہ کسی صورت سے جاں بر ہو گیا ہووے۔

رُوج ٹیپنا: اوکڑیوں کی اصطلاح میں سونڑ کا کرنا، یعنے سفر میں پہلی واردات کرنا۔

رُوج گلنا: اوکڑیے ٹھگ انگرکھے کو کہتے ہیں۔

رُوج گھرِیو: اوکڑیوں کی زبان میں بیماری، کیوں کہ رُوج، لہو؛ و گھرِیو، مُشتق کھیڑوا سے، کہ بہ معنی خراب ہے؛ پس مطلب یہ کہ لہو خراب، کہ سببِ بیماری ہے۔

رُوج کھیڑوا: بہ معنی گھرِیو، کہ مذکور ہوا۔

رُوج موڑانی: اوکڑیوں کی اصطلاح میں ڈائن، جو عوام لوگوں کے اعتقاد میں بچّوں کا کلیجا

کھالیتی ہے، خواہ مچھر کو کہتے ہیں۔ کیوں کہ رُوج بہ معنی لہو، و موڑانی بہ معنی کھانا؛ پس چوں کہ مچھر وڈائن کی خورش لہو ہے، راقم کی دانست میں ظاہراً اسی واسطے یہ نام رکھا ہووے۔

**رُوجنا:** اوکڑیوں کی زبان میں مچھلی کو کہتے ہیں۔

**رُوجنا لاپتا:** اوکڑیوں کی اصطلاح میں بہ معنی مچھوا؛ کیوں کہ رُوجنا: مچھلی، ولاپتا: مرد۔

**رُوجُنیٹے رَجنا:** روچنا لاپتا، کہ مذکور ہوا۔

**رُوج ہونا:** اوکڑیے ٹھگوں کی زبان میں ٹھگوں کی عورت کا حائض ہونا۔ اوکڑیوں کی عورت سفر یا حضر میں کپڑوں سے ہووے؛ تو یہ قوم، ہندوستانی و دکھنی ٹھگوں کی طرح، جیسا کہ اپٹب میں مذکور ہوا، منحوس نہیں جانتے۔ اگرچہ صحیح لفظ رُوج جیمِ تازی سے ہے، لیکن بعضے اوکڑیے ٹھگ جیمِ پارسی سے بھی تلفظ کرتے ہیں۔

**رُوچُن گھٹیا:** بہ معنی رُوجنا لاپتا، کہ مذکور ہوا۔ زبان اوکڑیٹی ہے۔

**رُوم شاہ:** سوسیا ٹھگ کانتا، یعنے گدھے کی آواز کے شگون کو کہتے ہیں۔

**رُونگشا:** سوسیا ٹھگوں کی اصطلاح میں بہ معنی رُوم شاہ، جیسا کہ اوپر بیان ہوا۔

**رُونگھنا:** جمالدی ٹھگ رونے کو کہتے ہیں۔

**رُہچنا:** جمالدیوں کی اصطلاح میں ٹھبنا، یعنی مقیم ہونا۔

**رہن:** اوکڑیے ٹھگ بازار کو کہتے ہیں۔

**رِیا مار دِینا:** اوکڑیوں کی اصطلاح میں پھڑ جھاڑنا، یعنے بعد واردات کے مہلوک کی ہر ایک چیز کو غائب کر دینا کہ کچھ نشان باقی نہ رہے کہ سبب گرفتاری کا ہووے۔

**رِیتا:** جمالدیوں کی اصطلاح میں تاڑی کو کہتے ہیں۔

**ریک:** اوکڑیے ٹھگ سَٹھنا، یعنے مسلمان کو کہتے ہیں، جسے ہندوستانی ٹھگ کھُسمان بھی کہتے ہیں اور اوکڑیے ٹھگ ریکھ بھی بولتے ہیں۔

**ریکھ:** بہ معنی ریک، جیسا کہ اوپر بیان ہوا۔

**ریک، یا ریکھ پھُلکی:** اوکڑی زبان میں مسلمان کے پیر و مرشد کو کہتے ہیں۔ کیوں کہ

ریک، خواہ ریکھ: مسلمان، و پھلکلی، بہ معنی پیر و مرشد۔

**رِئل مان باٹل**: او کڑیے ٹھگ مونگا، یعنے مرجان کو کہتے ہیں۔

**رِئل مَسیلی**: او کڑیے ٹھگ سیندور، خواہ ہلدی کو کہتے ہیں۔ کیوں کہ رِئلے: رنگین، و مَسیلی: مٹی؛ پس سیندور و ہلدی گویا بہ منزلہ رنگین مٹی کے ہے۔

**رِئلے**: او کڑیوں کی اصطلاح میں بہ معنی رنگین۔

**رِیوڑی**: سوسیا ٹھگ گاڑی کو کہتے ہیں۔

# سینِ مہملہ کا باب ایک سو سترہ[1] لغت کا

ساتا[2]: جس دن سے ٹھگ لوگ سفر کو اپنے گھر سے جاویں، تب سے ساتے دن تلک کو ساتا کہتے ہیں اور اکثر باتیں اور چیزیں سفر پر جانے والے ٹھگ اور اُن کے گھر والے اِس سات دن میں چھوڑ دیتے ہیں، جیسے: خیرات کرنا؛ کہ یہاں تک احتیاط کریں، کتا، بلی روٹی نہ لے جاوے۔ یا سوائے مچھلی کے کوئی اور گوشت کھانا، یا سر منڈانا، کپڑا دھوبی کو دینا؛ لیکن اگر خود دھولیویں تو مضائقہ نہیں۔

اور اِس سات دن میں اُن کے گھر والے، اَور ٹھگ لوگوں کے متعلقوں کو، کہ اُن کے ٹھگ ان کے ٹھگوں سے علاحدہ سفر کو گئے ہوویں؛ اپنے گھر آنے، بلکہ اپنا دروازہ ناگھنے نہیں دیتے۔ نہ اُن کا حصہ بخرہ لیویں؛ کیوں کہ جانتے ہیں کہ اگر ایسا ہوگا تو جو مسافر کہ ہمارے ٹھگوں کی قسمت میں ہیں، اُن کے ٹھگوں کی قسمت میں جاویں گے۔

اور ساتویں دن سفری ٹھگوں کے گھر والے کوئی مزے کا کھانا، جس میں سبزی ترکاری بھی ہووے، پکا کر کھاویں کہ اُن کے ٹھگ ہر بھرے گھر کو آویں۔ اور

---

[1] اصطلاحات: ''سین مہملہ کا باب پچاس لغت کا''۔ یعنے نظر ثانی میں ''لغاتِ جدیدہ'' کے تحت سرسٹھ[67] الفاظ کا اضافہ ہوا۔ رسالہ فارسی میں انتالیس[39] لفظ ہیں اور رماسیانا میں S کے تحت اڑتالیس[48] الفاظ ہیں۔ اِس میں دو[2] لفظ حرفِ شین کے بھی شامل ہیں۔

[2] رماسیانا: ساتھا(SATHA)۔

سفری ٹھگ اِس سات دن میں جماع بھی کسی بیگانی عورت سے نہ کریں۔ اور اگلے زمانے میں اِس ساتے دن میں سفری ٹھگ غُسل بھی نہیں کرتے تھے، اور نمک اور ہلدی کھانے میں نہ ڈالتے تھے۔ بلکہ بعضے پُرانے ٹھگ برس دن تلک سفر میں دودھ بھی نہ کھاتے تھے اور مسواک بھی نہ کرتے تھے اور کچے چانول بھی نہیں چباتے تھے۔ اور اب بھی دستور ہے کہ ہر دفعہ کہ بھٹوت بھٹوتی کرے، اُس دن غُسل نہ کرے، کہ برکت کم ہوتی ہے؛ بلکہ اگلے وقت میں اُس جماعت کا کوئی ٹھگ اُس دن غُسل نہ کرتا تھا۔

الغرض، دستور ٹھگوں کا ہے کہ حتی المقدور سونڑ کا ہونے تلک، یعنے گھر سے نکل کر پہلا مسافر مارنے تلک رعایت اِن سب دستوروں کی کرتے ہیں۔ اور اگر سونڑ کا ہونے کو عرصہ گزرے، تو ساتے روز تلک؛ اور اگر گھر سے نکل کر دو چار ہی دن میں سونڑ کا ہو جاوے، تو سفری ٹھگ پر ہیز شکنی کر دیویں؛ لیکن اُن کے گھر والے بہ سبب لاعلمی کے وہی ساتے دن تلک رعایت ممنوعات کی کریں۔

اور دستور سب ٹھگوں کا ہے کہ جس آدمی کے پاس سوائے سُونے کے، اُن کی دانست میں کچھ روپ درکن نہ ہووے، یا وہ سید، خواہ برہمن ہووے، یا اُس کی سواری میں گھوڑا، ٹٹو، گاے، بَیل وغیرہ ہووے، اُس کا سونڑ کا نہ کریں کہ نحس جانتے ہیں۔ باقی حال اُن کا کہ جن کو ٹھگ لوگ کبھی ہلاک نہیں کرتے رکت بیج میں بیان ہو چکا۔

**ساتے ذات:** ساتے قوم ٹھگوں کی، جس کی تفصیل یہ ہے: بھینس، بَرسُوتھ، کاچنی، ہتار، گانو، ہَندَل، بھلیم[1]۔ اور باقی فرقے کے اِسی ساتے ذات میں سے متخرج ہوئے،

---

[1] رسالۂ فارسی میں اور مصطلحات میں یہاں تک عبارت مشترک ہے۔ اِس کے بعد رسالۂ فارسی میں بعض ٹکڑے زائد ہیں۔ میں احتیاطاً یہاں سے لے کر آخر تک کی متعلقہ عبارت نقل کرتا ہوں [خاص اضافہ یہ ہے کہ ٹھگ یہ مانتے ہیں کہ اِن سات ذات سے کُل چوراسی ۸۴ فرقے، یعنی ٹھگوں کی چوراسی شاخیں بنی ہیں]:

"و آنانکہ حینِ حیاتِ ایں ہفت قوم بہ حلقۂ اطاعتِ شاں در آمدہ دادِ سفاکی دادند، نُہ فرقہ بودند کہ حالا در ٹھگاں بہ "نو بھانت" مشہور اند۔ تفریقش چنیں کہ: ہانڈی وال،

(بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر)

جیسے کہ: ہانڈی وال، سری پوتے، یاچریا پوتے، ڈھولانی، اعتبار خانی، گگرا، کاٹھر، قلندر، پچ بھیا۔ اور بعضے ٹھگ کاٹھر کو بھی آٹھویں ذات کہتے ہیں۔

الغرض، ٹھگوں کو یہ اعتقاد ہے کہ اگلے زمانے میں بھَینس، بَرسُوتھ وغیرہ سات بھائی قوم کے مسلمان، ولایت کی طرف سے دلّی میں آئے تھے؛ پیشہ اُن کا ٹھگی تھا اب ہوتے ہوتے اُنھی میں سے ہر قسم کے ٹھگ پھیل گئے۔

سانبھر[1]: روکڑ۔

سانٹا[2]: دکھنیوں کی زبان میں بہ معنی کڑا، یعنے حلقۂ دست۔

سانٹھ: تلوار۔

سانچا[3]: مہلوک کے مدفن کو کہتے ہیں کہ گرواکی صورت ہووے، لیکن بہت گہرا نہ ہووے۔

سانڑھ: اُس مسافر کو کہتے ہیں کہ جب ٹھگ لوگ اُس کو مارنے کاارادہ کریں، وہ کسی طرح بھاگ جاوے۔ ہندوستانی ودکھنی وادکرٹیوں کی زبان ہے۔

سانکھول: تین عدد۔ اکثر مسافر پر بولتے ہیں۔

---

(بقیہ حاشیہ پچھلے صفحے کا)

سری پوتی، چریاپوتی، ڈھولانی، اعتبار خانی، گگرا، کاٹھر، قلندر، پچ بھیا۔ وباقی اقوام کہ دریں زماں پیشۂ ٹھگی در پیش دارند، بمنزلۂ فروع ایں سات ذات ونو بھانت اند، کہ ٹھگانِ چوراس نامند، یعنی ہشتاد و چہار فرقہ ازیں سات ذات ونو بھانت پیشۂ ٹھگی آموختہ اند۔ فی الجملہ اکثر ٹھگانِ کہنہ سال وہوشیار، انچہ از آباواجدادِ ایشاں خبر بہ آنہا (رسید) چنیں قائل اند کہ درازمنۂ ماضی درشہرِ دہلی، بھینس وبرسوتھ وکاچنی وتھارو گانوو تندل وبھلیم نام ہفت برادراں بودنداز قومِ مسلمان وپیشۂ ٹھگی میکردند۔ حالااولادو احفادِ شاں بہمیں لقب ملقب اند"۔

[1] اصطلاحات: سانبھر۔ رسالۂ فارسی: روکڑیاں، خواہ روکڑرانامند۔ رماسیانا: SAMBHUR۔

[2] اصطلاحات: "سانٹا، مذکر، ٹھگوں کی اصطلاح، مراد: چھوٹی تلوار۔ اور بعض ٹھگ ہاتھ کے کڑے کو کہتے ہیں"۔

[3] اصطلاحات: "سانچہ، مذکر، ٹھگوں کی اصطلاح، مراد: تابوت، لحد، مدفن، جو مقتول کے لیے بنایا جائے، جولاش کے برابراور گہراہو"۔

سِتک : دکھنی ٹھگ سونے، یعنے طلا کو کہتے ہیں۔

سِٹکالا : دکھنی ٹھگ سونے کے ہون کو کہتے ہیں، ساڑھے تین ماشے کا ہوتا ہے اور دکن میں رائج ہے۔

سُتلی : بیس روپے۔

سَٹھنا:[1] کھُسمان، یعنے مسلمان۔ او کڑیئے ٹھگ ریک یار یکھ کہتے ہیں۔

سَٹھوت:[2] بھَٹوت۔ اور بعضے ٹھگ کہتے ہیں کہ جو کوئی تلوار سے مارے، اُس کو کہتے ہیں۔

سَٹھیانا : تلوار سے قتل کرنا۔

سَر بُلند خاں : یہ ایک نام ہے اشارے کی طرح، کہ جب چاہیں کہ مسافر کو ماریں، تو ایک ٹھگ کسی بہانے سے یہ نام لیوے۔ پس جو ٹھگ کہ اُس مسافر کی بھَٹوتی پر پہلے سے مقرّر کیا گیا ہووے، یہ نام سُنتے ہی اُس کے پاس مستعد کھڑا ہو جاوے اور جھِرنی پاتے ہی پھانسی لگاوے۔

اور کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ جو کوئی غیر آدمی کسی ٹھگ کے پیچھے کھڑا ہووے اور اُس کو معلوم نہ ہووے کہ میرے پیچھے کوئی اغیار ہے، تو اور ٹھگ یہی نام لے کر ہوشیار کر دیتے ہیں۔ اور دِگر یادِگر خاں یا سرمست خاں بھی اِسی مقام پر بولتے ہیں۔

سربن:[3] گوش را گویند۔

سُرخی:[4] کنایہ از خون باشد کہ بہ عربی "دَم" خوانند۔

سَردَھنی: دھوتی[5]۔ جمالدی ولودھا ٹھگ بیتی کہتے ہیں۔

---

[1] اصطلاحات: "سنٹھنا، مذکر، بہاری ٹھگوں کی اصطلاح، مراد تلوار بند ٹھگ۔ [سانٹھا: ہندی، بہ معنی ڈنڈا]"۔

[2] رسالۂ فارسی: کسے را گویند کہ از شمشیر قتل کند، چنانکہ شخصے را کہ از پھانسی ہلاک کند، بھَٹوت گویند۔

[3]،[4] یہ دونوں اندراج صرف رسالۂ فارسی میں ہیں۔

[5] اصطلاحات: دھوتی، ساڑھی۔ رماسیانا: SURDHUNEEA۔

سرما:[1] سر را گویند، کہ بہ عربی راس خوانند۔

سرنا: سر، یعنے فرق۔

سرمست خاں: بہ معنی سر بلند خاں، کہ بیان ہو چکا۔

سروا: بعضے ٹھگ خصوصاً جمالدی، بنیے، یعنے بقّال کو کہتے ہیں۔

سری پُوتی:[2] چڑیا پوتی[3] میں بیان ہوا۔

سری دِن:[4] لفظِ اوّل است از الفاظِ سبعہ کہ برائے ادراکِ تاریخ ہائے سعد ونحس مُخبرۂ بعضے ٹھگانِ ذی ہوش است۔ و قاعدۂ دانستنش چنین است کہ چوں تاریخے برائے روانگیِ سفر مقرّر نمایند، پس سعادت و نحوستِ آں روز بہ اعتقادِ خود چنیں در یابند کہ آں تاریخ را مع تاریخہا کہ ازاں ماہ انقضا یافتہ، گرفتہ تعداد را مضاعف سازند۔ ہر قدر کہ در شمار بر آید، نگاہ دارند۔ بعد ازاں از ماہِ چیت تا آں ماہ کہ دراں عزمِ روانگی باشد، شمار سازند۔ یعنے آں ماہ را کہ دراں عزمِ روانگی دارند، گذاشتہ شہورِ ماقبلش را از ماہِ چیت بشمار آرند و عددِ ماہ ہائے مذکورہ را در تعدادے کہ نگاہ داشتہ اند، شامل سازند۔ پس ہر قدر کہ شود، منجملۂ آں ہفت ہفت عدد طرح سازند۔ ہر قدر کہ در آخر باقی ماند، آں را نگاہ کنند کہ بکدام لفظ ازیں الفاظِ سبعہ، یعنے سری دِن، کلچّی، آنندی، کال کنٹک، دَھرم دِن، تپیسری، بجے نندن موافق می آید۔ یعنے اگر بعدِ طرف دادنِ ہفت ہفت، یک باقی ماند، بہ سری دن کہ لفظِ اوّل است مطابق باشد، و آں بسیار نیکوست، سفر دراں مبارک باشد۔

واگر دو باقی ماند، بہ کلچّی کہ لفظِ دوم است، برابر باشد و آں بغایت شوم است، سفر دراں مذموم است، بیماری یا کدام رنجے رو دہد۔ واگر سہ باقی ماند، بہ آنندی، کہ لفظِ سیوم است، مطابقت دارد۔ بسیار مستحسن است۔ رنج ہیچ گونہ در اختیارِ آں راہ نیابد۔ واگر چہار ماند، کال کنٹک باشد، نہایت شوم است، خطرِ جاں باشد و بسلامت

---

1. یہ اندراج صرف اصطلاحات اور رسالہ فارسی میں ہے۔
2. اصطلاحات: سریاپوتی۔
3. اصطلاحات: چڑیاپوتی۔
4. یہ اندراج صرف رسالہ فارسی میں ہے۔

از سفر برنگردد۔

واگر پنج ماند، دھرم دن باشد، اندک نحوست دارد، لیکن آں نحوست بہ خیرات حسبِ مقدور دفع تواں کرد۔ اگر شش ماند، تپیسری بود، خوب نیست۔ ہر کہ دراں روز سفر کند، حیرانی و پریشانی کشد و متمتع نشود۔ واگر ہفت ماند، بجے نندن باشد، سفر دراں مبارک باشد و مال یابد و بہ خیر و عافیت بہ خانۂ خود باز بیاید۔

مثلاً ارادۂ سفر بتاریخِ بستم ماہِ مذکور نمودند، پس موافقِ قاعدۂ مذکور الصدر بست را کہ مضاعف کردند، چہل شد، آنرا جداگانہ نگاہداشتہ، شمارِ شہورِ ماقبل را کہ نمودند از چیت تا ماہِ بھادوں، کہ ماقبلِ کُوار است، شش برآمد، بدیں تفصیل: چیت، بیساکھ، جیٹھ، اساڑھ، ساون، بھادوں؛ پس ایں شش عدد را کہ بر چہلِ مرقوم افزودند، چہل و شش شد۔ چوں از چہل و شش ہفت ہفت طرف نمودند، چہل و دو محذوف شدہ، در آخر چہار باقی ماند۔ پس ایں عددِ چہار بہ لفظِ کال کٹک کہ لفظِ رابع است، مطابق اُفتاد، دانستند کہ تاریخ مذموم است، ترکش واجب[1]۔

**سِسُکار**: جمالدی اور لودھا ٹھگ دھوبی کو کہتے ہیں۔

**سُسَل**: وہ[2] مہلوک کہ بہت آسانی سے مارا جاوے اور کچھ ہاتھ نہ ہلاوے۔ باقی حال اُس کا بسَل میں بیان ہوا[3]۔

**سُسَل کرنا**[4]: بیان اِس کا بسَل میں ہو چکا۔

---

[1] ٹھگ سفر کے لیے تاریخ کا تعین کس طرح کرتے ہیں، اِس کا مفصل بیان جتائی پر جانا میں آ چکا ہے۔ اُس کے مطابق پنڈت تاریخ کا فیصلہ کرتا ہے۔ رسالۂ فارسی کے اِس اندراج میں اِس سلسلے میں جو کچھ لکھا گیا ہے، یہ اُس سے مختلف ہے۔ میرا خیال ہے کہ عام ٹھگوں کا طریقہ تو وہی ہے جو جتائی پر جانا میں مذکور ہوا۔ یہ طریقہ بعض ٹھگوں کا ہوگا اور اِس کی صراحت اِس عبارت میں موجود ہے اِن الفاظ میں: "مخترَعۂ بعضے ٹھگانِ ذی ہوش"۔ اِس اندراج کو اِسی نظر سے دیکھنا چاہیے۔

[2] اصطلاحات: "مسافر کو رام کرنے کا طریقہ۔ ملنساری"۔

[3] رسالۂ فارسی میں اِس ٹکڑے کا اضافہ ملتا ہے: "و نیز تنِ عریاں را گویند"۔

[4] رسالۂ فارسی: "سسل کرنا، بہ معنی شُستنِ دست و رو، خواہ دیگر اندام"۔

سُفیدی: چاندی، یعنے نُقرہ۔

سِکّہ[1]: رومال بھٹوتی کرنے کا۔ اکثر دکھنی ٹھگ بولتے ہیں۔

سَمسیا: وہ ٹھگ کہ مسافر کا ہاتھ پکڑے تاکہ بھٹوت بھٹوتی کرے۔

سَمسِیائی: ہاتھ پکڑنا مسافر کا کہ بھٹوت بھٹوتی کرے۔

سُن: نیا ٹھگ کہ جس نے کسی مسافر کی بھٹوتی نہ کی ہووے۔ باقی حال نُورَیا میں مذکور ہوگا۔

سُناری: دکھنی اور تلنگانی ٹھگوں کی زبان میں چیل کو کہتے ہیں۔ بیان اِس کے شگون کا اگاسی و بھُونتی میں ہو چکا۔

سِنّگارِیا[2]: شگونِ دیدنِ آہوے قسمِ کلان است۔ بیانش در رُبوڑ کی مذکور شد۔

سِنّگور[3]: بہ معنی سانکھول، کہ بیان ہو چکا۔

سِوالی: تلنگانی ٹھگوں کی زبان میں لومڑی کو کہتے ہیں۔

سوپڑیا: باگڑیا ٹھگوں کو کہتے ہیں۔ بیان ہو چکا۔

سَوپنّکھیرؤ ایک دَنّتیرؤ: دَنّتیرؤ میں بیان ہو چکا۔

سُوتھا: وہ ٹھگ کہ مسافر کو پُھسلا کر اپنے دامِ ہمراہی میں لیوے۔

سُوتھائی: مسافر کو فن و فریب سے دامِ ہمراہی میں لینا۔

سُودھ: مسافر کا کچھ نقد کسی پوٹلی وغیرہ میں بندھا ہوا، یا اُس کے مال کا جائزہ اور اندازہ کہ کتنا ہے اور کیا ہے۔ جمالدی وغیرہ بولتے ہیں۔ اور جمالدی سُودھ کو تاگی بھی کہتے ہیں۔

سُودھ لینا: مسافر کی جایداد کا جائزہ لینا یا اُس کے مال کو قیاس کرنا کہ کیا ہے اور کس قدر ہے۔

سُودھنا: بہ معنی سودھ لینا، کہ بیان ہو چکا۔

---

[1] اصطلاحات: "سِکّا: مذکر، پھانسی کا پھندا یا پھانسی دینے کی رسّی یا رومال"۔

[2] یہ اندراج صرف رسالہ فارسی میں ہے۔

[3] اصطلاحات: "سہ گونہ کا غلط تلفظ، تِکنا"۔

سوسِیا: ٹھگوں کاایک گروہ ہے کہ اکثر سکونت اُن کی اضلاع جے پور اور اونیارا علاقہ جے پور اورکشن گڑھ ،بوندی ،اودے پور ،شاہ پور ،رتھلام ، جھابوا ، منسودا ، کھاسرود اور ٹونک علاقہ نواب محمد امیر خاں میں ہے۔اور سوسیا ٹھگ اُن شہروں میں[1] نایک اور نایکڑا کے لقب سے مشہور ہیں،اور تھوری بھی اُنھی کو کہتے ہیں۔اِس گروہ نے چند پُشت سے ٹھگی اختیار کی ہے اور ساہوکاروں کے بھیس میں ٹھگی کرتے ہیں،یعنے ایک وضع دار ساٹھگ مہاجنوں کے سے کپڑے پہن کر، بہل یا کسی معقول سواری پر بیٹھے اور باقی ٹھگ مسلح و مکمل ہو کر نوکر چاکر سپاہیوں کی طرح اُس کے ہمراہ لیویں۔اور جب کسی مسافر کو پاویں، تو اَگریا ٹھگوں کی طرح سو تھائی، سمسیائی، بھٹوتی وغیرہ کر کے بہ دستورِ معہود مدفون کریں۔اور کبھی روکڑیوں کی صورت یا سپاہی متلاشیِ روزگار کے طور پر ٹھگی کرتے پھریں۔اور ذات اِن کی دھانک ہے،اور ٹھگ اِن کا حقہ پانی نہیں پیتے اور کمین جانتے ہیں۔

سوکھی ٹانکڑی: بیان اِس کا دَھیا میں ہو چکا۔

سونٹرکا: پہلی واردات گھر سے نکلنے کے بعد۔بیان اِس کا لفظ ساتا میں ہو چکا۔

سِہارنا: شمار کرنا۔

سِیا: سُونا،یعنے طلا۔

سِیب:[2] ٹھگوں کا مکروفریب،یا لباس اچھا،یا ظاہر اچھا۔

---

[1] رسالہ فارسی: "...... قومِ نایک یعنی بنجارا را گویند کہ از چند پشتِ خود بہ کسوتِ بنجارگاں پیشہ ٹھگی می نمایند، یعنی اجناسِ غلہ یا پنبہ وغیرہ بر نرگاو بار کردہ بہ طریقِ تجارت باطرافِ عالم برندو چوں مسافرے در اثنائے راہ خواہ مقام بہ قابوے شاں افتد...... کارش تمام ساختہ بہ جایے متواری مدفون کنند...... ہندو مذاہب و ارذالِ قوم مثلِ کولی و دھانک وغیرہ ہستند ٹھگانِ اطرافِ دیگر شریکِ اکل و شرب بہ آنہا نشوند...... و نایک یعنی بنجاراہاے ملتان از قدیم الایام پیشہ ٹھگی دارندو اصلِ آنہا مثلِ ٹھگانِ قدیم از دہلی است...... دستورِ ٹھگانِ ملتان چنین است کہ...... دختراں کہ بہ خانہ ایشاں پیدا می شوند، زندہ نمی گذارندو اگر زندہ گذارند، کتخدائیِ او سوائے در برادریِ خود جاے دیگر نمی نمایند"۔

[2] رماسیانا: سیپ (SEYP)۔مخطوطے اور مصطلحات میں "سِیب" (مع یاے مجہول و باے موحدہ) ہے۔

سَیٹ:[1] بزاڑی ٹھگوں کی زبان میں پھول کو کہتے ہیں کہ بیان ہو چکا۔

سِیٹنا: اُس آواز نکالنے کو کہتے ہیں کہ سوتے ہوئے آدمی، یا جس کا گلا گھونٹیں، اُس کے گلے سے نکلے۔

سیٹھ:[2] یائے معروف ویائے مجہول، دونوں سے درست ہے۔ چڑیا کے شگون کو کہتے ہیں کہ لفظ پتوری میں بیان ہو چکا۔

سِینڈری: دکھنی ٹھگ مونگے کو کہتے ہیں۔

سَینی دینا: دکھنی ٹھگ جھرنی دینے کو کہتے ہیں۔

## لُغاتِ جدید

**ساٹھ مَلنگ**: اوکڑیئے ٹھگوں کے پیر و مرشد تھے۔ اوکڑیوں کا اعتقاد ہے کہ ٹھگی اُن کے عہد سے رواج پائی۔ جیسا کہ ہندوستانی ٹھگ جھونٹرا نایک و کودک بنواری و دادا ڈھیٹرا اور نظام الدین اولیا کو اپنا راہ بر جانتے ہیں، اُسی طرح اوکڑیئے ٹھگ ساٹھ ملنگ کو مانتے ہیں۔ عہد اُن کا، اور یہ بات کہ وہ کہاں تھے، متحقق نہیں۔ اوکڑیوں کا دستور ہے کہ جب کوئی بڑی واردات کرتے ہیں، تو اُس میں سے پہلے کچھ روپیہ نکال کر، آدھے کی مٹھائی دیبی کے نام پر چڑھا کر، مل جل کر کھا لیتے ہیں اور ایک حصے کی مٹھائی ساٹھ ملنگ کے نام، اور ایک حصے کی مٹھائی سُورانندن کے نام چڑھا کر کھا لیتے ہیں۔

بیان اُن کا یہ ہے کہ ساٹھ ملنگ، دیبی کے حکم سے مسافروں کو مار کر، جاید اد لے، لاشوں کو بن گاڑے چھوڑ چھاڑ چل دیتے تھے اور سَوا پہر پیچھے پھر کر نہ دیکھتے تھے۔ دیبی بہ موجب عہد و پیماں کے لاشوں کو لے جا کر غائب کر دیتی تھی۔ ایک دن کسی ٹھگ نے پیچھے پھر کر دیکھا کہ دیبی لاشوں کو غائب کر رہی ہے، دیبی نے وہیں کنارہ کشی کر کے کہا کہ اب سے لاشیں جانیں اور تم جانو۔ ٹھگ لوگ یہ بچن دیبی

---

[1] اصطلاحات: سِیٹ۔

[2] اصطلاحات: سیٹی کا مخفف......۔

کاسُن حیران رہ گئے کہ اب لاشوں کو کیا کریں گے۔ ناگہاں سورانندن دھوبی کی آواز سنی کہ ندی پر سُواں سُواں کر کے کپڑے دھوتا ہے۔ چوں کہ "سُواں کے آنا" اوکڑیئوں کی اصطلاح میں چھپانے کو کہتے ہیں، اُنھوں نے جانا کہ سورانندن لاشوں کو چھپانے کی صلاح دیتا ہے۔ تب سے لاشوں کو خود چھپانے لگے، اور سورانندن کو بھی پھلکی کی ڈانس موڑانی میں ساٹھ ملنگ کے ساتھ شریک کرنے لگے۔ باقی حال دیبی کی پوجا کا حسبِ دستور ہندوستانی ٹھگوں کے لفظ تپونی میں، اور حسبِ طریق دکھنی ٹھگوں کے لفظ پنچایتی گوت میں مذکور ہوا۔ اور اعتقاد ہندوستانی ٹھگوں کا دیبی کی لاش پوشانی و آخر کو کنارہ کشی کرنے کے مقدّمے میں لفظ کسی میں ملاحظہ کیا جاوے۔

**ساڑ بھوگل کانتا:** کرناٹکی ٹھگوں کی زبان میں بہ معنی وطریق ماتھا پھوڑ کے ہے، کہ لفظ دنتیرو میں بیان ہوا۔

**ساڑھے سانکڑ کائیٹ:** اوکڑیئے ٹھگ ستر کو کہتے ہیں۔ مشروحاً گنتی لفظ آلستا میں بیان ہوئی۔

**سانتل کرنا:** اوکڑیئے ٹھگ پیشاب کرنے کو کہتے ہیں، نونِ غنہ سے پڑھنا چاہیے۔

**سانتھا:** بہ نونِ غنہ، جمالدی ٹھگوں کی زبان میں کپڑے کو کہتے ہیں عموماً۔

**سانکڑ:** بہ نونِ غنہ، اوکڑیئے ٹھگ سانکھول، یعنے تین عدد کو کہتے ہیں۔

**سانکڑ چمٹ:** اوکڑیئوں کی اصطلاح میں تین پاو کسی چیز کو کہتے ہیں؛ کیوں کہ سانکڑ: تین، و چمٹ: پاو۔

**سانکڑ کائینٹ:** اوکڑیئوں کی اصطلاح میں ساٹھ عدد کو کہتے ہیں۔ مشروحاً گنتی لفظ آلستا میں ذکر ہوئی۔

**سبو:** اوکڑیئوں کی زبان میں ارن کا ضد ہے، یعنے بہت، یا بڑا۔

**سبو پتلا:** اوکڑیئوں کی زبان میں ہاتھی کو کہتے ہیں؛ کیوں کہ سبو: بڑا، و پتلا: گھوڑا؛ پس گویا ہاتھی، بڑا گھوڑا ہے۔

**سبو ستّی:** اوکڑیئے ٹھگ دریاے گنگ کو کہتے ہیں؛ کیوں کہ سبو: بڑا، و ستّی: دریا۔

سَبّو سیونی: اوکڑیے ٹھگ پتھر کو کہتے ہیں اور مار پیٹ کو بھی کہتے ہیں؛ کیوں کہ سَبّو: بہت، اور سیونی: مار پیٹ۔

سَبّو کچن: اوکڑیے ٹھگ بڑے آبخورے اور بڑے کٹورے کو کہتے ہیں عموماً، اور ہر ایک بڑے باسن کو کہتے ہیں خصوصاً؛ کیوں کہ سَبّو: بڑا، و کچن: باسن۔

سَبّو گھاڑ کِٹو: اوکڑیے ٹھگ صاحب لوگوں کو کہتے ہیں۔

سَبّو مالتی: اوکڑیے ٹھگ ایک برس کو کہتے ہیں۔ تشریح اِس کی اَرنی مالتی میں گزری۔

ستّرَ ھور: تشریح اِس کی آکستا میں بیان ہوئی، یعنے ستّرہ۔

سَتُریا: جمالدی ٹھگ کسبی کو کہتے ہیں۔

ستّور: بیان اِس کا آکستا میں مشروحا ہو چکا۔

سَتّی: اوکڑیے ٹھگ ندی کو کہتے ہیں۔

سِٹکارا: دکھنی ٹھگوں کی زبان میں بہ معنی سیٹھ، کہ شرح اُس کی پتوری میں ہو چکی۔

سَٹنگ: اوکڑیوں کی زبان میں ہوشیار مسافر کو کہتے ہیں۔

سَٹنگ ہو جانا: مصدر ہے سَٹنگ کا۔

سدّا: اوکڑیے ٹھگ بھائی، یعنے برادر کو کہتے ہیں۔

سدّی: اوکڑیے ٹھگ بہن کو کہتے ہیں۔

سِکَرپالا: بہ معنی سِکرپالا، کہ مذکور ہو گا۔

سِکَر کِٹیا: بہ معنی سِکر کِٹو، کہ مذکور ہو گا۔

سَکَڑیا: بہ معنی سوکرا، کہ مذکور ہو گا۔

سَلُٹن: جمالدیوں کی زبان میں بروزن و معنی پلٹن۔

سَمامَن: اوکڑیوں کا یہ ایک اشارہ ہے کہ اگر کسی کو آتے دیکھیں تو شاہ محمد و شیخ جی و چھمن وغیرہ ناموں کی طرح، کہ باجید خاں میں مذکور ہوئے، لے کر ٹاہا پکاریں۔ ٹھگ

سمجھ جاویں کہ کوئی آتا ہے۔ اور اگر ٹِلہا لوگ جانیں کہ کوئی بھی نہیں آتا، تو خاطر جمعی کرانے کے واسطے مہیش داس کر کے پکاریں۔

سُنّگنا: کانٹھر کے سوسیا ٹھگوں کی اصطلاح میں ناک کو کہتے ہیں۔ معلوم ہوتا ہے کہ یہ لفظ "سونگھنی" سے، جس کو جمالدی نتھ، یا ناک کے معنوں میں استعمال کرتے ہیں، مشتق ہو گا۔

سُنھوہی پڑنا: جمالدیوں کی زبان میں گرفتار ہو جانا عموماً۔

سَنیر: جمالدیوں کی زبان میں قوم دوسادھ کو کہتے ہیں، جسے کھکرا بھی کہتے ہیں۔

سَوائکلا سوٗت: اوکڑیئوں کی اصطلاح میں لاکھ عدد کو کہتے ہیں۔ مشروحاً گنتی آکستا میں ذکر ہوئی۔

سُوانکے آنا: بانون ہاے ظاہر، اوکڑیئوں کی زبان میں: چھپا دینا۔

سوٗپُو: اوکڑیئوں کی اصطلاح میں اسّی ۸۰ کو کہتے ہیں۔ مشروحاً گنتی لفظ آکستا میں بیان ہوئی۔

سوٗت: اوکڑیئوں کی زبان میں ایک سَو کو کہتے ہیں۔ مفصّل کیفیت شمار کرنے کی لفظ آکستا میں ذکر ہوئی۔

سوٗت لینا: دکھنی ٹھگوں کی زبان میں تحقیق کر لینا عموماً۔

سوٗتنا: زبانِ مذکور میں تحقیقات کرنا۔

سُوٹھی: جمالدیوں کی زبان میں مہاجن کی کوٹھی کو کہتے ہیں۔

سورانندن: ایک دھوبی کا نام ہے، کہ قصہ اُس کا ساٹھ ملنگ میں بیان ہوا۔

سوٗرتی کھانا: جمالدیوں کی اصطلاح میں بولنا اِس کا، مسافر کے قتل کا حکم دینا ہے۔ اکثر الفاظِ جھِرنی، یعنے اشارہٗ قتل کے لفظ بھٹوتی میں تذکرۃً بیان ہوئے۔

سوٗرج پھِکاری: اُس گیدڑ کی آواز کو کہتے ہیں کہ سورج نکلنے کے وقت آواز دیوے۔ کمال منحوس جانتے ہیں۔ باقی کا حال بھالوٗ میں بیان ہوا۔

سُوڑھ: اوکڑیئے ٹھگ بھاری، وزمین کو کہتے ہیں عموماً۔

سُوڑھنی: جمالدی ٹھگ ہو کی کُنڈری، یعنے ہاتھی کو کہتے ہیں۔

سوٗگرا: اوکڑیوں کی زبان میں کان کو کہتے ہیں، جس کی فارسی "گوش" ہے۔

سُوگراالاپٹنا: زبانِ مذکور میں بہ معنی دھوبی۔

سوٗگروا: بہ معنی سوگرا، کہ بیان ہوا۔

سوٗگروالاپٹنا: بہ معنی سوگراالاپٹا، کہ بیان ہوا۔

سوٗگروٗ گھیرڑوا: اوکڑیٹے ٹھگ کرٗ، یعنے بہرے کو کہتے ہیں، اور کان کٹے آدمی کو بھی بولتے ہیں؛ کیوں کہ سوٗگروٗ مشتق سوگرا، یا سوگروا سے، جس کے معنی کان ہیں اور گِھیرڑوا: ناقص۔

سوٗکھوا: جمالدی ٹھگوں کی اصطلاح میں بہ معنی کپٹا، یعنے شراب۔

سُوکھور: تشریح اِس کی آلستا میں ہو چکی۔

سوٗمَرنی: جمالدیوں کی زبان میں روٹی، جس کو ہندوستانی و دکھنی ٹھگ ٹاپ و ٹاوڑی و گوڑھا و گوڑھونی، و اوکڑیٹے ٹھگ بانڈِک موٗڑانی کہتے ہیں۔

سُونڈَل: باواوِ مجہول و نونِ غنہ، اوکڑیٹے و بھورسوٹے ڈھول کو کہتے ہیں خصوصاً، اور دَف وغیرہ باجوں کو عموماً۔ اگر گھر سے نکلتے وقت کسی باجے کی آواز داہنی طرف سے سنائی دیوے تو مبارک، اور بائیں طرف سے بدیمن جانیں۔

سوٗنگھنی: جمالدیوں کی زبان میں نتھ کو کہتے ہیں اور ناک کو بھی۔ اور کانٹھر کے سوسیا ٹھگ ناک کو سَنگنا بولتے ہیں۔ کیا عجب ہے کہ آپس میں یہ الفاظ مشتق ہوویں۔ اور چوں کہ سونگھنا، یا نتھ ناک سے متعلق ہے، ظاہراً اسی واسطے یہ نام مقرّر کیا۔

سوٗنگھنی کا جھنت: جمالدی ولودھا کی زبان میں نکٹا؛ کیوں کہ سونگھنی: ناک، و جھنت: کم یا ناقص۔

سِیالی: معنی اِس کے اَراسولی میں ذکر ہوئے۔

سِیانا: اوکڑیوں کی اصطلاح میں: مارنا عموماً۔

سِیت: بہ یائے مجہول، اوکڑیٹے و بھور سوٹے ٹھگ بائیں طرف کے شگون کو کہتے ہیں اور شگونِ بد کو بھی۔ تشریح اِس کی لفظ سِین میں ملاحظہ کی جاوے۔

سِیتک: دکھنی ٹھگ سِیا، یعنے طلا کو کہتے ہیں، جس کی رَماسی ٹانڑی وڑیا زبانِ اوکڑیٹی میں ہے۔

سِیروا: جمالدیوں کی اصطلاح میں بہ معنی بنیا۔ اکثر الفاظ اِس رَماسی کے لفظ کوھیا میں مرقوم کیے جاویں گے۔

سیکر پالا: اوکڑیٹوں کی اصطلاح میں داہنا ہاتھ۔ چوں کہ پالا بہ معنی ہاتھ ہے، قیاس مقتضی ہے کہ سیکر بہ معنی داہنا ہووے؛ لیکن ٹھگوں کی تقریر سے ایسا معلوم نہیں ہوتا۔ کہتے ہیں کہ سیکر کے جُدا کچھ معنی نہیں، اِسی جگہ پر بولتے ہیں۔

سیکر کِٹو: بنگالہ کے ٹھگ یا اوکڑیٹے ٹھگ بیتو کو بولتے ہیں۔ اور بعضے ٹھگ سپاہی، خواہ باشندۂ مغرب کو بھی کہتے ہیں۔

سیکر کُود: اوکڑیٹوں کی اصطلاح میں شادی بیاہ کو کہتے ہیں۔

سیگور: بہ معنی سانگڑ، کہ مرقوم ہوا۔ زبان اوکڑیٹی ہے۔

سِین: بہ یائے مجہول و اعلانِ نون، اوکڑیٹے ٹھگ نیک شگون کو کہتے ہیں کہ داہنی طرف سے سُنا جاوے۔ پس سِین اگرچہ بہ معنیِ شگونِ نیک ہے، لیکن اکثر اطلاق اِس کا داہنی طرف کے شگون پر ہے کہ وہ خواہ نخواہ اوکڑیٹوں کے عندیے میں نیک ہوتا ہے، کیوں کہ قاعدہ ٹھگانِ اوکڑیٹا و بھور سوٹا کا ہے کہ اگر داہنی طرف سے شگون ہووے، تو نیک جانیں اور سِین، خواہ ڈاہِن کہیں۔ اور اگر بائیں طرف سے کوئی شگون ہووے، تو بد جانیں اور سِیت نام کریں۔ لیکن بعضے شگون ہیں مثل چاٹ و بھاٹن، کہ برخلاف لیے جاتے ہیں۔ یعنے اگر داہنی طرف سے ہوویں، تو شوم جانیں، و چاٹ سِیت و بھاٹن سِیت کہیں۔ اور اگر بائیں طرف سے ہوویں، تو مبارک سمجھیں اور چاٹ بان و بھاٹن بان بولیں۔ اور باقی حال ہندوستانی ٹھگوں کے داہنے، بائیں شگون لینے کا لفظ پِلہاو میں مفصل ذکر ہوا۔ اور بعضے شگونوں کو ہندوستانی ٹھگوں کے اُلٹا لینے کا لفظ چِڑا میں رقم کیا۔

سینگی والے: ٹھگوں کی ایک قوم ہے کہ لودھا میں سے نشو و نما اُن کی ہوئی اور بارہ

گانو دکھن کے ٹھگ اعتقاد رکھتے ہیں کہ منجملہ سات ذات کے ہر ایک ذات سے اُن کو نسبت ہے۔ کوئی کسی ذات سے کوئی کسی ذات سے متخرج ہوئے۔ ہندوستانی و دکھنی و جمالدی ولودھا ٹھگ اُن کو آد، یعنے قدیم ٹھگ جانتے ہیں اور ہوشیاری اُن کی دل سے مانتے ہیں۔ ہر ایک اطراف و جوانب میں منتشر ہیں اور سینگی والوں کے بھیس میں خانہ بدوش، بَیلوں پر اسباب لادے پڑے پھرتے ہیں لیکن ابھی تک اُن کی گرفتاری و تحقیقات کا حال جاری نہیں ہوا۔ شاید رفتہ رفتہ کچھ اسلوب ہو جائے۔

سِیونی: اوکڑیوں کی زبان میں بہ معنی مار پیٹ۔ مشتق ہے سِیانا سے۔

## شینِ معجمہ کا باب تین[۳] لغت کا[۱]

شاہ محمّد: معنی اِس کے باجید خاں میں بیان ہوئے۔

شیخ جی: اِس کے بھی معنی باجید خاں میں مذکور ہوئے۔

شام بَندھنی: بھور سوئے ٹھگ بیراگی کو کہتے ہیں۔[۲]

## صادِ مہملہ کا باب ایک لغت کا[۳]

صدَر رپوٗہ، یا صَرَ و رپوٗہ: جمالدی ٹھگ ایسی راہ کو کہتے ہیں کہ اُس پر مسافروں کی آمد و رفت بہت ہووے۔ کیوں کہ صدر بہ معنی معروف، وپوٗہ: رستہ۔ و بعضے ٹھگ خام زبانی سے صرور پوہ بھی کہتے ہیں۔

---

[۱] مخطوطہ: شین معجمہ کا باب، جس میں دوٗ لغت ہیں۔ مصطلحات میں آخری لفظ ''شام بندھنی'' کا اضافہ کیا گیا ہے۔ رسالۂ فارسی میں بھی مخطوطے کے مطابق دوٗ لفظ ہیں اور رماسیانا میں بھی یہی دوٗ لفظ ہیں۔

[۲] اصطلاحات میں حرفِ شین کے تحت صرف دو اندراج ہیں: شگون اور شگنوتی۔ اِن کے بعد حرفِ غ کا یہ اندراج ملتا ہے: ''غٹ، مذکر، ٹھگوں کی اصطلاح، مراد گروہ، ٹولی''۔ یہ ''اصطلاح'' کہیں اور نہیں ملی۔

[۳] مخطوطے اور رسالۂ فارسی میں یہ باب شامل نہیں۔ رماسیانا میں بھی نہیں۔

## طائے مہملہ کا باب ایک لُغت کا[1]

**طلب لینا:** جمالدی ٹھگوں کی زبان میں سودھ لینا، یعنے جایدادِ مہلوک کا جائزہ لینا۔

## قاف کا باب ایک لُغت کا[2]

**قلندر:** ملتانی ٹھگوں میں سے ایک گروہ کا نام ہے کہ ریچھ، بندر ساتھ لے کر قلندروں کے بھیس میں ٹھگی کرتے ہیں۔ نشوونما اُن کی قوم تندل سے ہوئی۔

## کافِ تازی کا باب دو سو بیالیس ۲۴۲ لُغت کا[3]

**کانگر:**[4] دکھنی اور براڑی ٹھگ ٹلہا کو کہتے ہیں۔

**کانگری:** دکھنی اور براڑی ٹھگوں کی اصطلاح میں ٹلہائی۔

**کاٹھ:**[5] دکھنیوں کی اصطلاح میں رشوت کو کہتے ہیں۔

**کاٹھر:** ٹھگوں کے ایک فرقے کا نام ہے۔ اور بعضے ٹھگ سوائے سات ذات مسبوق البیان کے، اِس فرقے کو آٹھویں قوم بیان کرتے ہیں۔ اور ٹھگ لوگوں کو اعتقاد ہے کہ بھینس، برسوتھ وغیرہ سات بھائیوں کے عہد میں، جن کا بیان سات ذات میں ہو چکا، ایک شخص اُن کے ہمسایے میں رہا کرتا تھا کہ اُن کی چُغلی چیری کیا کرتا تھا۔ ایک دفعہ اُن سات بھائیوں کی دعوت میں آیا۔ ایک کٹھرا[6] اُس کے پاس تھا، اِس

---

۱ مخطوطے، رسالہ فارسی اور رماسیانا میں یہ باب شامل نہیں۔

۲ مخطوطے، مصطلحات، رسالہ فارسی اور رماسیانا میں حرفِ ق کے تحت یہی ایک لفظ ہے۔

۳ مخطوطہ: ''کافِ تازی کا باب جس میں ایک سو پندرہ لغت ہیں''۔ یعنی نظرِ ثانی میں ایک سو ستائیس ۱۲۷ الفاظ کا اضافہ ہوا۔ رسالہ فارسی میں پچانوے ۹۵ لفظ ہیں اور رماسیانا میں ایک سو گیارہ ۱۱۱ الفاظ ہیں۔

۴ اصطلاحات: کانگر۔ ۵ رماسیانا میں KHAT ہے۔

۶ کٹھرا: ''لکڑی کا بنا ہوا کونڈا یا لگنی'' (اردو لغت)۔ نیز دیکھیے: اِسی باب میں ''کٹھراوالا''۔

واسطے اِس کا یہی لقب ٹھہر گیا۔ آخر کو اُن کی صحبت کے اثر سے پُنگلی لُتری چھوڑ کر، خود بھی ٹھگی کرنے لگا۔ اُس کی آل اولاد اِسی نام سے مشہور ہوئی۔

کاٹھی: دکھنی و ہندوستانی ٹھگوں کی اصطلاح میں راز جوئی، جاسوسی، بات چیت، و آپس میں مشورت کرنا۔ یا سُو تھائی کو کہتے ہیں۔ و ٹھگانِ اوکڑیٹا الف کے بعد نون زیادہ کرکے، یعنے "کانٹھی" بات چیت کو کہتے ہیں۔

کاٹھی مست کرنا: بات آہستہ کرنا۔ قیاساً ایسا معلوم ہوتا ہے کہ کاٹھی جو بات چیت کو کہتے ہیں، تو "مست" اِس مقام پر آہستہ کے معنی میں ہووے؛ لیکن ٹھگ لوگوں کی تقریر سے معلوم نہیں ہوتا کہ "مست" بہ معنی آہستہ کے ہووے، بلکہ ٹھگ بیان کرتے ہیں کہ "مست" ایک حرف ہے کہ اِسی مقام پر مستعمل ہے اور آہستہ کے معنی حاصل ہوتے ہیں، دوسرے مقام پر بولا نہیں جاتا۔ راقم کی دانست میں تعجب نہیں کہ حرفِ نہی ہووے کہ قریب التلفظ "مت" حرفِ نہیِ ہندی کا ہووے، جیسا کہ کہتے ہیں کہ کاٹھی مست کرو، یعنے بات مت کرو۔ اوکڑیٹے ٹھگ اَرَن کا نٹھی کرنا کہتے ہیں۔

کاچنی: ٹھگوں کی تیسری قوم ہے کہ بیان اُس کا سات ذات ورکت بیج میں مذکور ہوا۔

کاڑھ[1]: بہ معنی اُکھرئی ہونا، کہ بیان ہو چکا۔

کاڑھو: کاڑھ کرنے والا یا ٹھگوں کا پہچاننے والا، کہ دشمن ہووے گا۔

کاگرا: پہاڑی کوّے کی آواز کے شگون کو کہتے ہیں۔ ٹھِباو، پِلْہاو اُس کا اُلٹا لیا جاتا ہے، جیسا کہ لفظ چڑا میں مشروحاً بیان ہوا۔

اگر یہ جانور کسی بلند درخت پر سے آواز دیوے تو بہت مبارک جانیں، خواہ داہنی طرف ہو یا بائیں؛ سمجھیں کہ یہ شگون چتر کی طرح سر پر سایہ فگن ہے۔ اور اگر اتفاقیہ کسی درخت پر سے آواز دیوے اور اُس جانور کی نظر کے سامنے کوئی ندی، نالا، دریا وغیرہ بھی ہووے، تو اُس شگون کو جل کاگرا کہتے ہیں اور نہایت مبارک جانتے ہیں۔ سمجھتے ہیں کہ چاندی یا روپیہ یا موتی یا سفید کپڑے ہاتھ لگیں گے۔

---

[1] رماسیانا میں "کاڑھ" کے بعد "کاڑھ کرنا" ہے۔

اور اگر پہاڑی کوّا کسی ہڈّی یا بھینس یا سُور یا پتّھر پر بیٹھا ہوا بولے، پلہاو ہووے یا ٹھِباو، نہایت بد جانیں اور سمجھیں کہ اُس راہ میں کمال خطرہ ہے۔ جس طرف کا ارادہ ہووے، تین۳ دن تلک ترک کریں، بلکہ دوسری راہ پکڑیں۔ اور یہ شگونِ بد کوچ، مقام، خواہ عزمِ روانگی میں ہر طرح سے بُرا ہے۔

اور بعضے ٹھگوں کا قول ہے کہ اگر گاے پر بیٹھ کر بولتا ہووے تو اچھا ہے، کیوں کہ گاے بمنزلہ پچھمی کے ہے۔ اور اکثر ٹھگ کہتے ہیں کہ گاے ہو یا بیل ہو، خواہ کوئی جانور ہو، سب پر بولنا بُرا ہے اور حکم ہڈّی پر بیٹھ کے بولنے کا رکھتا ہے۔

اور اگر ٹھگ لوگ مقام کیے ہوویں اور یہ جانور کسی طرف سے درخت پر بیٹھ کر بولے، تو سمجھیں کہ کوئی مسافر مال دار یہیں آتا ہے؛ پس وہیں مقام کریں۔ اور باقی حال کالیا و چرخ کاگرا و گشت کاگرا و کلیان و بھوئیں کاگرا میں دیکھا جاوے۔

**کال:** تلنگانی اور دکھنی ٹھگ گانو کو کہتے ہیں، اور اوکڑیئے ٹھگ گھر کو اور سنکھ کو۔ اگر داہنی طرف سے آواز سنکھ کی سنائی دیوے تو مبارک جانیں، اور بائیں طرف سے منحوس سمجھیں۔

**کال کنٹک:**[۱] لفظِ رابع است از الفاظِ سبعہ کہ براے دانستنِ سعادت و نحوستِ تاریخہا براے روانگی بہ سفر مُخیرۂ بعضے ٹھگانِ ذی ہوش است۔

**کالکی:**[۲] شراب۔

**کالِندری:**[۳] مٹھائی۔

**کالی:** رات[۴] اوکڑیئے وغیرہ سب ٹھگ کہتے ہیں۔

**کالی کی مانجھ:** بیان اِس کا اگاسی بڑاڑ میں ہو چکا۔

---

۱ یہ لفظ صرف رسالۂ فارسی میں ہے۔

۲ اصطلاحات: ''کالکی، مونث، شراب (ہندی) کلال بہ معنی شراب بنانے والا''۔

۳ رسالۂ فارسی میں ''شیرنی راگویند'' ہے۔ صاف طور پر یہ لغزشِ قلم ہے کہ مٹھائی کا فارسی مرادف ''شیرینی''، ''شیرنی'' بن گیا۔ اصطلاحات: کالندی۔

۴ اصطلاحات: رات یا اندھیری۔

کانپ[1]: رشوت۔

کانتا[2]: گدھے کی آواز کے شگون کو کہتے ہیں۔ بیان اِس کا لفظ دنتیرد میں ہو چکا۔

کانتھن[3]: چھری۔ ہندوستانی و دکھنیوں کی زبان میں کہتے ہیں۔

کانتھنا[4]: ہندوستانی و دکھنی ٹھگ کی زبان میں چھری سے مُردے کے بدن یا پیٹ کو پھاڑنا، اِس واسطے کہ قبر میں لاش پھولے نہیں، کہ پھولنے سے لاش کا مدفن کھُل جاتا ہے اور مُردے کی بو پا کر جنگلی جانور لاش کو نکال لیتے ہیں، ٹھگوں کا پردہ فاش ہوتا ہے۔

اور کبھی ایسا بھی کرتے ہیں کہ مسافر کے مارنے کی حالت میں اگر کچھ لوگ اغیار آپڑیں، تو دو چار چھریاں اُس بیچارے نیم جان کی آنکھوں میں بھونک کر بھاگ جاتے ہیں کہ پھر اگر وہ جاں بر بھی ہووے، تو اُن ٹھگوں کو دیکھ کر پہچان اور گرفتار نہ کرا سکے۔ باقی کا حال کانٹا و کانٹاکری میں ملاحظہ فرمایا جاوے۔

کانوری[5]: پاد کی آواز کو کہتے ہیں، کہ بیان اُس کا اُڑت کانوری میں ہو چکا۔

کانی اینڈھا[6]: جھونڑانایک کی جورو کا نام ہے، اور جھونڑانایک ایک ملتانی ٹھگ تھا کہ بیان اُس کا ہو چکا۔

کپتا[7]: جمالدی اور لودھا ٹھگوں کی زبان میں بھتوت کو کہتے ہیں؛ اور باد فروش، یعنے بھاٹ کو بھی بولتے ہیں۔

---

[1] مخطوطے، مصطلحات، رسالۂ فارسی اور اصطلاحات میں یہی ہے۔ رماسیانا میں KAMP ہے۔
[2] رسالۂ فارسی: کاتا۔
[3] اصطلاحات: کان تھین۔
[4] رماسیانا: کانتھنا یا کانت ڈالنا۔
[5] اصطلاحات میں ''کانوری'' موجود نہیں۔ اِس کی جگہ یہ اندراج ہے: ''کانورا، مذکر، بوکلایا ہوا مسافر جو خوف یا چیخ پکار سے پریشاں حال ہو''۔ مؤلف نے اِس کے تحت یہ صراحت نہیں کی کہ یہ کس گروہ کی اصطلاح ہے۔
[6] رماسیانا میں Kanee Ind ہے (کانی اینڈ)۔ لفظ اینڈ، اینڈھ یا اینڈھا کا صحیح تعین میں نہیں کر سکا۔ دیکھیے: اینڈھا۔
[7] اصطلاحات: ''کپتا، مونث، جمالدی ٹھگوں کی اصطلاح، مراد مسافر کا قتل''۔

کپتائی: جمالدی اور لودھا ٹھگوں کی اصطلاح میں بھٹوتی کے معنی ہیں۔

کبوتری[1]: پاپوش را گویند۔

کبولا: ٹھگ کو دن و بے وقوف، یا وہ ٹھگ نیا کہ جس نے بھٹوتی نہ کی ہووے؛ جس کو سُن اور نُوریا بھی کہتے ہیں۔ باقی حال نُوریا میں بیان ہو گا۔

کپسی: اناج کا کھیت۔

کتھہا[2]: جو ٹھگ کہ مُردے کا پیٹ یا بدن پھاڑے، جیسا کہ کتھیانا میں بیان ہوا۔

کتھہائی[3]: حاصل بالمصدر رہے، کانتھنا کا، کہ بیان ہو چکا۔

کتھیانا: بہ معنی کانتھنا کہ بیان ہو چکا۔

کٹھگولا: بڑھئی۔

کٹوری: بہ معنی بیل، کہ بیان ہو چکا۔

کٹوری مانجنا: یعنے بلیا مانجنا، کہ بیان ہو چکا۔

کٹھُرا والا[4]: کسے را گویند کہ مالکِ سبد باشد کہ دراں گِل از مدفنِ مہلوک بر آرند و ایں کس را دو چہار فلوس یا دو چہار آنہ حسبِ جاید اداز حصہ زاید می دہند۔

کٹھیانا: آپس میں بات چیت کرنا، اور سو تھائی کو بھی بولتے ہیں کہ بیان اُس کا ہو چکا۔

کج: مسافر۔

کجّی: رنڈی کو کہتے ہیں، سوائے ٹھگوں کی رنڈی کے۔

کُجیٹی: دکھنی ٹھگ بیڑی کو کہتے ہیں۔

---

1. یہ اندراج صرف رسالۂ فارسی میں ہے۔
2. اصطلاحات: "کتھیا: مذکر، چغل خور ٹھگ"۔ رماسیانا: Kuthawa۔ رسالۂ فارسی: "کتھہا: کسے را گویند کہ اعضائے مہلوک را بشگافد"۔
3. اصطلاحات: "کتھیائی، مونث، چغل خوری"۔ رسالۂ فارسی: "کتھہائی: شکم و اعضا شگافیِ مہلوک را گویند"۔
4. یہ اندراج صرف رسالۂ فارسی میں ہے۔

**گچا:** بہ معنی رہنا، کہ بیان ہو چکا۔ اور اُس ٹھگ کو بھی کہتے ہیں کہ پکڑا جاوے اور سب حال اور کُل بھید کہہ دیوے۔

**کدوا:** کویلیا ٹھگ سر، یعنے فرق کو کہتے ہیں۔

**گرّا:** ایک قسم اُلو کی آواز کا شگون ہے کہ بیان اُس کا ٹھاکر میں گزرا۔

**گرچنی:**[1] بہ اصطلاحِ ٹھگانِ کورہر کیسہ را گویند کہ مصالحِ پان دراں گزارند۔

**گرسال:**[2] بڑا ہرن، جو نر ہووے، اُس کے دیکھنے کے شگون کو کہتے ہیں۔ اگر داہنی طرف سے بائیں طرف جاوے، شگونِ نحس جان کر، وہ راہ چھوڑ دوسری راہ لیویں۔ اگر دو۲ ہرن ہوویں، چنداں اندیشہ نہ کریں۔ اور اگر بہت سے ہرن، جس کو "مرگ مال" کہتے ہیں، ملیں تو جانیں کہ اور ٹھگوں سے عن قریب ملاقات ہووے گی۔ اور اگر ایک نر ہرن بائیں سے داہنے کو جاوے، فال اچھی جانیں اور دور چل رہنے میں فائدہ جانیں۔ اور اگر دو۲ ہرن ہوویں، شگون اُن کے دیکھنے کا معتبر نہیں ہے۔ باقی حال بُوڑکی میں بیان ہو چکا۔

**گروا:**[3] اُس مدفنِ مہلوک کو کہتے ہیں کہ بہ صورت قبر کے چوکھنٹا اور گہرا ہووے۔ اور جو مدفن کہ گول، تنور کی صورت بناویں، اُس کو گبّا کہتے ہیں۔

**گڑبا:** دکھنی ٹھگ لگھائی کو کہتے ہیں کہ مرقوم ہوگا۔

**گڑبا کرنا:** دکھنی ٹھگوں کی اصطلاح میں لگھائی کرنا، کہ بیان ہوگا۔

**گڑباگری:**[4] دکھنی ٹھگ لگھا کو کہتے ہیں، کہ آگے ثبت ہوگا۔

**گڑُم:**[5] بہ معنی چوبچہ است کہ پائے مجرماں دراں بند سازند۔ (وہ لکڑیا شکنجہ جس میں مجرموں کا پیر پھنسا دیتے ہیں)۔

---

۱ یہ اندراج صرف رسالۂ فارسی میں ہے۔ ۲ اصطلاحات: کرسال، کرسان۔
۳ اصطلاحات: گروا۔
۴ اصطلاحات: کریاکری، دیکھو لگھائی۔ لاش یا مال چھپانے کو گڑھا کھودنے کا عمل۔ زمین میں گڑھے کی کھدائی"۔ ۵ یہ اندراج صرف رسالۂ فارسی میں ہے۔

کِسْوارا: کُنواں[1]

کِسْواری: ذراسا کُنواں۔ بہ طور تانیث کے بولتے ہیں۔

کَسّی: کُدال کو کہتے ہیں، جس سے مدفن مُردوں کا کھودیں۔ اِس سے پیش تر لفظ رکت بیج میں دیبی کا ایجاد پیشۂ ٹھگی کرنا اور ایک کنگال کو وہ پیشہ عطا کرنا اور واردات میں پیچھے پھر کر نہ دیکھنا اور اکثر وصایا و ممنوعات دیبی کے مشروحاً بیان و مرقوم ہوئے۔ اکثر پُرانے اور معتبر ٹھگ بیان بہ اعتقادِ تمام کرتے ہیں کہ آخر کار جھونڑا نایک کے عہد سے پیش تر، کہ اُس کا سنہ ولادت و وفات مُتحقق نہیں ہے، ایک دفعہ ایک غُلام نے واردات ہونے کے بعد مقتل کی طرف پھر کر دیکھا تو کیا دیکھتا ہے کہ دیبی ننگے بدن اپنی اصل صورت سے وہاں موجود ہے اور لاشوں کو اُٹھا اُٹھا کر اپنی سواری کے رتھ پر لادتی ہے۔ اور بعضے ٹھگوں کا قول یہ ہے کہ کرامات کی راہ سے دیبی لاشوں کو ناخنِ پا سے نگلتی تھی۔ اور بعضے کہتے ہیں کہ لاشوں کو اُٹھا اُٹھا آسمان پر پھینکتی تھی۔

جوں ہی دیبی کی نظر غلام پر جا پڑی، غصّے سے بولی کہ اب مجھ کو لاش برداری سے، کہ میرا ذمہ تھا، کچھ کام نہیں۔ اب سے تم جانو اور لاشیں جانیں۔ یہ کہ کر دیبی رتھ سمیت غائب ہو گئی۔ تب سے لاچاری کے سبب کُدال بنوانا اور اُس سے مدفن کھودنا اور لاشوں کو گاڑنا ضرور پڑا۔ اور جو کچھ اِس مقدّمے میں تقریر او کڑیٹے ٹھگوں کی ہے، مشروحاً ساٹھ ملنگ میں ارقام پایا۔

القصہ، جب کوئی جمعدار چاہے کہ کَسّی، یعنے کُدال تیار کرواوے، تو پہلے اچھاً دن تاریخ پنڈت سے پوچھ کر لُہار کے گھر جاوے، یا کسی اپنے عزیزِ معتبر کو بھیجے کہ وہ خبر داری کرے کہ جب تلک لُہار کَسّی بنا نہ چکے، کچھ دوسرا کام کرنے نہ پاوے اور کوئی غیر آدمی اُس کے گھر آنے نہ پاوے۔ پھر جب کَسّی تیار ہو جاوے، تو کوئی اچھاً سا دن ٹھہرا کر کَسّی کو دھوپ دیویں کہ اُس میں اُنس و برکت پیدا ہووے۔ اگر حضر میں ہیں تو دروازے مکان کے بند کر کے، کہ جس میں غیر آدمی کا دخل نہ ہووے، کریں۔ اور اگر سفر میں ہوویں، تو کسی قلب جگہ میں بیٹھ کر، سوائے سنیچر اور اتوار

---

[1] اصطلاحات: ”کنواں جو زراعت کی ضرورت کے لیے کھیت میں کھود لیا جائے“۔

کے، ٹھگوں کی ایک مجلس جماویں اور ایک جگہ لیپ پوت کر، چَو کا دے کر، ایک ٹھگ جو ہوم کے دستورات سے خوب واقف ہووے، اُس چَو کے میں بیٹھ کر اَور ٹھگوں کو بھی اپنے آس پاس بیٹھاوے۔ اور ایک تھالی میں کُدالی کو پاک پانی سے دھو دھا کر، اُس پانی کو ایک گڈّھے میں، کہ چَو کے کے پاس کھدا ہووے، ڈال دیوے۔ بعد اُس کے گُڑ کے شربت سے، پھر دہی سے، پھر شراب سے اُس کسّی کو دھو دھو کر اُس گڈّھے میں ڈالتا جاوے۔ پھر اُس کُدال میں کہ ہنوز سوکھنے نہ پائی ہووے، سات ٹیکے سیندور کے سرے سے نوک تلک لگا کر، کُدال کی نوک کو تھالی کے کنارے پر رکھ کر ہوم کرنے والا اپنے روبہ رو رکھّے۔ اور ایک دوسری تھالی میں ایک ناریل اور پانچ یا سات پان اور ذرا سی لونگیں، اور گوگل جو، اندر جو، تل سفید، صندل، گُڑ رکھّیں؛ اور ایک کٹوری میں گھی رکھّیں؛ اور چَو کے کے بھیتر کنڈوں کی آگ جلاویں، اور ذرا سی لکڑی آنب یا بیر کی تیمّناً جلاویں۔ جب آگ روشن ہو جاوے تو ناریل کے سوا پان، لونگ، گُڑ وغیرہ تھالی کی چیزیں آگ میں ہوم کرنے والا ڈالے کہ شعلہ اُٹھے۔ اُسی شعلے پر کُدالی کو سات دفعہ پھیرے۔ پھر ہوم کرنے والا ناریل کے اوپر سے پوست دور کر کے، کُدال کی نوک کی طرف سے داہنے ہاتھ میں لے کر، سب ٹھگوں سے اجازت ناریل کے توڑنے کی مانگے۔ جب سب ٹھگ اجازت دیویں، تو ہوم کرنے والا کُدال کا سر، جس طرف چھید ہوتا ہے، آوازِ بلند سے "جے دیبی مائی کی" کہہ کر، ایسا زور سے ناریل پر مارے کہ ایک ہی ضرب میں پاش پاش ہو جاوے۔ اور سب ٹھگ بھی چلّا کر بولیں کہ "جے دیبی مائی کی"۔ پھر ذرا سا کھوپرا اور تمام ناریل کا پوست و استخواں آگ میں ڈالا جاوے۔ اور کُدال کو سفید کپڑے میں لپیٹ کر، زمین پر رکھ کر سب ٹھگ روبہ مغرب سجدہ کریں۔ بعد اُس کے کھوپرے کو کھا جاویں اور سب سامان پوجا کا گڈّھے میں ڈال کر تُوپ دیویں کہ پانْو تلے نہ آوے۔

بعد اِس کے شگون پر دھیان دھریں۔ اگر شگون ٹِھیاو کا ہوا، تو فَھُوَ الْمُراد؛ اور اگر پلہاو یا کوئی بُرا شگون ہوا، یا ایک چوٹ میں ناریل نہ پھوٹا، تو جانیں کہ ہوم دیبی کے پسند نہ آیا۔ پھر کوئی اور دن ٹھہرا کر، نئے سرے سے کُدال کو دھوپ دیویں۔

الغرض، جب کُدالی کو دھوپ دیا جاوے، تب سے اُس کا نام کُدال زبان پر نہ لاویں، کسّی یا ماہی کہا کریں۔ اور اگر کوئی ٹھگ بھولے سے کُدال بول اُٹھے، تو ہزاروں

گالیاں دیویں اور وہ بھی اپنے قصور پر بہت شرمندہ ہووے۔

الغرض، جمعدار کسّی کو اپنے گھر میں رکھے اور ہر دفعہ سفر پر جانے سے پیشتر اُسی طرح، جیسا بیان ہوا، کسّی کو دھوپ دیویں۔ اور سفر میں کسّی برداری کا عہدہ اُس کو دیویں، جو بہت ہوشیار ہووے۔ اور جب کُدال کابینٹ کاٹیں، تب بھی شگون ٹھباو کالیویں، جیساکہ لفظِ دستے والا میں بیان ہوا۔ اور کسّی کا کسّی بردار کے ہاتھ سے گرنا بہت نحس جانیں، جیساکہ رَگنوتی میں بیان ہوا۔

الغرض، دستے کو ایک اور شخص اور کُدال کو دوسرا ٹھگ سفر میں اپنے پاس رکھے۔ اور کسّی بردار ہر منزل پر پہنچ کر احتیاطاً کسی جنگل میں گڈھا کھود کر، سب سے چھپا کر گاڑ آوے، یا کسی اَور محفوظ جگہ رکھ آوے، یا اپنے سرہانے گڈھا کھود کر گاڑ دیوے۔ مطلب یہ ہے کہ اگر احیاناً ٹھگ پکڑے جاویں، تو کسّی کسی کے ہاتھ نہ لگے کہ بہت بُرا ہے۔

اور ٹھگ لوگوں کا اعتقاد ہے کہ جس طرف جانے کا ارادہ ہووے، کسّی کا مُنہ، یعنے نوک اُسی طرف رکھ کر گاڑیں۔ پس اگر اُس طرف جانے میں بہتری نہ ہووے، تو کسّی اُدھر سے مُنہ پھیر کر دوسری طرف، جدھر جانے میں بھلائی ہووے، کرلیتی ہے اور جانتے ہیں کہ دیبی کے حکم سے، اور کسّی کو ہوم کرنے سے یہ اثر اور کرامات اُس میں ہو جاتی ہے۔

اور ٹھگوں کو دل سے اعتقاد ہے کہ اگلے زمانے میں دیبی کی توجہ سے کسّی میں اس قدر اُنس تھا کہ ٹھگ لوگ مقام کے وقت کنویں میں ڈال دیتے تھے اور کوچ کے وقت حسبُ الطلب کسّی کرامات کی رو سے خود بہ خود نکل آتی تھی۔ ٹھگ کہتے ہیں کہ جب ہم میں صداقت وارادت نہ رہی اور دیبی کے احکامات سے سرتابی کرنے لگے، کُدالی کی برکت بھی کم ہونے لگی۔

اور ٹھگوں کا دستور ہے کہ کسّی ایسی جگہ گاڑیں کہ لانگھن میں کسی کے نہ آوے۔ اور نجس اور جنب ادب کے سبب کسّی کو نہیں چھوتا۔ اور جب کوئی بے ادبی کسّی کی نسبت ہو جاوے، تو نئے سرے سے دھوپ دیویں۔ یا مدّت تلک اگر کوئی مسافر مال دار ہاتھ نہ لگے، تو بھی دھوپ دیویں۔ اور اگر اتفاقاً کسّی کسی اور آدمی غیر کے ہاتھ کسی طرح جاپڑے اور پھر اتفاقاً ٹھگوں کے ہاتھ لگے، تو تھوڑا سا لوہا اُس کے

مُنہ پر اَور لگانا اور راز سر نو دھوپ دینا واجب جانیں۔ اور جب کسی واردات کے بعد دیبی کی تپونی کریں، تو کسّی کو بھی تپونی میں شامل کریں۔

اور سوائے جمعدار کے کوئی اور ٹھگ کسّی بنوا نہیں سکتا۔ اور بعد ہر واردات کے کسّی کو دھوڈالیں۔ اور جب سفر سے گھر کو پہنچیں، تو کسّی کو دھو دھاکر، سفید کپڑے میں لپیٹ کر رکھ چھوڑیں۔ سوائے بنگالی ٹھگوں کے، کہ اُن کو کسّی سے کچھ اعتقاد نہیں، کیوں کہ لاشیں کنویں میں ڈالتے ہیں؛ اَور سب ملکوں کے ٹھگ، خواہ ہندو ہوویں یا مسلمان، کسّی کی قسم کو نہایت بُزرگ جانیں؛ بلکہ ہندو لوگ اِن گم راہوں کے، گنگا جل کا؛ اور مسلمان اِن بدذاتوں کے قرآن کا اُتنا اعتقاد نہیں رکھتے کہ کسّی کا۔ اگر ہزاروں روپے اُن کے نقصان ہوتے ہوویں، تو کسّی کی جھوٹھ قسم ہرگز نہ کھاویں؛ کیوں کہ دل و جان سے یقین جانتے ہیں کہ کسّی کی جھوٹھ قسم کھانے سے دیبی ہم کو فی الفور سزا دیوے گی۔

الغرض، جب کسی ٹھگ کو کسی ٹھگ پر کچھ دغابازی کا شبہ ہو جاوے، تو اُس سے اِس طرح پر سوگند کسّی کی لیوے کہ کسّی کو دھو دھاکر، ایک کپڑے میں لپیٹ کر، ایک جگہ لیپ پوت کر رکھ دیوے اور جس پر شُبہ ہے، وہ شخص کسّی کو اپنے دونوں ہاتھوں میں لے کر، یا کسّی پر ہاتھ رکھ کر بولے: یا پرمیشری کسّی! اگر فلانا کام میں نے کیا ہووے، یا میں اپنے قول میں سچّا نہ ہوں، تو تو مجھ کو نیست و نابود کر دے۔

اور اِس قسم سے سخت یہ ہے کہ کسّی کو ایک تھالی میں پاک پانی سے دھو دھاکر، قسم کھانے والا، جس طرح کہ بیان ہوا کہ کر، پانی کو چلّو میں لے کر پی جاوے۔ سب ٹھگ یقین جانتے ہیں کہ جو ٹھگ ایسی قسم جھوٹھ کھاوے، ممکن نہیں ہے کہ تین دن یا ایک ہفتے میں مر نہ جاوے، کسی آفت میں مبتلا نہ ہووے۔

اور سب سے بڑی ٹھگوں کے یہاں یہ قسم ہے کہ قسم کھانے والا دیبی کے مندل میں جاکر دیبی کی مورت کے روبہ رو کھڑا ہووے۔ اور ایک چراغ آٹے کا گھی سے روشن کر کے دیبی کی مورت کے آگے رکھیں۔ اور کسّی کو تھالی میں بہ دستورِ مذکور دھو کر، دُھووَن کو قسم کھانے والے کے ہاتھ میں دیویں۔ وہ اُسی طرح جیسا کہ مذکور ہوا، قسم کھاکر پانی کو پی جاوے اور چراغ کو پھونک بجھا دیوے۔ باقی حال اوکڑیوں کے حلف کا ''تاڑی کُڑکی کرانا'' میں ملاحظہ کیا جاوے۔

**کَلَچَئی**:[1] لفظِ دوم است از الفاظِ سبعہ کہ برای دانستنِ تاریخِ سعد ونحس مخترِعۂ بعضے ٹھگان است۔

**کلّوٗ**: چور۔

**کلّوئی**: چوری مالِ مہلوک میں سے۔

**کُمل**: بیان اِس کا بَرگ میں ہو چکا۔

**کنٹھی**: بنگو اور رلودھا اور جمالدی اور مُٹھیا ٹھگ کشتی کو کہتے ہیں۔

**کُنجل**:[2] جمالدی اور لودھا ٹھگ سارس کے شگون کو کہتے ہیں۔ بیان اِس کا جُلہر میں ہو چکا۔

**کُندوٗ**:[3] کویلیا ٹھگ پیٹ، یعنے شکم کو کہتے ہیں۔

**کُندوٗ کولے لُو**: یعنے مہلوک کے پیٹ کو پھاڑو۔ اصطلاح کویلیا ٹھگوں کی ہے۔

**کنیل**:[4] گوش را گویند (ترجمہ: کان کو کہتے ہیں)۔

**کنیلی**: مُرکی یا انٹی کہ کان میں پہنتے ہیں۔

**کوت**: دکھنی اور تلنگانی ٹھگوں کی اصطلاح میں دیبی کی پوجا کو کہتے ہیں کہ کوئی ٹھگ کرے۔ بیان اِس کا لفظ پنچایتی کوت میں مشروحاً ہو چکا۔

**کوٗتار**:[5] شگونِ بد۔ اکثر بُرے شگون جا بہ جا ضمناً بیان ہوئے اور بعضے متفرق لفظ رکنوتی میں بیان ہوئے۔ اور کوٗتار کو اَو کھرُ، اَڈھل، کھرُتل بھی بولتے ہیں اور کھوٗڑا بھی کہتے ہیں۔

**کوٗتک**: جمالدی اور لودھا ٹھگ اُس ٹھگ کو کہتے ہیں جس نے بھٹوتی[6] نہ کی ہووے۔ اُس کو

---

[1] یہ لفظ صرف رسالۂ فارسی میں ہے۔ ترجمہ: دوسرا لفظ ہے سات لفظوں میں سے کہ اچھی، بُری تاریخ معلوم کرنے کے لیے بعض ٹھگوں کے بنائے ہوئے ہیں۔

[2] اصطلاحات: کُنجل۔

[3] اصطلاحات: کُندا، کُندو۔

[4] یہ لفظ صرف رسالۂ فارسی میں ہے۔

[5] اصطلاحات: کوتارا۔

[6] اصطلاحات: "کوتک، مذکر، کرتوت، افعال، اطوار، ف: آوارہ مزاج لوگوں کے کوتک بگڑ جاتے ہیں۔ کودن، نااہل"۔

ہندوستانی ٹھگ سُن اور کبُولا کہتے ہیں۔

**کوٹ:** چوری مالِ مہلوک سے۔

**کوٹ کر لینا:** چُرا لینا جاید ادِ مہلوک سے۔ مفصّل بیان اِس کا بھانس لینا میں ہو چکا۔

**کوٹھا:** چور۔[1]

**کوجاوٗ:**[2] تشریح اِس کی لفظ دھوکڑ میں ہو چکی۔

**گود:** تلنگانی ٹھگ خشکی، یعنے[3] بھات کو بولتے ہیں اور اوکڑیٹے بھی۔

**گودَک بنواری:** ایک ملتانی ٹھگ کا نام تھا کہ بیان اُس کا جھونزا نایک میں ہو چکا۔

**کوڑ رہریا:** اُن ٹھگوں کو کہتے ہیں جو دلّی سے اخراج پا کر کورہر میں، یعنے درمیان کان پور و اٹاوے کے رہنے لگے۔

**گوڑکا:**[4] دکھنی ٹھگ چاندی، یعنے روپے کو کہتے ہیں۔

**کوڑی پھینکنا، یا ڈالنا، یا مارنا:** ٹھگوں کے حصہ لگانے کی ایک ترکیب ہے کہ لوٹ کے مال میں سے مصارفِ بالائی، یعنے حقِ جمعداری وغیرہ دے کر؛ جو کچھ باقی رہے، اُس کے تین[3] حصے کریں اور جتنے ٹھگ ہوویں، تین[3] غول برابر کیے جاویں۔ پھر تین[3] کوڑیاں ہم وزن لے کر، ایک ایک کوڑی کو ایک ایک غول کے نام پر نام زد کریں۔ پھر اَن جان ٹھگ کو تینوں کوڑیاں دیویں کہ ایک ایک کوڑی ایک ایک حصے پر رکھ دیوے۔ جس غول کے نام کی کوڑی جس حصے پر پڑے، وہ حصہ اُسی غول کا ہووے۔ پس ہر غول آپس میں بانٹ لیویں۔ اور اگر اُس جماعت میں بھی تکرار

---

1. رماسیانا کے مطابق وہ ٹھگ جو مالِ مہلوک سے چوری کرے۔
2. اس میں واو محض اظہارِ ضمہ کے لیے آیا ہے، اصل لفظ "گجاؤ" (گجاءو) ہے جو لفظِ دھوکڑ کے ذیل میں آیا ہے۔
3. "یعنے بھات" یہ ٹکڑا صرف مخطوطے میں ہے۔ یہاں اِسے محض اِس لیے شامل کر لیا گیا ہے کہ معنی کی وضاحت ہو جاتی ہے۔ اصطلاحات میں مختلف معنی مرقوم ہیں: "گود، مونث، خشکی کی راہ"۔
4. رماسیانا میں Kourga ہے۔

ہووے، تو اِسی طرح پھر کوڑی ڈال کر حصّہ کر لیویں۔

اور اگر جایداد میں ایک ہی چیز ہووے، تو اُس کو پہلے تخمینہ کریں۔ مثلاً ایک گھوڑا ہے کہ اُس کو تین[۳] روپے پر تخمینہ کیا، اِسی طرح تین[۳] گروہ ہو کر دس دس روپے ایک ایک غُول پر لگاویں، اور تین[۳] کوڑیاں لے کر، اِسی طرح ہر کوڑی کو ہر جماعت کے نام پر مقرّر کر کے، ایک اَن جان کو دیویں کہ وہ تینوں کوڑیوں میں سے ایک کوڑی مال پر ڈال دیوے۔ پس وہ کوڑی جس جماعت کے نام کی ہووے، مال اُسی جماعت کا ہووے اور اُس جماعت کے ٹھگ دس دس روپے اُن دونوں باقی کی جماعت والوں کو دیں گے۔

**کوکاٹی:** دکھنی ٹھگوں کی اصطلاح میں کَرَّا کو کہتے ہیں کہ بیان اُس کا ٹھاکر میں ہو چکا؛ لیکن دکھنی ٹھگ کَرَّا کے شگون کو ہر صورت میں نحس جانتے ہیں۔

**کھاپا:**[۱] پیر مرد را گویند (ترجمہ: بوڑھے کو کہتے ہیں)۔

**کھاڑو:** ٹھگوں کا قافلہ۔

**کھاڑو پھوٹنا:** ٹھگوں کا جماعت سے متفرق ہو جانا۔

**کھال کھوسیا:** بہ معنی کھورچی (حجام) یعنے موتراش؛ جسے سوسیا ٹھگ چک چوڑا کہتے ہیں۔

**کھان:** بنگو ٹھگ مسافر کو کہتے ہیں۔

**کھانچو:** دکھنی ٹھگ گٹھ کترے کو کہتے ہیں۔

**کھبّا:** گاے، بکری وغیرہ کے گوشت کو کہتے ہیں۔

**کھبّا:** گانو۔

**کھپڑی ہونا:**[۲] کوئی مٹّی کے باسن کے ٹوٹنے کا شگون۔ سفر پر جاتے ہوئے نحس جانیں، خصوصاً اگر گھر سے نکلتے وقت یا سفر میں کوئی مٹّی کا لوٹا یا گھڑا پانی بھرنے کو کنویں

---

۱۔ یہ لفظ صرف رسالہ فارسی میں ہے۔

۲۔ اصطلاحات: کھپری ہونا۔

میں ڈالیں اور وہ ٹوٹ پھوٹ جاوے، تو ہندوستانی و دکھنی ٹھگ نہایت نحس جانیں اور گھر کو پھر آویں۔ باقی حال تانبے، پیتل کے لوٹے کا رستی سے ٹوٹ کر کنویں میں گرنے کا لفظ ڈھنگی میں ملاحظہ کیا جاوے۔

کھتانا، یا کھتائی دینا: کسی ٹھگ کا کہہ دینا حال ٹھگوں کا گانو والوں سے۔

کھترنا: کسی مقام میں اُترنا۔

کھتوا[1]: اس ٹھگ کو کہتے ہیں جو لڑائی جھگڑے کے باعث گانو والوں سے ٹھگوں کا حال بتادے۔

کھتیائی: کسی ٹھگ کی گانو والوں سے ٹھگوں کی چغل خوری۔

کھٹانا[2]: آخرِ شب میں مسافر کو اپنے ساتھ کوچ کروانا۔

کھٹب: آخرِ شب کے کوچ کو کہتے ہیں، جیسے کہ آخرِ روز کے کوچ کو چلب کہتے ہیں۔ پس آدھی رات سے صبحِ صادق کے وقت تلک کھٹب بولتے ہیں؛ کیوں کہ اکثر مسافر کو لے چلنے کا یہی وقت ہے۔ اور صبح سے شام تلک کو پھلکی کہتے ہیں۔ بعضے ٹھگوں کا قول یہ ہے کہ جب رات کو ایک نیند لینے کے بعد آنکھ کھلے، تب سے صبح تلک کھٹب کا وقت ہے۔

کھٹب اگاسی: بیان اِس کا اگاسی میں ہو چکا۔

کھچوا[3]: اُٹھائی گیرا۔

کھڈا[4]: بڈّھا۔

کھرک: دکھنی ٹھگ گھوڑے کو کہتے ہیں، اور رتلام، جھابوا کے سوسیا: کانتا، یعنے گدھے کی

---

[1] اصطلاحات: کھتوا۔

[2] اصطلاحات: ساتھ سفر کرنے کو ٹھگ کا مسافر سے دوستی گانٹھنا۔ مسافر کو ملا کر اخیر شب سفر کو ساتھ لے جانا۔

[3] رماسیانا میں اِس کے معنی ''جیب کترا'' لکھے گئے ہیں۔ اصطلاحات میں ''کھوا'' ہے بہ معنی اُٹھائی گیرا اور رسالۂ فارسی میں اِس کے معنی مصطلحات کے مطابق اٹھائی گیرا ''دست بُرد'' مرقوم ہیں۔

[4] رسالۂ فارسی: کھدا۔ اصطلاحات: کھدا۔

آواز کے شگون کو کہتے ہیں۔

**کھرکا:**[1] بہ معنی دَنتیرو، کہ بیان ہو چکا۔

**کھرگنا:**[2] اسپ راگویند (ترجمہ: گھوڑے کو کہتے ہیں)۔

**کھرکنیا:**[3] بیان اِس کا دَھیا میں ہو چکا۔

**کھرَیری:** جمالدیوں کی زبان میں پچوری کو کہتے ہیں کہ بیان ہوا۔

**کھرَیچا:**[4] جمالدی ٹھگ نالے کو کہتے ہیں۔

**کھرَتل:** دکھنی ٹھگ بُرے شگون کو کہتے ہیں۔ اکثر الفاظ ایسے کو'تار میں ذکر ہوئے۔

**کھڑک:**[5] مدفن کے سنگ ریزوں کو کہتے ہیں کہ اُس سبب سے مشکل سے کھودا جاوے۔ اور کُدال کی آواز کو بھی کہتے ہیں کہ پتھر پر لگنے سے ہووے۔

**کھُسمان:** سُتھنا، یعنے مسلمان۔ اور اوکڑیے ٹھگ ریک یا رپکھ کہتے ہیں۔

**کھُکھی کرنا:** بیان اِس کا تھکی کرنا میں ہو چکا۔

**کھگّا:** گانو، یا گھر۔

**کھِلوا:** شراب راگویند (ترجمہ: شراب کو کہتے ہیں)۔

**کھلّی:** اُس ٹھگ کو کہتے ہیں کہ سفر سے آنے کے بعد مفلسی کے سبب قرض خواہوں کے ڈر سے گھر سے باہر نکل نہ سکے۔

---

1. رسالۂ فارسی: کھڑکا۔ اصطلاحات: کھرگا۔
2. یہ لفظ صرف رسالۂ فارسی میں ہے۔
3. رسالۂ فارسی: کھرکنیا۔
4. مخطوطے اور اصطلاحات میں "کھرَینچا" ہے۔ مصطلحات میں "کھریچا" ہے۔ رسالۂ فارسی میں "کھرَیچا" ہے اور رماسیانا میں "کھرَینجا" (Khureynja) ہے۔ اِس اختلاف کے پیشِ نظر میں نے مصطلحات کی مطابقت کو ملحوظ رکھا ہے۔
5. اصطلاحات: کھڑک، کھڑنک۔

کھَلیتا[1]: کو یلیا ٹھگ گانْو کو کہتے ہیں۔

کھُم[2]: دروازہ۔

کھُمسنا[3]: ٹھگوں کا شامل ہونا اپنی جماعت سے۔

کھوٗ ٹیلی[4]: اٹھ انّی۔

کھوٗدَیلی: بروزن و معنی کھوٹیلی، یعنے اٹھ انّی۔

کھُور: لشکر۔

کھوٗرا ے: پیسہ۔ تشریح اِس کی ڈھلا میں ملاحظہ کی جاوے۔

کھورچی[5]: بہ معنی کھال کھوٗسیا، یعنے موتراش، جس کو سو سیا ٹھگ چک چوڑا کہتے ہیں۔

کھوٗڑا: بیان اِس کا کوٗتار میں ہو چکا۔

کھُورِیلی[6]: بہ واوِ معدولہ، پاپوش را گویند (ترجمہ: واوِ معدولہ کے ساتھ، جوتی کو کہتے ہیں)۔[تلفظ: کھُرِیلی]۔

کھوٗڑَیلی: بروزن و معنی کھوٗدَیلی و کھوٗٹیلی، یعنے اٹھ انّی۔

کھوٗسَرٗ[7]: مُنہ، یعنے دَہَن۔ اور دکھنی ٹھگ اُس مسافر کو کہتے ہیں کہ ٹھگوں کے حال سے ہوشیار ہو گیا ہووے۔

---

[1] اصطلاحات: کھَلیتا: مذکر، ٹھگوں کی اصطلاح، مراد ایسا گانو یا کھیڑا جو کھلے میدان یا ٹیلے پر واقع ہو۔

[2] اصطلاحات: "کھُم۔ کُم، مذکر، دروازہ، دہلیز۔ کھوم"۔

[3] اصطلاحات: "کھُمنا، مصدر، بچھڑے یا پیچھے رہے ہوئے مسافر کا اپنے ساتھیوں سے جا ملنا"۔

[4] اصطلاحات: کھوٹیلا، کھودیلا، مذکر، سکۂ مضروب، ٹھپا لگا ہوا سکہ، انگریزی سکہ۔

[5] رسالۂ فارسی میں اِسے "بہ واوِ معدولہ" لکھا گیا ہے، اِس لحاظ سے مصطلحات میں جو واو ہے، وہ محض اظہارِ ضمہ کے لیے آیا ہے اور تلفظ اِس کا "کھُرچی" ہوگا۔ اصطلاحات: کھورچی، کھُرچی۔

[6] یہ لفظ صرف رسالۂ فارسی میں ہے۔

[7] اصطلاحات: کھوسڑا۔

کھوکھانا:[1] گفتن و سخن کردن (بولنا، بات کرنا)۔

کھوکھڑیا: معنی اِس کے باگڑیا میں بیان ہوئے۔

کھوم:[2] دروازہ۔

کھومڑ: مُنہ، یعنے دَہَن۔

کھومسنا:[3] ٹھگوں کا اپنی جماعت میں شامل ہونا، یا مسافروں کے غول میں قتل و قمع کی خاطر گھس پڑنا، جس کو ہندی زبان میں ہلّا کرنا کہتے ہیں۔

کھونچ کھانا، یا کھوج کھانا: تلنگانی ٹھگوں کی زبان میں ٹپ جانا کے معنی ہیں کہ بیان ہو چکا۔

کھونس آنا: لوٹ آنا۔

کھیت: جمالدی اور لودھا ٹھگ بیل کو کہتے ہیں کہ بیان ہو چکا۔

کھیدڑا:[4] سرکاری پیادہ جیسے: چپراسی، برقنداز، نجیب وغیرہ

کیٹھا:[5] شراب۔

---

[1] یہ لفظ صرف رسالۂ فارسی میں ہے۔

[2] اِس سے پہلے "کھم" دروازے کے معنی میں آچکا ہے۔ رماسیانا اور رسالۂ فارسی میں صرف "کھم" ہے، مگر مخطوطے اور مصطلحات میں کھم اور کھوم، دونوں لفظ ہیں۔ یہی صورت کھمسنا اور کھومسنا کی ہے۔ رماسیانا اور رسالۂ فارسی میں صرف "کھمسنا" ہے اور مصطلحات و مخطوطے میں دونوں لفظ ہیں۔ اِن کے معنی بھی الگ الگ لکھے ہوئے ہیں۔ میں نے "کھم" اور "کھمسنا" کی دونوں صورتوں کو برقرار رکھا ہے مگر خیال میرا یہ ہے کہ حقیقتاً یہ ایک ہی لفظ کی دو صورتیں بن گئی ہیں۔ بہ ظاہر اصل لفظ "کھمسنا" معلوم ہوتا ہے اور یہ اُن دونوں معنوں پر حاوی ہے جو "کھومسنا" کے تحت لکھے گئے ہیں۔

[3] اصطلاحات: کھونسنا، مصدر، لوٹنا، جھپٹ لینا، بہلا پھسلا کر دوسرے کا مال اینٹھ لینا۔

[4] رسالۂ فارسی: سرکاری پیادہ، ہندی۔ لفظ "کھیدالینا" بہ معنی پیچھا کرنا، گھیرنا۔

[5] اصطلاحات: شراب کی تلچھٹ۔

کاٹر: اوکڑیئوں کی زبان میں بہ معنی کاٹنا، یعنے گدھے کی آواز کے شگون کو کہتے ہیں۔ اگر گدھا رینکتا ہوا راہ کاٹ جاوے، یعنے ٹھگوں کی راہ پر داہنے سے بائیں یا بائیں سے داہنے جاوے، تو منحوس جانیں۔ اور اگر اُس گدھے پر مٹی یا پتھر لدے ہوئے ہوں، تو اور بھی بد جانیں۔ لیکن اگر رینکتا نہ ہووے، تو قباحت نہ جانیں؛ کیوں کہ بولنے کا شگون لیتے ہیں، نہ دیکھنے کا۔ اور اگر کوئی دھوبی مَیلے کپڑے لادے لیے جاتا ہووے، تو مبارک فال سمجھیں۔ اور جو کپڑے دھوئے ہوئے ہوویں، تو غضب جانیں۔ سمجھیں کہ جیسے یہ کپڑے پتھر پر پٹکے گئے ہیں، ویسے ہم بھی پٹکے جاویں گے۔

اور اگر راہ نہ کاٹے اور فقط داہنی طرف آواز اُس کی سنائی دیوے، تو کاٹر سیِن یا کاٹر ڈائن کہیں اور مبارک جانیں۔ اور جو بائیں طرف آواز اُس کی سُنیں، تو کاٹر سیت کہیں اور نحس جانیں۔ اور بعضے ٹھگ کاٹر کو کانسَر بھی بہ نونِ غنّہ کہتے ہیں۔ باقی کا حال 'دَنتیر' میں دیکھا جاوے۔

کاتنا: سوسیا کی زبان میں تلوار سے مارنا، اور دکھنیوں کی زبان میں چھری سے مارنا، جسے کانٹھنا کہتے ہیں۔

کاتنی: سوسیا ٹھگ تلوار، اور دکھنی ٹھگ چُھری کو کہتے ہیں؛ لیکن قیاس چاہتا ہے کہ اگر چھری کے معنی لیے جاویں تو کاٹھنی کہیں؛ کیوں کہ کاٹھن چھری کو کہتے ہیں۔

کاٹالی: سوسیا ٹھگ بیڑی کو کہتے ہیں۔

کاٹھن: جمالدی ولودھا ٹھگ کٹار کو کہتے ہیں۔

کاٹی پڑنا: دکھنی ٹھگوں کی اصطلاح میں لوگوں کا لاشِ مہلوک کو محلِ واردات میں بعد اہلاک کے دیکھ لینا۔

کاچی: اوکڑیئوں کی اصطلاح میں تلوار کو کہتے ہیں۔

کاری: جمالدی ولودھا ٹھگ شب کو کہتے ہیں بلکہ راقم کی دانست میں سب ٹھگ رات کو کاری کہتے ہیں؛ کیوں کہ اوکڑیئے و بھورسوٹے وہندوستانی ودکھنی وغیرہ اکثر ٹھگوں

کی زبان میں کالی بہ معنیِ شب ہے، پس لام کا رائے مہملہ سے بدلا ہو جانا دستور زبانِ ہندی کا ہے، جیسا کہ ہوٹی وہوری، ودیوالی ودیواری وکلال وکلار وغیرہ۔

**کاسُتِیا:** اوکڑیئوں کی زبان میں بہ معنی کانٹشٹیا، کہ بیان ہوگا۔

**کاگ:** بڑاڑی ٹھگ ہوشیار مسافر کو کہتے ہیں، شاید اِس اعتبار سے ہو گا کہ کاگ زبانِ ہند میں کوّے کو کہتے ہیں اور کوّے کو ہوشیاری سے مثال دیتے ہیں؛ پس اگر کہیں کہ یہ بیتو کاگ ہے، مطلب یہ ہووے گا کہ مثل کاگ، یعنے کوّے کے ہوشیار ہے۔

**کال ٹُگن:** اوکڑیئوں و بھورسوٹوں کی زبان میں بلّی کو کہتے ہیں۔ بیان اِس کے شگون کا کال ٹُگن کا دانتی دینا و اگاسی دمٹھُئی میں مذکور ہوا و ہو گا۔

**کال ٹُگن کا دانتی دینا:** اوکڑیئوں کی زبان میں دوؔ بلّیوں کے لڑنے کی آواز کے شگون کو کہتے ہیں۔ اعتقاد اُن کا اِس شگون میں یہ ہے کہ اگر ٹھگی کے ارادے اپنے گھر سے نکل کر کسی جگہ اُترے ہوئے ہوویں اور وہاں دوؔ بلّیوں کے لڑنے کی آواز آوے؛ تو اگر ہاتھ اُن کا روپے سے خالی ہووے، تو یقین جانیں کہ روپیہ ہاتھ لگے گا، اور اگر روپیہ ہاتھ نہ لگے، تو گھر میں کوئی مر جاوے گا۔ اور اگر مالِ غنائم ٹھگی اُن کے پاس ہووے اور بلّیوں کے لڑنے کی آواز سُنائی دیوے، تو یقین کریں کہ گرفتار ہوں گے اور سب مال اسباب چھن جاوے گا۔ باقی کا حال اگاسی بڑاڑ دمٹھُئی میں ہوا، و ہو گا۔

**کال کا کھوُس:** اوکڑیئوں کی زبان میں بہ معنی دروازہ؛ کیوں کہ کال: گھر، و کھوُس: مُنہ؛ پس گھر کا مُنہ گویا دروازہ ہے۔

**کال کا لکُ لُکی:** اوکڑیئوں کی زبان میں گھر کے کِواڑ کو کہتے ہیں۔ اگرچہ قیاس مقتضی ہے کہ لک لکی بہ معنی کواڑ ہووے؛ کیوں کہ کال بہ معنی مکان، و لک لکی چاہیے کہ کواڑ ہووے؛ لیکن ٹھگوں سے ایسا معلوم نہیں ہوتا۔ کہتے ہیں کہ لکُ لُکی اِسی مقام پر بولا جاتا ہے، جُدا مستعمل نہیں۔ واللہ اعلم بالصوّاب۔

**کالیا:** جمالدی ولودھا کی زبان میں پہاڑی کوّے کی آواز کے شگون کو کہتے ہیں۔ تشریح اِس کی چاٹ وکاگرا و بھوئیں کاگرا وگشٹ کاگرا و چرخ کاگرا میں گزری۔

کانٹھن گری: بہ نونِ غنہ، دکھنی ٹھگوں کی اصطلاح میں چھری برداری کے عہدے کو کہتے ہیں۔ فائدہ چھری کو پاس رکھنے کا لفظ کانٹھنا اور باقی حال کانما و کانماگری میں ملاحظہ کیا جاوے۔

کانٹھی: بہ نونِ غنہ، انتربیدی ٹھگ قید کو اور سوسیا ٹھگ بیڑی کو کہتے ہیں۔

کانسر: بہ نونِ غنہ، بعضے اوکڑیئے ٹھگ گدھے کی آواز کے شگون کو کہتے ہیں۔ تشریح اِس کی کاتر میں ہو چکی۔

کانشٹیا: اوکڑیئے ٹھگ سنیاسی و بیراگی فقیر کو کہتے ہیں۔

کانما: دکھنی ٹھگوں کے رمز میں عہدے داروں کا حق عہدے کا۔ اور دکھنی ٹھگوں کے یہاں اصل عُہدے ہیں: کسّی برداری و ہیل گری و کانٹھن گری۔ اور ہندوستانی ٹھگوں کے عُہدوں کا حال لفظ بلاّ میں مندرج ہے۔ اور جیسا کہ ہندوستانی ٹھگ دیبی سے اجازت لے کر جس وقت شگون ٹھِباؤ کا کسی ٹھگ کے نام ہووے، اِن عہدوں میں سے کوئی عہدہ عطا کرتے ہیں، دکھنی ٹھگ بھی دیبی سے اجازت لے کر یہ عہدہ نام زد کرتے ہیں؛ لیکن فرق اِتنا ہے کہ دکھنی ٹھگ جب شگون پلہاو کا ہووے، تو دیبی کی اجازت جانتے ہیں۔

کانماگری: دکھنی ٹھگ اگرچہ اِس لفظ کو کسّی برداری کے عہدے پر اطلاق کرتے ہیں، لیکن حقیقت میں کسّی برداری و ہیل گری و کانٹھن گری؛ تینوں عہدوں کو ملا کر کانماگری کہتے ہیں۔ مثلاً جب کوئی واردات کر کے ارادہ حصّے کی تقسیم کا کریں، تو کہیں کہ پہلے کانماگریوں کا کانما نکال دو، پھر حصہ کرو۔ باقی حقوق کانماگریوں کا لفظ کانما میں ذکر ہوا۔

کائنٹ: اوکڑیئے ٹھگ بیسؔ عدد کو کہتے ہیں۔ مشروحاً گنتی لفظ آلستا میں ذکر ہوئی۔

کبت پڑھنا: جمالدی و لودھا ٹھگوں کی زبان میں: بھٹوتی کرنا۔ اکثر دستور اِن ٹھگوں کا ہے کہ جب کسی ٹھگ کو کسی مسافر کی بھٹوتی پر مقرّر کرنا منظور ہووے تو اُس مسافر سے اُس ٹھگ کا نام لے کر کہیں کہ فُلانا شخص کبت خوب پڑھتا ہے۔ پس وہ ٹھگ سمجھ جاوے کہ مجھ کو اِس مسافر کی بھٹوتی پر مامور کیا۔ پھر جہاں جمعدار نے کہا کہ کبت پڑھو، گویا مسافر بے چارے پر خدا کا غضب نازل ہوا۔

**کبٹلہ نبدی:** اوکڑیوں اور بھورسوٹوں کی زبان میں مسافروں کی جماعت کو کہتے ہیں۔

**کبوتری:** جمالدی ٹھگ پیاز کو کہتے ہیں۔

**کٹوا:** معنی اِس کے کٹھوا میں مذکور ہوں گے۔

**کٹھوا:** جمالدی ٹھگ لبا، یعنے بیل کو کہتے ہیں، جس کی رماسی لودھ بھی ہے۔ بعضے ٹھگ غلطی سے کٹوا بھی کہتے ہیں۔

**کچّا پو:** بھورسوٹوں کی زبان میں اندیشہ ناک راہ، کہ لائق قتلِ مسافر کے نہ ہووے؛ کیوں کہ پو: راستہ، وکچّا زبانِ ہندی میں معروف ہے۔

**کُچن:** اوکڑیئے ٹھگ برتن باسن کو کہتے ہیں عموماً۔

**کُدگُن:** بھورسوٹے واوکڑیئے ٹھگ نوکر کو کہتے ہیں عموماً، اور زمیندار کے نوکر کو خصوصاً۔ اور بعضے ٹھگ کوٹ گُن تلفظ کرتے ہیں۔

**کِرایل:** معنی اِس کے کلیان میں دیکھیے۔

**کِڑکانا:** دکھنی ٹھگ ڈرنے کو کہتے ہیں عموماً۔

**کستیا:** بہ معنی کانشٹیا، کہ بیان ہو چکا۔

**کُشٹ سُناری:** دکھنی ٹھگ چیل کی آواز کے شگون کو، کہ سوکھے درخت پر بیٹھ کر بولے، کہتے ہیں اور بہت منحوس جانتے ہیں۔ باقی حال اگاسی وبھونتی وبھاٹن وغیرہ میں مرقوم ہے۔

**کُشٹ کاگرا:** دکھنی ٹھگ پہاڑی کوّے کی آواز کے شگون کو، کہ سوکھے درخت پر بیٹھ کر بولے، کہتے ہیں اور کُشٹ سُناری کی طرح نامبارک جانتے ہیں۔

**کگریا:** ہندوستانی وجمالدی ٹھگ الماس، یعنے ہیرے کو کہتے ہیں۔

**کُل:** اوکڑیئے ٹھگ اُلّو کو کہتے ہیں۔ اگر داہنی طرف بولے تو بہتر، اور بائیں طرف بولے تو نامیموں جانتے ہیں۔

اور بعضے کہتے ہیں کہ کوئل چڑیا کے شگون کو کہتے ہیں۔ اُس کا بھی ڈائن وسیت بہ دستور جانتے ہیں۔ باقی کا حال ٹھاکر وچتوری میں ملاحظہ کیا جاوے۔

**گلائی**: جمالدی ٹھگ لاٹھی یا چھڑی کو کہتے ہیں۔

**کِلتری**: جمالدی ٹھگ کالندری، یعنے مٹھائی کو کہتے ہیں۔

**کِلیار**: معنی اِس کے کھانی میں بیان ہوں گے۔ اصل اِس لفظ کی کھِلیر ہے اور زبان اوکڑیئی ہے۔

**گلیان**: جمالدی ٹھگ پہاڑی کوے کی آواز کے شگون کو کہتے ہیں۔ "کاں کاں" کر کے لمبی آواز دیوے تو بہتر۔ اور اگر "کر کر" کر کر بولے، تو بد جانیں۔ باقی تشریح کاگرا میں ملاحظہ کی جاوے۔

**کُنج**: جمالدی ٹھگ سارس کو کہتے ہیں۔ دیکھنا اُس کا یا آواز سُننا اُس کا ہر طرف سے ہر حال میں خوب جانیں۔ باقی حال جُنّبن و جلُنہر میں ملاحظہ کیا جاوے۔

**کُنجاڑی**: بانونِ غنہ، جمالدیوں کی زبان میں بہ معنی گج، خواہ بچّو۔

**کُنڈری**: جمالدی ٹھگ بھینس کو کہتے ہیں۔

**کِنڈھی**: جمالدیوں کی زبان میں بہ معنی دھاپن پُلیا، کہ مرقوم ہو چکا۔

**کُنہا**: بہ اعلانِ نون، جمالدیوں کی زبان میں بہ معنی سُودھ، کہ مذکور ہوا اور تاگی کو بھی کہتے ہیں۔

**کوٗت گنُیا**: بہ معنی کُدگُن، کہ مرقوم ہوا۔

**کوٹِیا**: اوکڑیئوں کی زبان میں بہ معنی کوٹھا، یعنے چور و اُٹھائی گیرا۔ یہ لفظ مشتق ہوگا "کوٹ" سے، کہ ہر قوم کے ٹھگ بولتے ہیں۔

**کوجائی**[1]: (گجائی) سوسیا ٹھگ بیڑی کو کہتے ہیں اور ہندوستانی و دکھنی وغیرہ ٹھگ ٹھگوں کی بدخواہی و چغل خوری کو، جیسا کہ دھوگڑ میں مرقوم ہے۔

**کوجائی ہونا**: (گجائی ہونا) دکھنیوں کے کنایے میں کسی ٹھگ کا قید ہو جانا۔

**کوچوٹیا**: اوکڑیئوں کی زبان میں تھانے دار کو کہتے ہیں۔

---

[1] اس میں واو اظہارِ ضمہ کے لیے آیا ہے۔ اِس کا تلفظ "گجائی" ہوگا، "گجاؤ" کی طرح۔

**کوداتی:** اوکڑیوں کی زبان میں اُس خرچ کو کہتے ہیں کہ جو گھر کے واسطے مہیاّ ہووے۔

**کوداتی لے جانا:** اوکڑیوں کی زبان میں گھر کو خرچ لے جانا۔

**گود پلی یاگود پلپیا:** اوکڑیے و بھورسوٹے ٹھگ پیٹ، یعنے شکم کو کہتے ہیں۔ شاید اِس خیال سے یہ نام مقرّر کیا ہوگا کہ "گود" بھات، و "پلپیا" ہانڈی؛ پس پیٹ گویا خُسکے کی ہانڈی ہے۔

**گود پلپیاسوڑ:** اوکڑیوں و بھورسوٹوں کی زبان میں حمل کو کہتے ہیں؛ کیوں کہ "گود پلپیا" شکم، و "سوڑ" بھاری۔

**گود پلپیاسوڑ ہونا:** زبانِ مذکور (میں) بہ معنی عورت کو حمل رہنا۔ وجہِ تسمیہ (کا) اوپر ذکر ہوا۔

**گود پِینگیا:** باورچی و بھٹیارے کو کہتے ہیں۔ کیوں کہ "گود" خُشکا، و پینگیا" مشتق "پینگاونا" سے، کہ معنی اُس کے پکانا ہیں۔ اوکڑیوں کی زبان ہے۔

**گودَک چمَٹ پینگاونا:** اکڑیوں کی زبان میں ترکاری پکانا۔ کیوں کہ "گودَت چمٹ" ترکاری، و "پینگاونا" پکانا۔

**گودؤ:** معنی اِس کے کھُودؤ میں مذکور ہوں گے۔

**گود ہکرا:** اوکڑیوں و بھورسوٹوں کی رمز میں تھالی، تسلا، بٹلوہی وغیرہ کو کہتے ہیں۔ شاید اِس خیال سے ہوگا کہ "گود" خُشکا، و ہکرا: گانو؛ پس خشکے کا گانو گویا تھالی، تسلا، بٹلوہی وغیرہ ہے۔

**گوکھا:** اوکڑیے ٹھگ مہوک چڑیا کے راہ کاٹ جانے کے شگون کو کہتے ہیں اور نہایت منحوس جانتے ہیں؛ خواہ اُڑتے میں راہ کاٹے یا چلنے میں۔ اُس کی آواز یا دیکھنے کا شگون نہیں لیا جاتا۔

**گولیاری:** سوسیا ٹھگ پھانسی کو کہتے ہیں عموماً۔

**گوماؤنا:** جمالدیوں کی زبان میں عورت کا خراب کام کرانا۔

**گونار:** جمالدی ولودھا ٹھگ دَھنیا، یعنے آوازِ گوز کو کہتے ہیں۔ اگر گھر تھوڑی دور ہو اور ایسا شگونِ بد واقع ہووے، تو سب کے سب پھر آویں۔ اور اگر گھر دور ہووے، تو اُس

ٹھگ کو، جس نے ایسی لایعنی حرکت کی ہو، گھر کو پھرادیویں۔ اور اگر کوئی مسافر ایسا کرے تو مبارک جانیں اور جھٹ پٹ لادیں۔ اور اوکڑیئے و بھورسوتے ٹھگ دُھنیا کہتے ہیں، یعنے دالِ مہملہ کومضموم بولتے ہیں اور بہ دستور نحس جانتے ہیں۔ اور کھانے پر اوکڑیئے و بھورسوتے ٹھگ اگر بیٹھے ہوئے ہوویں اور کسی ٹھگ سے ایسی ناگہانی ہو جاوے، تو سب کھانا، اگرچہ سیکڑوں روپے کا ہووے، ندی نالے میں ڈال دیویں اور دوسرا کھانا تیار کر کے کھاویں۔

اور اگر راہ میں حالتِ رفتار میں کسی ٹھگ سے دُھنیا ہو جاوے؛ تو اگر گھر نزدیک ہووے، تو لوٹ آویں۔ اور اگر دور ہووے، تو فوراً مقام کردیویں کہ آگے جانے میں آفت ہووے۔ اور اگر مقام پر ایسا اتفاق ہو جاوے، تو جھٹ پٹ کوچ کردیویں، کہ مقام میں خلل ہے۔ اور اگر کسی مسافر سے گونار ہو جاوے، تو اوکڑیئے و بھورسوت ٹھگ اُس کو قتل نہ کریں، بلکہ اُس کے ساتھ والوں کو بھی چھوڑ دیویں؛ کہ اگر قتل کریں تو آفت دیکھیں۔ باقی کا حال اُڑت کانوری میں مندرج ہے۔

گونارنا: گونار کا مصدر ہے کہ اوپر ذکر ہوا۔

گونڑھی: بہ نونِ غنہ، سوسیا ٹھگ کسّی، یعنے کُدال کو کہتے ہیں۔

گونسر: سوسیا ٹھگ بھینس کو کہتے ہیں۔

کھال گری: دکھنی و تلنگانی ٹھگوں کی زبان میں سُوتھا، یعنے مسافر کو پُھسلانے والا۔

کھال گریائی: زبانِ مذکور میں سُوتھائی۔

کھان بھانگ جانا: بھورسوتوں کی زبان میں بِنّیج کا چھوٹ جانا۔

کھان بھانگ دینا: زبانِ مذکور میں مسافر کا چھوڑ دینا۔

کھان دَھرائی: اوکڑیئوں و بھورسوتوں کی زبان میں حق جمعدار کا جایدادِ مہلوک سے۔

کھانی: بھورسوتوں کی زبان میں بِنّیج کا پُھسلا کر لانے والا، کہ یہ کام جمعدار کا ہے۔ اور بعضے بُجھا کو کہتے ہیں اور یہ بھی جمعدار سے نسبت دیتے ہیں۔ اور بھورسوتے ٹھگ کھانی کو سُتّبی بھی کہتے ہیں۔ اور اوکڑیئے ٹھگ کھانی کو کِھلیر، اور بعضے بہ تبدّلِ لہجہ کِلیار کہتے ہیں۔

**کھُتّی:** عورت کے موضعِ مخصوص کو جمالدی ٹھگ بولتے ہیں۔

**کھٹکیرا:** سوسیا اور دکھنی ٹھگ سُنار کو کہتے ہیں۔ اگر گھر سے نکلتے وقت سامھنے آجاوے، تو نحس جان کر ترکِ سفر کریں۔ اعتقاد جمالدیوں کا لفظ گئی میں مذکور ہوگا۔

**کھُٹیا:** اوکڑیئے ٹھگ جُلاہے کو کہتے ہیں۔

**کھجائی:** جمالدی ٹھگ کو کہتے ہیں۔

**کھچَرئی ہونا:** جمالدیوں کی زبان میں بہ معنی اَکھرَئی ہونا، کہ بیان ہو چکا۔

**کھُچک جانا:** جمالدیوں کی زبان میں چوری کا مال، خواہ لاش نکل پڑنا۔

**کھُچکنا:** زبانِ مذکور میں چوری کا مال، خواہ لاشِ مہلوک کا نکلنا۔

**کھُچنی:** جمالدیوں کی زبان میں بہ معنی برچھی۔

**کھدکا:** جمالدیوں کی زبان میں مردِ اشراف، جس کو ہندوستانی ٹھگ بَڑکا بولتے ہیں۔

**کھُدنی:** جمالدیوں کی زبان میں بہ معنی برچھی، جس کو کھُچنی بھی کہتے ہیں۔

**کھرکسی:** اوکڑیئے ٹھگ دھان، یعنے شالی کو کہتے ہیں۔

**کھرکسی کا اُکھڑ:** اوکڑیئوں کی زبان میں شالی کا کھیت۔ کیوں کہ کھرکسی: شالی، و اُکھڑ: کھیت۔

**کھڑکنوا:** جمالدیوں کی زبان میں بہ معنی کھرکنیا، کہ مرقوم ہوا۔

**کھڑسَڑادینا، یا بٹھانا:** دکھنی ٹھگوں کی زبان میں بہ معنی پُولا کرنا، جیسا کہ مذکور ہوا۔

**کھڑیا:** سوسیا ٹھگوں کی زبان میں بہ معنی بھاٹڑیا، کہ مذکور ہوا۔ مشروحاً بیان اِس کا دھیا میں ہو چکا۔

**کھُسالی:** اوکڑیئوں کی زبان میں: پیاز، جس کو جمالدی کبوتری کہتے ہیں۔

**کھَسنان کرنا:** جمالدیوں کی زبان: نہانا۔

**کھُساؤنا:** اوکڑیئوں کی زبان میں بہ معنی ہنسنا۔

کھلرا: جمالدی ٹھگ دو سادہ کو کہتے ہیں، جسے سَیر بھی بولتے ہیں۔

کھگا دینا: سوسیا ٹھگوں کی زبان میں پولا کرنا، کہ مرقوم ہوا۔

کھلیر: بہ معنی کھانی، کہ بیان ہو چکا۔ زبان اوکڑیٹی ہے۔

کھمٹی: کویلیا و سندوسی ٹھگوں کی زبان میں بہ معنی گاڑی۔

کِھمیدار: جمالدی ٹھگ زمیندار کو کہتے ہیں۔

کھناکھی: جمالدیوں کی زبان میں حانسی۔

کھنوالی: بہ نونِ غنہ، سوسیا ٹھگ رنڈی کو کہتے ہیں۔

کِھنونا: بڑاڑی ٹھگوں کی زبان میں بہ معنی رُونا۔ شگونِ بد ہے۔ اگر گھر سے نکلتے وقت کسی کو روتے دیکھیں، تو ترکِ سفر کر کے تین روز تک خانہ نشیں رہیں۔ باقی شگون رونے کا حسبِ اعتقاد ہندوستانی ٹھگوں کے رَگنوتی میں ملاحظہ کیا جاوے۔

کھنواڑی: سوسیا ٹھگ رنڈی کو کہتے ہیں۔

کُھوجاڑ: سوسیا ٹھگ جھاڑی، جنگل کو کہتے ہیں، جس کو ہندوستانی ٹھگ چِھینَہڑ بولتے ہیں۔

کھُودو: جمالدی ٹھگ اُس ٹھگ کو کہتے ہیں کہ بڑا ہوشیار ہووے اور مسافر کا خوب سُراغ لگاوے۔

کھُودَیلا: دکھنی اور کویلیا ٹھگ پیسے کو کہتے ہیں۔ اکثر رماسی جو پیسے کی خاطر مقرر ہے، لفظ ڈُھلاَ میں ذکر ہوئی۔

کھُورایا: بہ معنی کھُورائے، یعنے پیسہ، کہ بیشتر الفاظ اِس کے ڈُھلاَ میں ذکر ہوئے۔

کھُورَتھ: جمالدی ٹھگ عضوِ تناسل کو کہتے ہیں۔

کھورکا: سوسیا ٹھگ گھوڑے کو کہتے ہیں۔

کھوڑیا: جمالدی ٹھگ بڈھی عورت کو کہتے ہیں۔

کُھوس: اوکڑیٹے ٹھگ مُنہ، یعنے دہن کو کہتے ہیں۔ اور جس طرف جانے کا ارادہ ہو، اُس

کو بھی کہتے ہیں، جسے ہندوستانی ٹھگ پَسَر کہتے ہیں۔

**کھوس کاچو؛ توٹی**: اوکڑیئے ٹھگ دانت کو کہتے ہیں۔

**کھوس کالی**: اوکڑیوں کی زبان میں شام کے وقت کو کہتے ہیں۔ وجہ تسمیہ اس کا بے شبہ یہی ہو گا کہ کھوس زبانِ مذکور میں بہ معنی مُنہ و کالی بہ معنی راتَ؛ پس شام کا وقت گویا رات کا مُنہ ہے۔

**کھوسے اُو گُل جانا**: اوکڑیوں کی زبان میں: آگے جانا۔ کیوں کہ کھوس: مُنہ واو گُل جانا، بہ معنی جانا: پس مُنہ کہ آگے ہوتا ہے، معنی یہ ہوئے کہ آگے جانا۔

**کھوسیت ٹنگ ٹکرا**: اوکڑیئے ٹھگ مرشد آباد کو کہتے ہیں۔

**کھوسیر اوٹھوٹپنا**: اوکڑیوں کی زبان میں: جس طرف جاتے ہیں، اُس طرف ٹِلہائی کرنا۔ کیوں کہ کھوس: مُنہ واوٹھوٹپنا: ٹِلہائی کرنا۔ یعنے جس طرف جانے کے واسطے مُنہ ہے، اُدھر کی نگہبانی کرنا۔

**کُھولہا**: جمالدیوں کی زبان میں جُلاہے کو کہتے ہیں۔

**کِھیچَر**: جمالدی ٹھگ ہوشیار مسافر، خواہ کاڑھو کو کہتے ہیں۔

**کھیچنی**: جمالدی ٹھگ کمان کو کہتے ہیں۔

**کِھینکَڑ**: بانونِ غنہ، اوکڑیئی زبان میں دو[2] گیدڑ کے لڑنے کے شگون کو کہتے ہیں۔ داہنی طرف شگونِ نیک، وبائیں طرف شگونِ بد ہے۔ باقی کا حال بھالو وغیرہ میں مشروحاً مذکور ہے۔

**کھیئی**: جمالدیوں کی زبان میں بہ معنیِ دریا۔

**کَئی**: جمالدی ٹھگ سنار کو کہتے ہیں۔ اگر سفر پر برآمد ہوتے وقت سامنے سے آجاوے، تو منحوس جانیں، کسی بہانے سے اگر اُس کو ہنسا کر اُس کے دانت دیکھ لیویں یا دو چار پیسے کسی طرح لے لیویں، تو بہتر، نہیں تو ترکِ سفر کریں۔ باقی حال لفظ کھنکیرا میں ذکر ہوا۔

**کَیت ٹنگ ٹکرا**: اوکڑیئے ٹھگ کلکتہ کو کہتے ہیں۔

کیتھی: جمالدی ٹھگ پگڑی کو کہتے ہیں۔

کیلا: دکھنی ٹھگ روپے کو کہتے ہیں۔

کیلی: اُنتربیدی ٹھگ لاٹھی، خواہ چھڑی کو کہتے ہیں اور دکھنی ٹھگ اندھیری رات کو۔

کیمکر: دکھنی ٹھگ مردِ ادنیٰ و تابعدار کو کہتے ہیں۔

کینٹا: بہ نونِ غنہ: کانٹھر کے سوسیا ٹھگوں کی اصطلاح میں بہ معنی چھوکرا۔

کینٹی: بہ نونِ غنہ، زبانِ مذکور میں بہ معنی چھوکری۔

## کافِ فارسی[۱] کا باب ایک سو تین[۱۰۳] لغت کا

گابھا: کپڑا۔

گاجنا[۲]: کھانا، یعنے خوردن۔

گار: ہندوستانی ٹھگ جسے کو دکھنی ٹھگ مال دار مسافر کو کہتے ہیں۔

گاربنگا: حصہ۔

گان کرنا: مقتلِ مجوزہ پر پہنچ کر بیماری وغیرہ کے بہانے سے مسافر کو بٹھانا، جیسا کہ چوکا دینا میں بیان ہوا۔ اصطلاح جمالدی و لودھا ٹھگوں کی ہے۔

گانو: جمالدی اور لودھا کی زبان میں گان کرنے والا، جیسا کہ اوپر بیان ہوا۔ اور ٹھگوں کی ایک قوم ہے کہ بیان اُس کا سات ذات میں ہو چکا۔

گایَل[۳]: رو کڑ۔

---

۱۔ مخطوطہ: ''کافِ فارسی کا باب جس میں اڑتالیس[۴۸] لغت ہیں''۔ یعنی نظرِ ثانی میں پچپن[۵۵] الفاظ کا اضافہ ہوا۔ رسالۂ فارسی میں اِس باب میں بتیس[۳۲] الفاظ ہیں اور رماسیانا میں اُنتالیس[۳۹] لفظ ہیں۔

۲۔ اصطلاحات ''گاجنا، مصدر، پیٹ بھرنا، روٹی کھانا [ہندی لفظ گجا بہ معنی جمع: نقدی، بھرپور چیز'']۔

۳۔ رسالۂ فارسی: عقدِ گوشۂ دستار و پارچہ وغیرہ را گویند کہ چیزے در آں بستہ باشند مخفی از ہمراہیاں۔ [یعنی ایسی گرہ جس میں ساتھیوں سے چھپا کر کچھ باندھا ہو]۔

گُبّا: معنی اِس کے گروا میں بیان ہوئے۔

گٹّھا: لاش۔

گٹھونی: پگڑی یا کسی اور کپڑے کی گرہ۔

گُٹّھہا[1]: لاش بردار۔

گدیا[2]: دکھنی اور تلنگانی ٹھگ فقیر کو کہتے ہیں۔[3]

گرکھا[4]: گلا، یعنے گلو۔

گرکھا میں دینا[5]: بھٹوتی کرنا۔

گُرگانٹھ[6]: پھانسی کے رومال کی گرہ کو کہتے ہیں کہ گُرو سکھلاوے۔ بیان اِس کا بھٹوتی میں ہو چکا۔

گُڑگُڑیا: ایک قسم اُلو کی آواز کا شگون ہے کہ بیان اُس کا ٹھاکر میں ہو چکا۔

گَکّھی: دکھنی ٹھگوں کی اصطلاح میں پھٹاہا کو کہتے ہیں، یعنے جو آدمی کہ ہاڑ لے جاتا ہو۔ پس ایسے آدمی کا مارنا نحس جانتے ہیں جس کے پاس کوئی جانور چوپایہ بھی ہووے۔ بہ اعتبار ہڈی کے اُس کا سوٹز کا نہیں کرتے۔

گگُرا: ٹھگوں کا ایک فرقہ ہے۔

گُل گُلی: ایک قسم اُلو کی آواز ہے کہ سندوسی ٹھگ گڑگڑیا کہتے ہیں۔ بیان اِس کا ٹھاکر میں

---

1. اصطلاحات: گٹھہا۔
2. اصطلاحات: ...... گدا گر کا اسمِ مصغّر۔
3. اصطلاحات میں اِس کے بعد یہ، اندراج ہے: "گرداور، مذکر، وہ ٹھگ جو لوٹ مار کے لیے اِدھر اُدھر مختلف مقامات پر پھر کر موقع تلاش کرے"۔
4. اصطلاحات: گُرگھا۔
5. اصطلاحات: گُرکھائیں دینا۔
6. اصطلاحات: پھانسی کی رسّی یا پھندا۔

ہو چکا؛ لیکن گل گلی دکھنی ٹھگوں کی اصطلاح ہے۔ ہر صورت سے نحس جانتے ہیں۔

**گلّی:** دکھنی ٹھگ مونگے کو کہتے ہیں۔

**گنگارام:** بیان اِس کا باجید خاں میں ہو چکا۔

**گنوا:** مکروفریب۔

**گُوٹ:** شہر کو تلنگانی ٹھگ کہتے ہیں۔

**گُوٹ پر آجانا:** دکھنی ٹھگوں کی اصطلاح میں اُس کو کہتے ہیں کہ جب بھٹوت کم زور کسی زبردست مسافر کی بھٹوتی کرے اور رومال پھانسی لگانے کا اُس بھٹوت کے ہاتھوں سے کھینچا نہ جاوے، تو کسی ٹھگ کو کہتے ہیں کہ گُوٹ پر آجا، یعنے رومال کا ایک سرا پکڑ کر کھینچ۔

**گُوٹا:** سنگ ریزہ کہ ذرا وزنی ہووے۔

**گُوٹ ہونا:** کسی مسافر کا ٹھگوں کے دامِ فریب میں آنا، جس کو سندوسی ٹھگ بُوٹ ہونا کہتے ہیں۔

**گودائی کرنا:** بہ معنی کتھہائی کرنا، لیکن فرق اِتنا ہے کہ کتھہائی کرنا: دوچار چھُریاں مارنا، اِس واسطے کہ پیٹ و بدن مہلوک کا پھٹ جاوے، تاکہ مدفن میں نہ پھوٹے کہ مدفن ترق جاوے۔ اور گودائی کرنا: دوچار چھُریاں اِس واسطے مہلوک کو مارنا کہ کسی طرح زندہ نہ رہے۔

**گُوڑاری:** بیان اِس کا جَلنہر میں ہو چکا۔

**گُوڑھا:** روٹی۔

**گُوڑھنا:** پھانسی سے آدمی کو ہلاک کرنا۔

**گُوڑھونی[1]:** روٹی۔

---

[1] مصطلحات میں "گوڑھوتی" ہے۔ رماسیانا اور مخطوطے میں آخری ٹکڑا "نی" ہے۔ رسالۂ فارسی میں بھی "نی" ہے۔ اِسی لیے "نی" لکھا گیا ہے۔

**گُوسا:** ناک۔

**گُوما:** بھُجنگا، یعنے جھانپل چڑیا کے دیکھنے کے شگون کو کہتے ہیں۔ ٹھباو، پلہاو اُس کے دیکھنے کا اُلٹا لیا جاتا ہے، جیسا کہ لفظِ چڑا میں بیان ہوا۔

**گُونا:** ہاتھ۔

**گُونڈل کرنا:** مُردے کی لاش کو خوب پکّا گاڑنا، یعنے مُردے کو گڈھے میں ڈال کر تھوڑی تھوڑی مٹی اور پانی ڈال ڈال پانو سے خوب روندنا کہ بیوندِ زمیں ہو جاوے۔

**گُونی:**[1] جوتی، جس کو اوکڑیئے ٹھگ چِکنیا کا کُدکُن، و جمالدی و لودھا چلتا و گوڑہری کہتے ہیں۔

**گُونِیایَت:**[2] جس آدمی کا ایک ہاتھ یا دونوں ہاتھ ٹوٹے یا کٹے ہوئے ہوویں۔ ایسے مسافر کو ہلاک نہیں کرتے؛ بلکہ اگر سفر پر جاتے وقت ایسا آدمی مل جائے، تو لوٹ آتے ہیں، جیسا کہ لفظ بیدھا میں مرقوم ہوا۔

**گھاڑبؤ:** امرِ حاضر مصدر گھاڑنا کھنا کا ہے برخلاف قیاس کے۔ یعنے پھانسی دے کر ہلاک کر۔

**گھاڑنا:** پھانسی دے کر مارنا۔ اور دکھنی ٹھگ مارنے کو کہتے ہیں، خواہ لکڑی سے یا تلوار سے۔ اور بھورسوئے و اوکڑیئے ٹھگ گھاڑ کرنا، توڑنے و چیرنے و پھاڑنے کو کہتے ہیں۔

**گھاڑنا کھنا:** بمعنی گھاڑنا۔ باگڑیا و مغربی ٹھگ اِس طرح پر اکثر بولتے ہیں۔

**گھَم:** کھانا، یعنے طعام۔

**گھَنَئی:** جمالدی اور لودھا ٹھگ بیڑی کو بولتے ہیں۔

**گھوَمیَا:**[3] روپیہ را گویند۔

**گِھنئی:** جمالدی اور لودھا ٹھگ بیڑی کو بولتے ہیں۔

**گھونگھی پھینکنا، یا مارنا، یا ڈالنا:** بمعنی کوڑی پھینکنا، کہ بیان ہو چکا۔

---

۱ اصطلاحات: ''مونث، چوروں کی اصطلاح، مراد جوتی''۔

۲ اصطلاحات: گونیات۔

۳ یہ لفظ صرف رسالۂ فارسی میں ہے۔

۴ اصطلاحات: ''گھونگھی: کوڑی۔'' اصطلاحات میں اِس سے پہلے یہ اندراج ہے: ''گھنا: مذکر، ٹھگوں کی اصطلاح، مراد دل میں بات رکھنے والا''۔ مگر بہ ظاہر یہ ٹھگوں کی اصطلاح نہیں۔

گھوبُلا: پیسہ۔ یہ لغت اکثر جمالدی ٹھگوں کی زبان پر جاری ہے۔ اکثر رماسی پیسے کی لفظ ڈھلا میں مرقوم ہے۔

گھینس[1]: شور و غل۔

گیدا: دکھنی ٹھگ قوم دو سادہ کو کہتے ہیں، اور کنایتاً اُن ٹھگوں کو بھی کہتے ہیں جو ایٹب میں ہو ویں، جیسا کہ ایٹب میں بیان ہوا۔

گیدیا: تلنگانی ٹھگ چوکیدار کو کہتے ہیں۔

گیم[2]: بہ معنی اُکھرئی، جیسا کہ بیان ہوا۔ اور کوبلیا ٹھگ چوری کو بولتے ہیں۔

## لُغاتِ جدید

گانتی: بہ نونِ غنہ، اوکڑیئے ٹھگ سَروتے کو کہتے ہیں۔

گانڈلی: بہ یائے معروف، اوکڑیوں کی زبان میں کرانا فروش، یعنے پنساری کو کہتے ہیں۔

گانڈھلی: باہا و یائے معروف، دکھنیوں کی زبان میں بدبوئی کو کہتے ہیں کہ مہلوک کی قبر سے اُٹھے۔

گانڈِیگاڑی: ٹھگوں کی ایک قوم ہے کہ ذات اُن کی راجپوت ہے۔ بیش تر سکونت اُن کی علاقہ جاتِ گجرات و نواحِ جوناگڑھ و پونا میں ہے۔ سوداگروں و دوا فروشوں و حکیموں کے بھیس میں ٹھگی کرتے ہیں اور ہر قسم کی جڑی بوٹی پاس رکھتے ہیں۔ باقی طریقہ و عقیدہ اُن کا بدستور ہے۔

گانگولی: بنگالی ٹھگ ٹھگانِ اضلاع اربعہ مفصلہ ذیل کو کہتے ہیں: مقصود آباد گواڑی کشن رام پور بوالے ہوگلی۔

گانگو: بہ نونِ غنہ و واوِ مجہول، اوکڑیوں کی زبان میں بہ معنی بٹو، یعنے سوائے ٹھگ کے مردمِ دُنیا۔

گبری: جمالدی ٹھگ دو سادہ کو کہتے ہیں۔

---

[1] اصطلاحات: گھیس: مذکر، غیظ کا غلط تلفظ، مراد غُصے کا ہُنکارا۔

[2] رسالۂ فارسی: گہیم۔

**گُپنا:** جمالدیوں کی زبان میں رفعِ حاجتِ بشری کرنا۔

**گُت لینا:** اوکڑیوں و بھورسوتوں کی زبان میں مسافر کو پھانسی لگانا۔

**گُٹکِیا:** اوکڑیوں کی زبان میں بہ معنی روپیہ۔ اکثر الفاظ اِس رَماسی کے لفظ بیاں میں مذکور ہوئے۔

**گرانا:** دکھنی ٹھگ مار ڈالنے کو کہتے ہیں عموماً۔

**گر جانا:** دکھنی ٹھگ مر جانے کو کہتے ہیں عموماً۔

**گرستی ہو جانا:** اوکڑیوں کی اصطلاح میں سُونا، جس کی فارسی خُفتن ہے۔

**گگڑا:** دکھنی ٹھگ اُس کو کہتے ہیں کہ مالِ مہلوک میں سے اچھا اچھا مال چُرا کر چل دیوے، یا چغل خوری کرے۔

**گِل:** اوکڑیئے ٹھگ لَنبھیری، یعنے تلوار کو کہتے ہیں۔

**گلاسی:** اوکڑیئے ٹھگ ہنسلی کو کہتے ہیں۔

**گل جانا:** اوکڑیوں کی زبان میں بہ معنی گر پڑنا کسی چیز کا، یا بھول جانا، یا پھِنک جانا۔

**گل دینا:** بھورسوتوں و اوکڑیوں کی زبان میں کسی چیز کا پھینک دینا، یا گرا دینا، یا بھول جانا۔ اِسی کو گیل دینا بھی کہتے ہیں۔

**گُم گرڈا:** بھورسوتے ٹھگ حجّام، یعنے حلاق کو کہتے ہیں۔

**گنٹھا:** جمالدیوں کی زبان میں بہ معنی گنٹھا، یعنے لاش، جس کو ہندوستانی ٹھگ لگوٹھا بھی کہتے ہیں۔ اور اوکڑیئے اور بھورسوتے پیڑ کہتے ہیں۔

**گنڈھیلی:** بہ نونِ غنہ، جمالدی ٹھگ ہینگ کو کہتے ہیں۔

**گنڈیلی:** بہ نونِ غنہ، اوکڑیوں کی زبان میں ناک کو، اور ہر چیز کی بو کو کہتے ہیں؛ خواہ خوش بو ہووے یا بد بو۔

**گوتیانا:** مسافر کو پھانسی دینا۔ زبانِ اوکڑیٹ و بھورسوتی ہے۔ اِسی کو چپاونا و گت لینا بھی کہتے ہیں۔

**گوڈی:** سوسیا ٹھگ راجپوت کو کہتے ہیں۔

**گوڑ:** گانگگولیا او کڑیئے و بھور سوٹے ٹھگ شراب کو کہتے ہیں۔

**گوڑبری:** معنی اس کے چلنیا کا لدگن میں مرقوم ہیں۔

**گوڑیالاپتا:** اوکڑیئے ٹھگ ڈھلال، یعنے کلال کو کہتے ہیں، جس کو جمالدی و لودھا ٹھیاں کہتے ہیں۔

**گوساوالی:** کویلیا ٹھگ گوسا، یعنے ناک کو کہتے ہیں۔

**گولہیا:** انتربیدی و جمالدی ٹھگ آلا، یعنے ٹھگ کو کہتے ہیں۔

**گولیا:** ناقص و خراب عموماً۔ صحت اس لفظ کی گیلوا ہے اور زبان اوکڑیئ و بھور سوئی ہے۔

**گوند:** جمالدی و لودھا ٹھگ گنٹھا، یعنے لاشِ مہلوک کو کہتے ہیں۔

**گوواباندا:** اوکڑیوں و بھور سوٹوں کی زبان میں بہ معنی چنگرا، یعنے بھٹوتی کارومال۔

**گیؤ ہونا:** دکھنی ٹھگوں کی زبان میں ٹھگوں کی کئی جماعت کا ایک جگہ فراہم ہونا۔

**گہا جانا:** جمالدی ٹھگوں کی زبان میں کسی ٹھگ کا گرفتار ہوجانا؛ جس کو چمو جانا[1] ہندوستانی، پھچھائے جانا اوکڑیئے ٹھگ بولتے ہیں۔

**گھاڑ:** اوکڑیوں کی زبان میں ناقص یا پھٹے یا ٹوٹے کو کہتے ہیں۔

**گھاڑبیدِیت:** اوکڑیوں کی زبان میں پیسے کو کہتے ہیں۔ وجہ تسمیہ یہ ہوگا کہ ''گھاڑ'' مشتق گھاڑ سے، جس کے معنی پھٹا ٹوٹا۔ بیدِیت: روپیہ؛ پس پیسہ گویا روپیہ ٹوٹ یا پھٹ کے ملتا ہے، اس واسطے گھاڑبیدِیت کہتے ہوں گے۔

**گھاڑداتن:** اوکڑیئے ٹھگ چڑوا کو کہتے ہیں۔ کیوں کہ ''گھاڑ'' پھٹا، ٹوٹا اور ''داتن'' چانول۔

**گھاڑڈابلِ:** اوکڑیئے ٹھگوں کی زبان میں راجپوت و کھتری کو کہتے ہیں۔ شاید اسی خیال سے

---

[1] مصطلحات میں ''چاہو جانا'' ہے۔ یہ لغزشِ قلم ہے، یوں کہ چ کے باب میں ''چام جانا یا چمو جانا'' ہے۔ اسی بنا پر ''چمو جانا'' لکھا گیا ہے۔ ہاں ''پھچھائے جانا'' درست ہے۔

ہو گا کہ "گھاڑ" بہ معنی پھٹا ٹوٹا یا ناقص، و "ڈابل" بہ معنی برہمن؛ پس راجپوت و کھتری کہ علومِ دینی سے بے بہرہ ہیں، گویا پھٹے ٹوٹے یا ناقص برہمن ہیں۔

گھاڑ ستّی: چھوٹی ندی یا نالے کو اوکڑیئے ٹھگ کہتے ہیں؛ کیوں کہ "گھاڑ" پھٹا، ٹوٹا اور "ستّی" دریا۔ پس نالا گویا پھٹا ٹوٹا دریا ہے۔

گھاڑ کِٹو: اوکڑیئے ٹھگ ہندوستان و پارس و عرب کے لوگوں کو کہتے ہیں، اور ہندوستانی و جمالدی ٹھگوں کو بھی، سوائے دکھنی ٹھگوں کے، کہتے ہیں۔ اور بعضے سپاہی و ساکنانِ مغرب کو بھی بولتے ہیں۔

گھاڑ گنی: اوکڑیئے و بھورسوٹے ٹھگ کسبی، یعنے پُتریا کو کہتے ہیں۔

گھڑرانا: اوکڑیئوں کی زبان میں جانور کے ذبح کرنے کو خصوصاً، اور ہر چیز کی قطع و بُرید کو عموماً کہتے ہیں۔

گھَسی: اوکڑیئوں و بھورسوٹوں کی زبان میں چغل خور و دُشمن کو کہتے ہیں۔ یا وہ شخص کہ لالچ کے سبب ٹھگوں کو گرفتار کروادیوے۔ بعضے ٹھگ گھوسی بھی تلفظ کرتے ہیں۔

گھَسی سُوان: اوکڑیئے ٹھگ رشوت کو کہتے ہیں۔

گھو کِھے: تلنگانی ٹھگ رنگ پور و دیباج پور و گھوڑا گھاٹ و راموں کو کہتے ہیں۔ زبانِ مصطلحہ اِس قوم کی بھی علاحدہ ہے اور کشتی پر یہ بھی ٹھگی کرتے ہیں۔

گھُوسنا: اوکڑیئے و بھورسوٹے عورت سے مقارنت کو کہتے ہیں۔

گھُوسی: معنی اِس کے گھَسی میں مرقوم ہوئے۔

گھیڑوا: بہ معنی گیلوا، کہ مرقوم ہو گا۔

گھیڑوا بیدِیت: بہ معنی گیلوا بیدِیت، نحوست اِس کی بیلھو میں مرقوم ہوئی۔

گیل دینا: معنی اِس کے گل دینا میں مرقوم ہوئے۔

گیلوا: اوکڑیئوں و بھورسوٹوں کی زبان میں بہ معنی ناقص و خراب، جو کچھ کہ ہو۔

گیلوا بیدِیت: اوکڑیئوں کی زبان میں کھوٹے روپے کو کہتے ہیں؛ کیوں کہ "گیلوا" ناقص و

خراب، و "بیدیت" روپیہ۔ نحوست اِس کی بپلھو میں مرقوم ہوئی۔

**گیلو اچُرگن:** اوکڑیوں و بھورسوٹوں کی زبان میں بہ معنی بھیڑی؛ کیوں کہ "گیلوا" خراب و "چُرگن" بکری؛ مطلب یہ، ہوگا کہ بکری کی نسبت بھیڑی ناقص ہوتی ہے۔

**گیلو اکالی:** اوکڑیوں و بھورسوٹوں کی زبان میں اندھیری رات؛ کیوں کہ "گیلوا" خراب، و "کالی" شب۔

**گیلو اکُچن:** اوکڑیئے و بھورسوٹے ٹھگ ٹوٹے ہوئے باسن کو کہتے ہیں؛ کیوں کہ "گیلوا" ناقص، و "کچن" باسن۔

## لام کا باب اُنسٹھ[۵۹] لُغت کا[۱]

**لاپنا:**[۲] دکھنی اور تلنگانی ٹھگوں کی زبان: جانور کو ذبح کرنا۔

**لادنا:**[۳] پھانسی دے کر مارنا۔

**لالکی:** ٹھگاں اصطلاحاتِ خود را گویند۔ [ٹھگ اپنی اصطلاحوں کو کہتے ہیں]۔

**لام کان:** تلنگا ٹھگ گھر کُنیا کے شگون کو کہتے ہیں کہ دَھیا میں مذکور ہوا۔

**لَبّا:** بیل، یعنے نرگاو۔

**لُپ رہنا، یا لُپنا:** سو رہنا یا سونا اور چھپنے کو بھی کہتے ہیں۔

---

۱ اصطلاحات: "لام کا باب جس میں سینتیس[۳۷] لغت ہیں"۔ یعنی نظرِ ثانی میں بائیس[۲۲] الفاظ کا اضافہ کیا گیا۔ رسالۂ فارسی میں اِس باب میں اکتیس[۳۱] لفظ ہیں اور رماسیانا میں چھتیس[۳۶] الفاظ ہیں۔

۲ مصطلحات میں "لاپتا" ہے، مگر مخطوطے (اور اصطلاحات) میں صحیح طور پر "لاپنا" ہے۔ دو[۲] نقطے بہ ظاہر لغزشِ قلم ہے۔

۳ رسالۂ فارسی میں اِس کے بعد یہ اندراج ہے: لادنا کھنا: بہ معنی لادنا است کہ مذکور شد۔ [لادنا کے معنی میں ہے جس کا ذکر کیا گیا]۔

لَپُوا:[1] اُٹھائی گیرا۔

لَپیٹا: روپیہ را گویند۔

لَٹکُنیا: چھوٹی سی تھیلی یا بٹوا، کہ سونا اور جواہرات اُس میں رکھ کے کمر میں باندھیں۔ یہ عادت ہے ٹھگوں اور اُٹھائی گیروں اور دست بُردوں کی۔

لچھمن: تشریح اِس کی باجید خاں میں ہو چکی۔

لچھمن سنگھ: اِس کا بیان بھی باجید خاں میں گزرا۔

لچھمی رام: اِس کا بھی تذکرہ باجید خاں میں ثبت ہوا۔

لدُوہَر: اِہلاک۔

لُدھکا: گُرو، اوکڑیے وہا مولیا و بھور سوٹے ڈیرَ رَشی کہتے ہیں۔

لُرھیا: بنیا، یعنے بقال۔ جمالدی سیروا و لَنبَڑیا اور اوکڑیے موڑائی[2] اور دُھنی ہنگرا اور سوسیا ٹھگ چھانیا و لَنڈیا بولتے ہیں۔

لِکھاّ: تلنگانی ٹھگ مسلمان کو کہتے ہیں۔

لکیر: بروزن و معنی فقیر۔

لگھا: جو ٹھگ کہ لاش گاڑنے کی خاطر مدفن کھودے۔

لگھائی: مدفن مہلوک کی خاطر کھودنا۔

لگھوٹا: مسافر کی لاش۔

---

[1] اصطلاحات: اٹھائی گیرا جو چلتے پھرتے موقع پا کر کوئی چیز چوری کی نیت سے مٹھی میں چھپا لے [لپ بہ معنی مٹھی]۔

[2] مصطلحات میں یہاں یہی لکھا ہوا ہے۔ آگے چل کر موراہلے کے تحت یہ اندراج ملتا ہے: ''اوکڑیئوں کی زبان میں بنیے کو کہتے ہیں''۔ میں نہیں کہہ سکتا کہ لفظ کی صحیح صورت کیا ہے۔ دونوں جگہ دونوں شکلوں کو برقرار رکھا گیا ہے۔

**لل:** دکھنی ٹھگ گلے، یعنے گلو[1] کو بولتے ہیں۔

**لمپو چھا:** بڑاڑی ٹھگوں کی اصطلاح میں سانپ کو کہتے ہیں۔ سب ٹھگوں کا عقیدہ ہے کہ اگر سانپ کسی طرف سے راہ کاٹ جاوے، تو بدیمن جانیں اور اُس راہ نہ جاویں؛ لیکن اگر سانپ کو مار لیویں تو اچھا جانیں اور پھر اُسی راہ بہ خوبی چلے جاویں۔ بلکہ بڑاڑی ٹھگ تھاپے پر بھی اگر دیکھیں تو نحس جان کر وہ راہ، جدھر کا ارادہ ہو، چھوڑ دیویں۔ اور جمالدی ٹھگ سانپ کو پوڑھا کہتے ہیں۔

**لنبھیری:** تلوار، جس کو دکھنی ٹھگ گل کہتے ہیں۔

**لنبھیریانا:** تلوار سے مارنا۔

**لوالی[2]:** تلنگانی ٹھگ کنبل (کمبل)، یعنے گلیم کو کہتے ہیں۔

**لُوپا:** بہ معنی لُوپے خاں، کہ بیان ہوگا۔

**لُوپے خاں یا لُوپے سنگھ:** یہ نام بہ طور اشارے کے کہ جب کوئی ٹھگ اِن ناموں میں سے لے کر پکارے، تو اور ٹھگ سمجھ جاویں کہ کوئی آتا ہے، اِس لیے ہمارے چھپنے کو یا مالِ واردات کا چھپانے کو کہتا ہے۔

**لوپے کرنا یا لوپے ہونا:** چھپانا یا چھپنا۔

**لُودھ:** بَیل، یعنے نرگاو کو جمالدی وغیرہ کہتے ہیں۔ اور دکھنی ٹھگ لہو، یعنے خون کو کہتے ہیں۔ اور بعضے جمالدی ''کٹوا'' تلفظ کرتے ہیں۔

**لودھا:** ٹھگوں کا ایک فرقہ ہے کہ بیان اُس کا جمالدی میں ہو چکا۔

**لؤکارنا:** بہ معنی ڈُڈنڑیانا، کہ مرقوم ہوا۔

**لؤکاری:** بندوق۔

---

[1] اصطلاحات: ''ٹھگوں کی اصطلاح، مراد سر بُریدہ لاش، یا ایسی لاش جو پہچانی نہ جائے [اردو بہ معنی بے وقوف، نا سمجھ، بے خبر]۔ ۲- سرکٹی گردن''۔

[2] اصطلاحات: ''لوائی، موئنث، تلنگانی ٹھگوں کی اصطلاح، مراد: کیل، میخ، جس میں کوئی چیز اٹکی رہے''۔

لوُنّدھ لینا: روکڑیوں کے ہلاک کرنے کے بعد نقدی کے سوا باقی اسباب کو لوٹ لینا؛ کیوں کہ ہندوستانی ٹھگوں کا دستور ہے کہ جب روکڑیوں کو ماریں، تو نقدی کے سوا جو چیز جس کے ہاتھ لگے، وہ لے لیوے، اور نقدی میں حصہ دستور موافق ہوتا ہے۔

لُوہَر بَڑھیاّ: دوٗ گیدڑوں کے راہ کاٹنے کے شگون کو کہتے ہیں اور نہایت نحس جانتے ہیں۔ بیان اِس کا لفظ 'بھالو' میں مشروحاً ہو چکا۔

لَہٹار: کٹار۔

لیپ: تھان کپڑوں کے۔

لیپُڑا: بہ معنی لیپ، کہ بیان ہوا۔

لے پڑنا: اوجینی ٹھگ پھانسی لگا کر مارنے کو کہتے ہیں۔

لِینڈ کِیا:[1] دکھنی ٹھگ دھوبی کو کہتے ہیں۔

## لُغاتِ جدید

لاپُتا، یا لَپُتا: اوکڑیئوں و بھورسوتوں کی زبان میں آدمی کو کہتے ہیں عموماً۔

لاپَت سَرا: اوکڑیئوں کی اصطلاح میں اُس بھٹوتی کو کہتے ہیں کہ نیا ٹھگ پہلے پہل کرے۔

لاپُنا: جمالدیوں کی اصطلاح میں کسی چیز کا قطع بُرید کرنا یا جانور کا ذبح کرنا۔ اِسی کو اوکڑیئے ٹھگ گھرّرانا کہتے ہیں۔

لانّجھی: بہ نونِ غنہ، جمالدیوں کی اصطلاح میں مچھلی کو کہتے ہیں۔

لانّگ: سوسیا ٹھگ بیس٢٠ عدد کو کہتے ہیں۔

لُپتی: جمالدی ٹھگ پکی دال کو کہتے ہیں۔

لُڑکی: اوکڑیئے ٹھگ چھُری کو کہتے ہیں۔ بیان اِس کی قسم کا تاڑی لُڑکی کرانا میں، اور قباحت گرپڑنے کی لُڑکی گل جانا ملاحظہ کیا جاوے۔

---

[1] اصطلاحات: لیڈ کیا۔

لُڑکی گل جانا: بہ زبانِ ٹھگانِ اوکڑیا چھری کے گر جانے کو کہتے ہیں۔ اگرچہ یہ لوگ مہلوک کا پیٹ مثلِ ٹھگانِ ہندوستان و دکن کے نہیں پھاڑتے، بلکہ فقط آنکھیں مہلوک کی اُنگلی ڈال کر احتیاطاً نکال لیتے ہیں؛ لیکن چھری یا سروتے کے گر جانے کو، کہ مصالح و ترکاری وغیرہ کے چھیل چھال کو پاس ہووے، بہت نحس جانتے ہیں۔ فوراً سفر سے عود کرتے ہیں اور جانتے ہیں کہ مسافر مال دار ہاتھ نہ لگے گا۔ اور جَبگرا، یعنے رومال کے گر جانے کو یوں ہی بد یُمن سمجھتے ہیں۔ اِسی طرح ٹھگانِ ہندودکن کسّی، یعنے کُدال کے گر جانے کو نحس جانتے ہیں۔

لُکٹ کوَ: اوکڑیے ٹھگ اُس مردے کو کہتے ہیں کہ اپنی مَوت مرجاوے۔ اور شیطان کو بھی کہتے ہیں۔

لکڑی: ملتانی ٹھگوں کی زبان میں بولنا اِس لفظ کا ایک اشارہ ہے ٹھگوں کے ہوشیار کر دینے کے واسطے۔ یعنے جب ٹاہبا یہ کہہ کر پکارے، ٹھگ لوگ سمجھ جاویں کہ کوئی آتا ہے؛ جیسا کہ باجید خاں میں شیخ جی، شاہ محمد وغیرہ نام اِسی بات کے واسطے مذکور ہوئے۔

لَگُنیا: اوکڑیے ٹھگ آلا، یعنے ٹھگ کو کہتے ہیں، جس کی رَماسی گُو کَہیا اور باڑ و اور بِنگُو بھی ہے۔

لگنیتی: اوکڑیوں کی زبان میں بِتائی پر جانا، یعنے ٹھگی پر نکلنا۔ یہ لفظ مشتق ہے لَگُنیا سے۔

لَنبَڑیا: جمالدی ولودھا ٹھگ بنیے کو کہتے ہیں خصوصاً اور ہر ایک دُکان دار تول کے بیچنے والے کو عموماً۔ اکثر نام اِس رماسی کے کُرھیا میں مذکور ہوئے۔

لَنڈیا: سوسیا ٹھگوں کی زبان میں بنیے کو کہتے ہیں۔ اکثر رماسی اِس کی کُرھیا میں مرقوم ہوئی۔

لوُا: جمالدیوں کی زبان میں لومڑی کو کہتے ہیں۔ اُن کا اعتقاد ہے کہ دیکھنا اُس کا مبارک ہے۔ اگر سفرِ ٹھگی میں داہنے یا بائیں یا کسی طرف نظر پڑ جاوے، تو یقین جانیں کہ اُس کی دُم کے برابر تھیلی یا ہمیانی روپوں کی ہاتھ لگے گی۔

لوپڑنا: انتربیدی ٹھگوں کی زبان میں گرفتار ہو جانا عموماً۔

لوداگر: جمالدیوں کی زبان میں سوداگر کو کہتے ہیں۔

لوکی: سوسیا ٹھگوں کی زبان میں بہ معنی چلَب، یعنے آخرِ روز میں مسافر کا کوچ کرانا۔

لوٗہ: جمالدی ولودھا ٹھگوں کی زبان میں بیابان کو کہتے ہیں۔

لہرا: جمالدی ٹھگ ہر قسم کے زہر کو کہتے ہیں۔

لیل: اوکڑیئے ٹھگ ڈھال کو کہتے ہیں۔ اکثر الفاظ اِس رماسی کے لفظ مَتِھیل میں مندرج ہیں۔ اور نیل کنٹھ کو بھی بولتے ہیں۔ اگر داہنی طرف اُس کی آواز سُنیں، تو بہتر۔ اور بائیں طرف بدتر جانیں۔ اور اُس کے دیکھنے کا شگون نہیں مانتے۔ اور ہندوستانی ٹھگ اُس کے دیکھنے کا شگون لیتے ہیں۔ قول اُن کا یہ ہے کہ اگر داہنی طرف سے اُڑتا ہوا بائیں کو جاوے، تو اچھا ہے، جیسا کہ تاس میں بیان ہوا۔

لینی ہونا: جمالدی ٹھگوں کی زبان میں کسی ٹھگ کا گرفتار ہو جانا۔

## میم کا باب چھیاسی ۸۶ لُغت کا[۱]

ماتنگی: بارہ متی کے شگون کو کہتے ہیں کہ مرقوم ہوا۔

ماتھا پھوڑ: بیان اِس کا لفظ ڈنتیرڈ میں ہو چکا۔

مارگی: تلنگانی ٹھگ اپنے چیلے کو کہتے ہیں کہ پہلی دفعہ سفر کو نکلا ہووے۔

ماڑھیا: اشرفی۔

مالی: کوہریا ٹھگوں کی اصطلاح میں اُس ٹھگ کو کہتے ہیں کہ جس کے ہاتھ خرچ گھر کو بھیجا ہووے۔ اور اوکڑیئے ٹھگ اُس جگہ کو کہتے ہیں جہاں جمع ہوویں۔

مالی دینا: بہ معنی پھول دینا، کہ مرقوم ہوا۔

ماموں: تشریح اِس کی لفظ ڈھوکرو میں ہو چکی۔

مان: دکھنی ٹھگ مدفن و مقتل کو کہتے ہیں، جس کو ہندوستانی ٹھگ بیل کہتے ہیں اور اوکڑیئے

---

[۱] مخطوطہ: ''میم کا باب جس میں چونتیس ۳۴ لغت ہیں''۔ یعنے لُغاتِ جدید کے تحت اِس باب میں باون ۵۲ الفاظ کا اضافہ ہوا۔ رسالۂ فارسی میں اِس حرف کے تحت تیئیس ۲۳ الفاظ ہیں اور رماسیانا میں چونتیس ۳۴ لفظ ہیں۔

ٹھگ گلے، یعنے گلو کو کہتے ہیں۔

**مانْجْ:** تشریح اِس کی اگاسی بڑاڑ میں ہو چکی۔

**مان جھاڑنا:** مسافر کے مارنے کو مدفن و مقتل تجویز کرنا۔

**مان گرڑی:**[1] دکھنی ٹھگ بِاِہا کو کہتے ہیں کہ مرقوم ہوا۔

**مانْگھی:** روکڑ۔

**ماہی:** کدال، جس سے قبر کھودتے ہیں۔ بیان اُس کا مشروحاً لفظ کسّی میں بیان ہوا۔ اور دکھنی ٹھگ اُلّو کو اور اُلّو کی آواز کے شگون کو بھی کہتے ہیں کہ تشریح اُس کے شگون کی پتوری و ٹھاکر میں ہو چکی۔ اور ایک سو عدد کو بھی کہتے ہیں۔

**مائل:** گھوڑا۔

**مائلی:**[2] گھوڑی۔

**مُٹھیا:**[3] ٹھگوں کا ایک گروہ ہے کہ پورب طرف علاقہ جاتِ بہار میں اُن کی سکونت ہے۔ یہ

---

[1] اصطلاحات: مان کری۔

[2] اِس لفظ کے بعد رسالۂ فارسی میں یہ اندراج ہے: "مپٹرا، طفلکہ را گویند"۔ "مپٹرا" کیا ہے، میں نہیں سمجھ پایا، اِسی بنا پر اِسے شاملِ متن نہیں کر سکا۔

[3] رسالۂ فارسی میں اِس لفظ کے تحت جو کچھ لکھا گیا ہے، وہ مصطلحات سے خاصا مختلف ہے، اِسی لحاظ سے مکمل عبارت نقل کی جاتی ہے:

"مُٹھیا، ٹھگانِ سکنۂ مواضعاتِ علاقہ پٹنہ را گویند۔ اقوام آنہا بسیار است۔ وجہ تسمیہ و بیانِ دستورِ تقسیم جایدادِ مہلوک در لفظ دَھرائی مذکور شد۔ مَن شاءَ فلیرجع الیہ۔ اکثر ایں ٹھگاں در کسوتِ پنڈتاں ٹھگی میسازند۔ یعنی خود را بہ طورِ پنڈتاں آراستہ دارند و پوتھی ہا مثلِ گیتا و راماین و بھاگوت وغیرہ از بر نمایند و ہمیشہ باخود ہا دارند۔ و سامانِ پرستش و اشکالِ دیوتاہاے ہنوداں ہمراہ داشتہ۔ اکثر اوقات از راہِ زور و فریب مشغولِ پرستش مانند۔ و در منازل و مقام مجلسِ خود منعقد نمودہ تلاوتِ پوتھی ہا مثلِ بید خواناں بفصاحت و بلاغت نمایند۔ و طفلان و نابالغانِ خود را نیز پوتھی یاد دہند و کارِ مسافرِ بیچارہ دریں پردہ بآخر رسانند"۔

قوم مٹھیا، بلکہ سب قوم ٹھگوں کے جو پورب کے ملکوں میں رہتے ہیں، مسافروں کی لاشوں کو دریائے گنگ میں ڈال دیتے ہیں۔ یا دریا نہ ہووے، تو کنویں میں، اور کبھی بہ شُذ وذ ونوادر ضرور تاً گاڑ بھی دیتے ہیں۔ باقی حال اُن کے تقسیم جائداد کا لفظ دَھرائی میں بیان ہو چکا۔ اور جمالدی ولودھا ٹھگ مٹھیا، قومِ کوری، یعنے نورباف کو کہتے ہیں۔

**مچھوا:** بھٹیارا۔

**مَدُریان:** کویلیا ٹھگوں کی زبان میں، خصوصاً تلنگانی ٹھگوں کی اصطلاح میں مانجؔ کے شگون کو کہتے ہیں، کہ بیان اُس کا اگاسی بڑواڑ میں ہو چکا۔

**مِر گمال:**[1] ہرنوں کے جھُنڈ کے دیکھنے کو کہتے ہیں۔ بیان اِس کا لفظ کرسال میں ہو چکا۔

**مَڑری:**[2] ٹھگوں کی جماعت کو کہتے ہیں کہ صلاح ومشورت کے واسطے کہیں بیٹھے ہوویں۔

**مَڑری کا دَھنُیا:** اُس پاد کی آواز کو کہتے ہیں جب ٹھگ لوگ کسی جگہ کچھ مصلحت کو بیٹھے ہوویں اور اُن میں سے کسی ٹھگ کا پاد بہ آواز نکل جاوے۔ پس اِس شگون کو نہایت نحس جانیں اور جس ارادے کی مصلحت کرتے ہوویں، اُس کو ترک کرنا لازم جانیں۔

**مُڑکا:** جمعداری کے حصے کو کہتے ہیں، کہ بیس[۲۰] سپاہی پیچھے ایک سپاہی کا حصہ اُس کو زیادہ ملے۔ اور یہ حق اُن جمعداروں کا ہوتا ہے کہ جن کے سپاہی بیس[۲۰] سے زائد ہوویں۔ اور دَھرائی کا حق مُڑکے کے سوا ملتا ہے، جیسا کہ دَھرائی میں مذکور ہوا۔

**مُڑنا:** آہستہ چلنا۔ اکثر دکھنی ٹھگ بولتے ہیں۔

**مست کا ٹھی کرنا:** یعنے آہستہ بات کرنا۔ اوکڑیئے ٹھگ اَرن کا نٹھی کرنا کہتے ہیں۔

**مُکار:**[3] راجپوت۔

---

۱۔ اصطلاحات میں اِس کے بعد یہ اندراج ہے: ”مرگ مان: مونث، ہرنوں کا گلا، ریوڑ، مندا“۔

۲۔ اصطلاحات: مڑھی۔

۳۔ اصطلاحات: ”مُکارا: ٹھگوں کی اصطلاح، مراد راجپوت“۔ یہ اندراج مخطوطے اور مصطلحات میں نہیں۔

**مکّھن**[1]: شخصِ اشراف و سردار را گویند۔ [سردار اور شریف کو کہتے ہیں]۔

**مُلتانی**: ایک مسلمان ٹھگوں کا گروہ ہے کہ اُن کی سکونت علاقہ جاتِ ملتان میں ہے۔ بنجاروں کے بھیس میں ٹھگی کرتے ہیں اور جس رسّی کے ٹکڑوں سے بیلوں کو باندھتے ہیں اور ہانکتے ہیں، اُسی سے مسافر کو پھانسی دیتے ہیں۔ اُنھیں کو چِنگوے بھی کہتے ہیں۔ چناں چہ مفصّل حال لفظ چِنگوے میں بیان ہوا۔

**مِنک**: بیراگی یا گوسائیں۔ اصطلاح دکھنیوں کی ہے۔

**مَنکِھیلا**[2]: آدمی۔

**مَنکِیا**: دکھنی ٹھگ گوسائیں کو کہتے ہیں۔

**مَنگوا**: گیدڑ کو کہتے ہیں اور اُس کے شگون کو بھالؤ یا بھالی بولتے ہیں۔[3] ٹھگ لوگ اپنا مجرّب بیان کرتے ہیں کہ جب مُردے کی لاش کو مدفن میں دفن کریں اور آدھ سیر، پاؤ سیر یا کچھ کم زیادہ اسپغول اُس مدفن پر چھڑک دیویں تو گیدڑ لاش نہیں نکالتا، بلکہ وہاں پھٹکتا نہیں۔ اور جمالدی ولودھا گیدڑ کی آواز کو بھی مَنگوا اور گیدڑ کو بھی مَنگوا کہتے ہیں۔

**مُوتیا**[4]: شگونِ آوازِ سارس را گویند۔ شرحش در لفظ جَلہر گذشت۔

**مَوج**[5]: نر گاو را گویند۔

**مُوہلِ**: دکھنی ٹھگ چور کو کہتے ہیں۔

**مَہاستی**: دکھنی ٹھگ بڈّھی گیدڑنی کی آواز کے شگون کو کہتے ہیں، جو فِیوں فِیوں کر کے بولتی

---

1. یہ اندراج صرف رسالۂ فارسی میں ہے۔
2. اصطلاحات: مَنکِیلا۔ رسالۂ فارسی: مَن کھیلا۔ اصطلاحات: منکھلا، منکھیلا: مذکر، شراب خوار۔
3. رسالۂ فارسی میں یہ اضافہ ہے: وبعضے ٹھگاں گویند کہ سگ را منگوا گویند، نہ شغال را۔ [اور بعض ٹھگ کہتے ہیں کہ کُتّے کو منگوا کہتے ہیں نہ کہ گیدڑ کو]۔
4. یہ اندراج صرف رسالۂ فارسی میں ہے [سارس کی آواز کے شگون کو کہتے ہیں۔ اِس کی شرح لفظ جلہر میں لکھی گئی ہے]۔
5. یہ اندراج صرف رسالۂ فارسی میں ہے [موج: بَیل کو کہتے ہیں]۔

ہے۔ باقی احوال بھالو میں مشروحاً ذکر ہوا۔

مِہپال:[1] شگونِ آوازِ مہو کھارا گویند۔ پلہاو، ٹھباو آں بدستورِ معہود گرفتہ می شود۔

مینج کی ڈھاب:[2] مشروحاً بیان اِس کا جگرو میں ہو چکا۔

مَیکڑیا:[3] تلنگانی ٹھگ حجام، یعنے موتراش کو بولتے ہیں۔

## لُغاتِ جدید

مار: جمالدیوں کی زبان میں بستی کو کہتے ہیں۔

ماکھوڑیا: اوکڑیوں کی زبان میں ڈرپو نکنے ٹھگ یا بیتو کو کہتے ہیں۔

مالتی: اوکڑیوں کی زبان میں گوشت کو کہتے ہیں اور مہینے، یعنے تیس دن کو بھی مالتی کہتے ہیں۔ شاید اِس خیال سے ہو گا جیسا کہ ہندی میں ماس گوشت کو بھی کہتے ہیں اور مہینے کو بھی۔

مان کاینگیٹی: بہ اعلانِ نونِ اوّل وغنۂ نونِ ثانی، اوکڑیوں کی زبان میں کنٹھی کو، اکثر ہنود گلے میں پہنتے ہیں، کہتے ہیں۔

مان جُبڑن: اوکڑیوں کی زبان میں بہ معنی پھانسی؛ کیوں کہ مان: گلا، وجُبڑن: رسّی؛ پس گلے کی رسّی گویا پھانسی ہے۔

مان جھاڑا: اوکڑیے ٹھگ کھانسی کو کہتے ہیں۔ مطلب اُن کا یہ ہو گا کہ مان: گلا، و جھاڑنا بہ زبانِ ہند: صاف کرنا؛ پس کھانسی گلے کی صفائی ہے۔

مان جھوناونا: اوکڑیوں کی اصطلاح میں بہ معنی گانا۔ تصریح اِس کی ٹینگا جھوراونا میں ہوئی۔

مانشلی کا پلّی: بھورسوتوں کی زبان میں نوکر کو کہتے ہیں عموماً، اور زمیندار کے نوکر کو

---

[1] یہ اندراج صرف رسالۂ فارسی میں ہے۔ [ترجمہ: مہو کھا کی آواز کے شگون کو کہتے ہیں۔ پلہاو ٹھباو اُس کا دستور کے موافق لیا جاتا ہے]۔

[2] اصطلاحات: منج کی دھاپ۔

[3] اصطلاحات: منکوا۔

خصوصاً۔

**مانکھڑ**: بہ نونِ غنہ، اوکڑیوں کی زبان میں اندیشہ ناک مقام کو کہتے ہیں اور اس کو مانکھڑ کیرا بھی بولتے ہیں۔

**مانکھڑ کیڑا**: معنی اِس کے مانکھڑ میں بیان ہوئے۔

**متھیل**: بھور سوتوں کی زبان میں سپر، جس کو اوکڑیٹے لین و سوسیا پھارگی و ہندوستانی ٹھگ پھٹکی بولتے ہیں۔

**متھائی**: بیان اِس کا متھنی میں مذکور ہوگا۔

**متھوال**: اُن ٹھگوں کو کہتے ہیں جو زہر دے کر کام مسافروں کا تمام کرتے ہیں۔ اعظم گڑھ و عظیم آباد و بنارس کے اطراف میں سکونت اُن کی اکثر ہے۔ ایک ٹھگ زہر دے کر سو مسافر کو لنڈھا سکتا ہے۔ خدا ایسے بدذاتوں سے محفوظ رکھے۔

**متھنی**: جمالدی ٹھگ بلّی کو کہتے ہیں اور شگون اُس کی آواز کا دو طرز پر لیتے ہیں: ایک آواز تو وہ ہے جو لڑنے میں کرتی ہے۔ اِس آواز کے شگون کو بہت نحس جانتے ہیں۔ اگر گھر سے ارادہ سفر کا ہووے، تو ترک کریں۔ اور اگر سفر میں حالتِ رفتار میں ہوویں، تو جھٹ پٹ مقام کر دیویں۔ اور اگر مقام کیے ہوئے ہوویں تو کوچ کر دیویں۔

اور دوسری آواز "آؤ آؤ" کر کے بولتی ہے۔ اِس آواز کو بہت مبارک ہر حال میں جانتے ہیں اور قیاس کرتے ہیں کہ مسافر کو بُلاتی ہے یا ہم کو سفر پر طلب کرتی ہے، جھٹ پٹ چل کھڑے ہوویں۔ باقی کا حال اگاسی بڑاڑ وکال بلکن کا وانتی دینا و بنجاری میں ملاحظہ کیا جاوے۔

**مُرت وارنا**: مسافر کو بے خطا و نہایت آسانی سے قتل کرنا؛ جس کو ہندوستانی ٹھگ سسّل لادنا بولتے ہیں۔

**مُری لینا**: دکھنی ٹھگ سون کھینچنے، یعنے چپ رہنے کو کہتے ہیں۔

**مُڑکیا**: اوکڑیٹے ٹھگ روپیہ و نقدی کو کہتے ہیں۔

**مُڑکیا بھانگ چوڑ کر لینا**: نقدی یا زرِ مسکوک کا حصہ بانٹ چونٹ لینا؛ کیوں کہ مُڑکیا: زبانِ اوکڑیٹی زرِ نقد کا حصہ، و بھانگ چوڑ کر لینا: تقسیم کر لینا۔ اور جو کچھ اجناس کا حصہ

ہووے، تو آل کر لینا کہیں؛ جیسا کہ بجاے خود مذکور ہوا۔

**مُسُتنّبی**: شرح اِس کی کھانی میں ہو چکی۔

**مَسِتنؔگا**: معنی اِس کے مستونگا میں ملاحظہ کیے جاویں۔

**مَستوٗنؔگا**: اوکڑیئوں کی زبان میں کا یتھ کو کہتے ہیں۔ اور بعضے مَستِنگا کہتے ہیں۔ اور دکھنی و انتر بیدی ٹھگ مَسکا بولتے ہیں۔

**مَسکا**: بیان اِس کا مَستوٗنگا میں ہو چکا۔

**مَسک جانا**: جمالدی ٹھگوں کی رمز میں بہ معنی مُری لینا، یعنے دم بخود رہنا۔

**مَسِلی**: اوکڑیئے ٹھگ نمک و مٹی و زمین کو کہتے ہیں۔

**مَسِلی ٹُنگ ہکرا**: اوکڑیئے ٹھگ میدنی پور کو کہتے ہیں۔

**مَسِلی مارنا**: اوکڑیئوں کی زبان میں بہ معنی قبر مہلوک کی کھودنا۔

**مَشُلی**: اوکڑیئوں و بھورسوتوں کی زبان میں نمک کو کہتے ہیں۔ شاید اصل اِس کا مَسِلی ہو گا، یا یہ لفظ مَسِلی کا اصل ہو گا۔ دونوں طرح ٹھگوں کی زبان پر جاری ہے۔

**مگر موڑی**: بیان اِس کا موگی میں آوے گا۔

**مُلّا سوٗت**: اوکڑیئے ٹھگ ایک ہزار کو کہتے ہیں۔ تشریح تعداد کی لفظ آلستا میں ہو چکی۔

**مَلیا**: جمالدی ولودھا ٹھگ خرچ رساں کو کہتے ہیں، جس کو کورہریا ٹھگ مالی بولتے ہیں۔

**منع کے آگو کا گرا ہونا**: پہاڑی کوّے کی آواز کے شگون کو کہتے ہیں کہ بائیں طرف سے ہووے۔ بہت منحوس جانتے ہیں۔ باقی تشریح کا گرا وغیرہ میں جا بہ جا مذکور ہوئی۔

**مَنؔگوچنا**: پہلے نون کو غنہ ہے۔ جمالدیوں کی زبان میں کسی سے کچھ طلب کرنا۔

**مُوتیاڑ**: سوسیا ٹھگ سارس کو کہتے ہیں۔ تشریح اِس کی لفظ جَلُہر میں مرقوم ہوئی۔

**موٗچرجُونؔگ**: بہ زبان و معنیِ موچر جھیون، کہ مذکور ہو گا۔

**موٗچرِجھیون**: اوکڑیئوں و بھورسوتوں کی زبان میں دہی و دودھ و مٹھے کو کہتے ہیں۔

**مُوچھ پاڑِیا**: اوکڑیئوں و بھورسوتوں کی زبان میں بہ معنی اہیر۔

**مُوڑانا**: اوکڑیئوں و بھورسوئوں کی زبان میں: کھانا، جس کی فارسی "خوردن" ہے۔

**مُوڑانی**: زبانِ مذکور میں بہ معنی طعام۔

**مُوڑابنلے**: اوکڑیئوں کی زبان میں بیسے کو کہتے ہیں۔ اکثر الفاظ اِس رماسی کے لفظ گو ھیا میں مذکور ہوئے۔

**مُوگی**: زبانِ ٹھگانِ اوکڑیا میں گیدڑ کو کہتے ہیں اور اُس کی آواز کے شگون (کو) راتیا۔ ایک ہو خواہ زیادہ۔ اگر داہنی طرف سُنائی دیوے، تو نیک جانیں، اور بائیں طرف بد۔ اور اگر کوئی گیدڑ ٹھگوں کی راہ روی کی حالت میں داہنے سے بائیں کو راہ کاٹ کر جاوے، تو مگر مُوڑی کہیں اور مبارک جانیں۔ اور اگر بائیں سے داہنے کو جاوے، تو نہایت نامیموں سمجھیں اور مُوگی پوٗ بولیں۔ باقی کا احوال بھالوٗ وغیرہ میں جابہ جا مذکور ہوا۔

**مُوگی پوٗ**: بیان اِس کا مُوگی میں گزرا۔

**مُونچھ**: اوکڑیئے ٹھگ بَیل کو کہتے ہیں، جس کو ہندوستانی ٹھگ لَبا بولتے ہیں۔

**مُونچھ پَڑے**: اوکڑیئوں کی زبان میں بہ معنی مُوچھ پاڑیا، یعنے اہیر۔

**مُوہُنڈ**: دکھنیوں کی زبان میں لاش کو کہتے ہیں۔

**مَہاسَت**: سوسیا ٹھگوں کی زبان میں گیدڑ کی آواز کے شگون کو کہتے ہیں۔ تشریح اُس کی بھالوٗ وغیرہ میں جابہ جا مندرج ہے۔

**مَہکی**: جمالدی ٹھگ لہسن کو کہتے ہیں۔

**مَہمَد**: جمالدی ٹھگ شور و غل کو کہتے ہیں عموماً، اور بیتوٗ کے ڈُونڑیانے کو خصوصاً۔

**مہیش داس**: بیان اِس کا سُما مَن میں ہو چکا۔

**مَیسُری**: اوکڑیئوں کی زبان میں خوب و بہتر کو کہتے ہیں۔

**مِیگا**: اوکڑیئوں کی زبان میں کسی قسم کے ساگ کو کہتے ہیں۔

**مِیمنا**: جمالدیوں کی زبان میں بہ معنی بکرا یا بھیڑا۔

**مِیمنی**: زبانِ مذکور میں بکری یا بھیڑی کو کہتے ہیں۔

# نون کا باب اڑتیس[۳۸] لغت کا[۱]

**ناٹا:** دکھنی ٹھگ سپاہی[۲] کو کہتے ہیں۔

**ناریل:** معنی اِس کے لفظ باجید خاں میں بیان ہو چکے۔ اور دکھنی ٹھگ سر کو کہتے ہیں۔

**ناکھنا:** یہ ایک حرف ہے مستعمل اہلِ کوٹا وسوپڑ واجین کا، کہ جب امرِ واحد حاضر کے آخر میں بڑھاویں، معنی مصدر کے ہو جاویں، جیسے: دے ناکھنا، مار ناکھنا۔ ہندی میں اِس مقام پر "ڈالنا" بولتے ہیں، جیسے: دے ڈالنا و مار ڈالنا؛ اِسی طرز پر اُس شہروں کے ٹھگوں نے بھی قاعدہ اپنی اصطلاحی زبان میں جاری کیا ہے، جیسا کہ "گھاڑنا کھنا" یا "تمبانا کھنا"، یعنے مار ڈالنا پھانسی سے۔

**ناکی:** چھینک کو کہتے ہیں۔ اگر گھر سے نکلتے وقت کسی کی چھینک کی آواز سنائی دیوے، تو تھوڑی دیر باہر نہ نکلیں، کہ راہ میں کچھ قصہ بکھیڑا ہو گا۔ بلکہ ٹھگوں سے قطعِ نظر عوام اہلِ ہند، خصوصاً جمیع اہلِ ہنود بھی اِس شگون پر اعتقادِ تمام رکھتے ہیں۔ اور اِسی طرح گھر سے نکلتے وقت سب ہنود، بلکہ عوام ہند کے کسی عورت کا، خصوصاً بُڑھیا کا سامھنے سے آنا خراب جانتے ہیں اور یقین مانتے ہیں کہ جس کام کو جاتے ہیں، وہ نہ ہو گا۔ جمالدی ٹھگ، ٹپکنی کہتے ہیں۔

**ناگا کر دینا:** برادری سے خارج کر دینا کسی ایسے مسافر کے مارنے کے سبب سے کہ جس کا مارنا اِس فرقہ ضالہّ کے عقیدے میں منع ہے۔ اور بیان اُن لوگوں کا رکت بیج میں ہو چکا۔ یہ اصطلاح ٹھگانِ دکن کی ہے۔

---

۱ مخطوطہ: "نون کا باب جس میں اکیس[۲۱] لغت ہیں"۔ یعنی نظرِ ثانی میں سترہ[۱۷] الفاظ کا اضافہ ہوا۔ رسالۂ فارسی میں اِس باب میں گیارہ[۱۱] الفاظ ہیں اور رماسیانا میں سولہ[۱۶] لفظ ہیں۔

۲ اصطلاحات: "شام کے وقت کی سیاہی جو مشرق کی طرف سے پھیلنی شروع ہو"۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ مولفِ اصطلاحات نے "سپاہی" کو "سیاہی" پڑھا اور پھر اپنی طرف سے اُس کی وضاحت بھی کر دی۔ مخطوطے اور مصطلحات میں "ناٹا" بہ معنی سپاہی ہے اور یہی درست ہے۔ رماسیانا میں "ناٹا" اِس صورت میں ملتا ہے: NARTA۔ معنی لکھے ہیں: کوئی سپاہی یا پولیس مین۔

**ناگا لگنا:** پاپ اور چھوت لگنا کسی ایسے مسافر کے مارنے سے کہ جس کا مارنا اُن کے یہاں ناروا ہے، جیسا کہ اوپر بیان ہوا۔ زبان ٹھگانِ دکن کی ہے۔

**ندِ ھ:**[1] گانو۔

**نَریہر:** بالعکس باجید خاں کے ہے، جیسا کہ باجید خاں میں بیان ہوا۔

**نِسار:** یہ ایک کلمۂ صفت ہے، دکھنی ٹھگوں کی اصطلاح میں بےخلش کے مقام پر بولتے ہیں، جیسے: یہ ندِ ھ نِسار ہے، یعنے یہ گانو بےخلش ہے، ہم ٹھگوں کو کچھ ڈر نہیں۔ یا یہ مَنکھیلا نِسار ہے، یعنے اِس آدمی کے دل میں کچھ مکر و دغا نہیں۔

**نِشان:** دکھنی ٹھگ لدال کو کہتے ہیں۔ مفصّل حال اُس کا لفظ کسی میں بیان ہوا۔

**نظام الدّین اَولیا:** ہندوستان کے مشائخوں میں سے ایک مشہور شخص کا نام ہے کہ صفر کے مہینے ۶۳۴ھ میں شہر بداؤں میں پیدا ہوا اور حالتِ تجرید میں ایکانوے[91] برس زندگانی کی۔ آخر کو دار السلطنت دہلی میں ربیع الاوّل کے مہینے ۷۲۵ھ میں جہانِ فانی سے عالمِ باقی کو رہ نورد ہوا۔ اب تلک قبر اُس کی دلّی میں محلّہ غیاث پور کے بیچ ایک عالم کی زیارت گاہ ہے۔ اکثر معتقدین اُس کے خوارقِ عادات و مذکور کرامات اندازہ و شمار سے زیادہ بیان کرتے ہیں۔ اور اکثر کتبِ تواریخ مثلِ تذکرۃ الاولیا و زبدۃ الغرائب و تاریخِ فرشتہ و فواد الفواد وغیرہ میں بھی مذکور ہے۔ جو کوئی شائق ہو، رجوع کرے۔

اکثر ناقلینِ معتبرین سے دریافت ہوا کہ پارسائے مذکور نے چند مدّت ٹھگی میں بھی بسر کی تھی۔[2] آخر کار کسی درویشِ سالک و کامل کی نصیحت سے اُس امرِ ناصواب سے باز آیا اور باقی عُمر پارسائی و عبادتِ الٰہی میں گزاری۔ ٹھگ بھی اُس بزرگ کو اپنے

---

1. اصطلاحات میں اِس کے بعد یہ اندراج ہے: ''تاؤ، موئث، ٹھگوں کی اصطلاح، مراد گروہ، ٹولی''۔ یہ اندراج درست نہیں۔ ٹھگوں کا اصطلاحی لفظ ''تاو'' ہے جو بابِ تائے فوقانی میں آچکا ہے۔
2. جیسا کہ ابتدائیہ میں لکھا جاچکا ہے، ایسی جھوٹی اور گڑھی ہوئی روایتیں جرائم پیشہ لوگ اِس لیے تراشتے ہیں کہ اُن کے مجرمانہ فن کا سلسلہ درست ہوسکے۔ یہ بھی ویسی ہی جھوٹی روایت ہے اور یہ محض ٹھگوں کی گڑھی ہوئی روایت ہے تاکہ اپنے مجرمانہ عمل کا جواز ذہنی طور پر پیدا کیا جاسکے۔

پیشواؤں میں سے جانتے ہیں، اور بالمیکہ و جھونڑانایک و کودک بنواری و دادا ڈھینڑا میں شمار کرتے ہیں، اور اُس کو قومِ برسوتھ سے جانتے ہیں اور اُس کی قبر کی زیارت کو سعادتِ دارین تصوّر کرتے ہیں۔

**نِعمت**:[1] مسافر کو کہتے ہیں کہ ٹھگوں کے دامِ فریب میں پھنسا ہو۔

**نَکاری**:[2] چھینک کو کہتے ہیں۔ بیان اُس کا ناکی میں ہو چکا۔

**نَکیلی**:[3] حلقۂ بینی، یعنے نتھ را گویند۔

**نِگھُو**:[4] لشکر۔

**نِمتا**: چنگڑے ٹھگوں کی زبان میں[5] مسافر کو کہتے ہیں۔

**نَو**: تلنگانی ٹھگ عورت کے رونے کی صدا کو کہتے ہیں۔

**نِوالا**: دکھنی ٹھگ بکری کو کہتے ہیں۔

**نَو بھانّت**:[6] نُہ فریقِ مشہورۂ ٹھگاں را گویند کہ بیانش مفصّل در سات ذات گزشت۔ [ترجمہ:

---

۱ رماسیانا کی دوسری جلد میں اِس کے معنی ہیں: مال دار آدمی۔ یہ معنی زیادہ لگتے ہوئے ہیں۔

۲ اصطلاحات: ''نکاری، مونث، دیکھو ''ناکی''۔ نقارے کا غلط تلفظ۔ چوں کہ چھینک کی آواز سے مخالف یا جاسوس کو خبر ہونے کا اندیشہ ہوتا ہے، اِس لیے ٹھگ چھینک لینے کو اصطلاحاً ''نکاری'' کہتے ہیں اور بعض ''نکاری'' بہ معنی ناک کا فعل مفہوم لیتے ہیں''۔ مولفِ اصطلاحات کی یہ توجیہ بہ ظاہر درست نہیں معلوم ہوتی۔ چھینک کے شگون کا تعلق ہندوستان کے عام تصوّر سے ہے جس کا ذکر ''ناکی'' کے تحت آچکا ہے۔ ناکی اور نکاری، دونوں میں اصل نسبت ناک کی ہے۔

۳ یہ اندراج صرف رسالۂ فارسی میں ہے۔

۴ مصطلاحات میں ن پر زبر لگا ہوا، مگر مخطوطے اور رسالۂ فارسی میں نون کے نیچے واضح طور پر زیر ہے۔ میں نے یہاں اِنھی دونوں کی مطابقت کو ترجیح دی ہے (بہ ظاہر یہ ''نگاہ'' سے بنا ہے: نگاہ رکھنے والا کے معنی میں)۔ اصطلاحات میں ''نَگھوا'' ہے اور معنی لکھے ہیں: ''سفر کے راستے کی نگہ بانی کرنے والا فوجی دستہ۔ محافظِ راہ''۔ (یہاں ''نگاہ'' کی نسبت واضح ہو گئی ہے۔)

۵ اصطلاحات: اِکّا دُکّا مسافر۔

۶ یہ اندراج صرف رسالۂ فارسی میں ہے۔

ٹھگوں کے مشہور نو فریقوں (گروہوں) کو کہتے ہیں، جن کا مفصل بیان سات ذات میں ہو چکا]۔

نَوریا: نئے ٹھگ کو کہتے ہیں جو پہلے پہل ٹھگی پر گیا ہووے۔ جمالدی اور لودھا ٹھگوں کا دستور ہے کہ جب نُوریا کے روبرو کسی مسافر کی بھنوتی کریں، تو اُس کو حکم دیتے ہیں کہ پانچ لاتیں مُردے کی پیٹھ پر مارے کہ باعث برکت اور نوریا کی دلیری کا سمجھتے ہیں۔

نیرا: پانی۔

نیمی[1]: آہستہ۔

نیمی خاں: ایک نام ہے بہ طور اشارے کے، کہ جب منظور ہو کہنا کہ چُپکے رہو، تو کہیں کہ نیمی خاں۔

## لُغاتِ جدید

ناڑکا: سوسیا ٹھگ لشکر کو کہتے ہیں۔

ناکلا: سوسیا ٹھگ ڈابا، یعنے برہمن کو کہتے ہیں، جس کو ہندوستانی ٹھگ چھمن، اور اوکڑیئے ڈابلِ کہتے ہیں۔

نالکا: سوسیا ٹھگوں کی زبان میں بہ معنی ناڑکا، کہ مذکور ہوا۔

نایرِ، یا ناپن: اوکڑیئے ٹھگ اُس طرف کو کہتے ہیں جدھر سے آتے ہیں۔

نایرِ، یا ناپن اڈھوٹپنا: اوکڑیئوں کی زبان میں: جس طرف سے آتے ہیں، اُدھر ٹلہا، یعنے خبر رساں مقرر کرنا۔

نایرِ، یا ناپن ٹھبنا: اوکڑیئوں کی زبان میں پیچھے رہنا۔

نایرِ گل جانا: یعنے پیچھے رہ جانا۔ زبان اوکڑیئی ہے۔

---

[1] مصطلحات میں "نیمے" اور "نیمے خاں" ہے۔ مخطوطے، رسالہ فارسی، رماسیانا اور اصطلاحات میں "نیمی" اور "نیمی خاں" ہے۔ اِسی کو ترجیح دی گئی ہے۔

نسوہی: جمالدی ٹھگ درزی کو کہتے ہیں۔

نمونا: دکھنی ٹھگ دینے کو کہتے ہیں، جس کی فارسی "دادن" ہے۔

نئے: اوکڑیٹے ٹھگ تیل کو کہتے ہیں۔

نیالاپتا: اوکڑیٹوں کی زبان میں تیلی کو کہتے ہیں؛ کیوں کہ نئے: تیل و لاپتا: آدمی، یعنے تیل کا آدمی۔

نئو: دکھنیوں کی رمز میں رونے کو کہتے ہیں۔ شگون اِس کا لفظ رکنوتی میں بیان ہوا۔

نوان ٹپکا: بڑاڑی ٹھگوں کی رمز میں اَوکالی نئو کے معنی ہیں، کہ بیان ہو چکا۔

نور: اوکڑیٹے ٹھگ نو عدد کو کہتے ہیں۔ مشروحاً گنتی لفظ آئستا میں بیان ہو چکی۔

نہٹو[1]: جمالدی ٹھگ انکار کو کہتے ہیں۔

نیراڑ: اوکڑیٹے ٹھگ بیڑی کو کہتے ہیں، جس کو ہندوستانی ٹھگ اسیندھی و اَسیلی کہتے ہیں۔

## واو کا باب دو[2] لغت کا[2]

واہرنا: پھانسی دے کر مارنا۔

وَلگی: دکھنی ٹھگوں کی اصطلاح میں بھیڑیے کے شگون کو کہتے ہیں کہ ایک بھیڑیا یا خواہ کئی بھیڑیے راہ کاٹ جاویں۔ نہایت نحس جانتے ہیں۔ باقی تشریح لفظ بَواکھ میں ہو چکی۔

---

[1] مصطلحات میں اِسی طرح لکھا ہوا ہے۔ میں نہیں کہہ سکتا کہ یہ "نہٹو" ہے یا "نھٹو"۔ دکنی لفظ "نکو" اِسی معنی میں ہے، اگر اُس پر قیاس کیا جائے تو اِسے "نھٹو" ہونا چاہیے۔

[2] مخطوطے اور رماسیانا میں اِس باب میں یہی دو لفظ ہیں۔ رسالہ فارسی میں صرف ایک لفظ ہے۔

## ہائے ہوّز کا باب چودہ[14] لغت کا[1]

ہانڈی وال: ٹھگوں کا ایک فرقہ ہے کہ اکثر سکونت اُن کی علاقہ جات دکن میں ہے۔ ہندوستانی ٹھگ، اِس سبب سے کہ وہ ہانڈیوں میں کھانا لیے پھرتے ہیں، بہ طور طعن کے کہتے ہیں، اور دکھنی ٹھگ اپنے اوپر طعنہ جان کر بُرا مانتے ہیں۔

ہتّار: ٹھگوں کی ایک قوم ہے کہ بیان اُس کا سات ذات میں تحریر ہو چکا۔

ہَجَندَہ: تشریح اِس کی لفظ دَھوکڑ میں ہو چکی۔

ہَروا: تلنگانی ٹھگ برہمن[2] کو کہتے ہیں۔

ہِلا[3]: ٹھگوں کے عُہدے کو کہتے ہیں اور ٹھگوں کے یہاں تین[3] عُہدے ہیں: کسّی، یعنے لُدال کی خبر داری و محافظت کرنا، اور بیل، یعنے مدفن و مقتل تجویز کرنا، اور تَپونی کا گُو خرید لانا۔ اور ٹھگوں کا دستور ہے کہ جب کوئی مسافر مال دار بہت دنوں تلک ہاتھ نہ لگے، تو اِن عہدوں کو اور ٹھگوں کو بدل دیویں۔ لیکن عہدہ بلہائی بغیر شگون لیے بھی جمعدار جس کو چاہے، بدل دیوے، لیکن تَپونی کا اور کسّی کا عہدہ ایک ساتھ بدلا جاتا ہے۔ یعنے جب کسّی کسی اور کو دیویں، تو تپونی کے گُڑ کا عہدہ بھی کسی اور کو دیویں۔

اور اِن عہدوں کے تبدیل کی خاطر دیبی سے اجازت یوں لی جاتی ہے کہ جمعدار کسّی کو کمر میں لے کر، بستی کے باہر جا کر نیت کرے کہ اگر فُلانے درخت تلک پہنچے پہنچے شگون ٹھِباو کا ہووے، تو عہدہ کسّی برداری کا فُلانے ٹھگ کو، اور عہدہ تَپونی کے گُڑ لانے کا فُلانے ٹھگ کو حوالے کروں۔ پس اگر شگون ٹھِباو کا ہوا، تو موافق نیت کے عمل میں لاوے، نہیں تو پھر دوسروں کے نام پر نیت کرے۔ جن

---

۱ مخطوطہ: "ہائے ہوّز کا باب جس میں چھے[6] لغت ہیں"۔ یعنی نظرِ ثانی میں اِس حرف کے ذیل میں آٹھ[8] الفاظ کا اضافہ ہوا۔ رسالۂ فارسی میں صرف دو[2] لفظ ہیں اور رماسیانا میں چھے[6] الفاظ ہیں۔

۲ اصطلاحات: دربدر پھرنے والا برہمن۔

۳ اصطلاحات: "...... لفظ "حیلے" کا غلط تلفظ۔ اردو میں کہتے ہیں: حیلے رزق، بہانے موت"۔

کے نام پر شگون ٹھباو کا ہووے؛ اُن کو وہ عہدے، دیبی کی اجازت جان کر حوالے کرے۔ اور اِن عہدے والوں کو بعد ہر واردات کے حسبِ توفیق کچھ زیادہ دیتے ہیں۔

ہِنگَڑا[1]: دکھنی ٹھگ بنیے، یعنے بقّال کو کہتے ہیں۔

## لُغاتِ جدید

ہاپَڑ: اوکڑیئے ٹھگ چیز کو کہتے ہیں جو کچھ کہ ہو۔

ہاج ہونا: جمالدیوں کی زبان میں کسی ٹھگ کا گرفتار ہو جانا۔

ہانُتا: دکھنی ٹھگ رومال سے پھانسی دینے کو کہتے ہیں۔

ہَرسِیا: جمالدیوں کی زبان میں بہ معنی مردِ اشراف و سردار، جس کو بَڑکا و کھد کا بھی بولتے ہیں۔

ہَرَل: دکھنی ٹھگ اُس مسافر کو کہتے ہیں جو ٹھگوں کے حال سے واقف و ہوشیار ہو جاوے۔ اُسی کو ہندوستانی ٹھگ چک کہتے ہیں۔

ہَڑکھی: جمالدی ٹھگ دانت کو اور کوڑی کو کہتے ہیں۔

ہَکرا: اوکڑیئے و بھورسوٹے ٹھگ گانو کو کہتے ہیں۔

ہُورلے بھُرلے: دکھنی ٹھگ صبحِ صادق کو کہتے ہیں۔

## یاے مثنّاۃِ تحتانی کا باب ایک لُغت کا[2]

یَک تَیتِے: اوکڑیئے ٹھگ دو[؟] غول ٹھگوں کے یک جا ہونے کو کہتے ہیں۔

●●●

---

[1] اصطلاحات: ہینگرا۔

[2] یاے تحتانی کا باب صرف مصطلحات میں ہے، کسی اور نسخے میں نہیں۔

# A BIBLIOGRAPHY OF BOOKS AND ARTICLES ON THE INDIAN THUGS

## COMPILED BY

## *ASLAM MAHMUD*

(1) George Bruce
The Stranglers. The Cult of Thuggee and its Overthrow in British India. London. 1968

(2) Central Provinces and Berar Secretariat
Selected Records Collected from the Central Provinces and Berar Secretariat on the Suppression of Thuggee. Nagpur. 1939

(3) **Paul Elliott**
Warrior Cults. A History of Magical, Mystical and Murderous Organisations. London. 1995

(4) **Maire Ni Fhlathuin**
"The Travels of M. de Thevenot through the Thug Archive."
**Journal of the Royal Asiatic Society**, April 2001, pp. 31-42.

(5) Foreign Quarterly Review
" The Thugs, or Phansigars."
**Foreign Quarterly Review**, 21, (April 1838), pp 1-32.

(6) **Stewart N.Gordon**
" Scarf and Sword. Thugs, Marauders, and State-Formation in the 18th Century Malwa."
**Indian Economic and Social History Review**, vi, 4(1969), pp. 403-429.

(7) **H.Gupta**
" A Critical Study of the Thugs and their Activities."
**Journal of Indian History**, 37, (1959), pp. 167-177.

(8) Colonel Charles Hervey
Report on the Crime of Thuggee by Means of Poison.
1868.

(9) **B.Hjeijle**
The Social Policy of the East India Company with Regard to Sati, Slavery, Thagi and Infanticide, 1772 - 1858.
(Unpublished D.Phil. dissertation), Oxford. 1958

(10) **James Hutton**
A Popular Account of the Thugs and Dacoits, the Hereditary Garotters and Gang – Robbers of India
London. 1857

(11) **E.Lake**
Sir Donald McLeod : A Record of Forty-Two Years' Service in India. London. 1873.
(Donald McLeod was once assistant to Sleeman in the Thuggee Department and later Lieutenant - Governor of the Punjab.)

(12) **Javeed Majeed**
"Meadows Taylor's **Confessions of a Thug** : The Anglo-Indian Novel as a Genre in the Making", in Bart Moore – Gilbert (ed.), **Writing India. 1757-1990**. Manchester University Press, Manchester. 1996.pp.86-110

(13) **John Masters** (1914-1983)
The Deceivers. (A novel on the Thugs).
Michael Joseph, London.
1952. ( First edition).
6th impression. 1956. 288pp.

(14) **Captain P.A.Reynolds**
" Notes on the T'hags."
**Journal of the Royal Asiatic Society of Great Britain and Ireland**, 4, (1837), pp. 200-213.

(15) **John Shakespear**
" Observations Regarding Badheks and Th'egs."
**Asiatic Researches**. XIII, 1820.

(16) **R.C.Sherwood**
" Of the Murderers Called P'hansigars." **Asiatic Researches**. XIII, (1820), pp. 250-281.

(17) **Radhika Singha**
"Criminal Communities: The Thuggee Act XXX of 1836", in Radhika Singha, **A Despotism of Law : Crime and Justice in Early Colonial India**. Oxford University Press, New Delhi. 1998. pp. 168-228.

(18) **Radhika Singha**
" ' Providential ' Circumstances: The Thuggee Campaign of the 1830s and Legal Innovation."
**Modern Asian Studies**, 27, 1 (1993), pp. 95-107

(19) **J.L.Sleeman**
Thug: or, A Million Murders.
Sampson Low, Marston & Co, London. 1993.
(J.L. Sleeman was a grandson of W.H.Sleeman.)

(20) **William Henry Sleeman** (1788-1856)
Ramaseeana, or A Vocabulary of the Peculiar Language Used by the Thugs, with an Introduction and Appendix, Descriptive of the System Pursued by that Fraternity and of the Measures which Have Been Adopted by the Supreme Government of India for its Suppression.
Military Orphan Press, Calcutta.1836.

Rambles and Recollections of an Indian Official
London. 1844.
Revised and annotaled edition by V.A. Smith. London 1915.
Reprinted in Karachi 1975.
Reprinted by Asian Educational Services. New Delhi. 1995.

(22) **William Henry Sleeman** (1788-1856)
Report on Budhak alias Bagree Decoits and Other Gang Robbers by Hereditary Profession.
Calcutta. 1849.

(23) **William Henry Sleeman** (1788-1856)
Report on the Depredations Committed by the Thug Gangs of Upper and Central India, from the Cold Season of 1836-37, down to their Gradual Suppression under the Operations of the Measures Adopted against Them by the Supreme Government in the Year 1839.
Calcutta. 1840.

(24) **William Henry Sleeman** (1788-1856)
Report on the System of Megpunnaism, or the Murder of Indigent Parents for their Young Children (who Are Sold as Slaves) as It Prevails in the Delhie Territories and the Native States of Rajpootana, Ulwar and Bhurtpore.
Serampore Press, Serampore. 1839.
(Sleeman coined a word to describe what he claimed was a new type of thuggee. Megpunnaism, the murder of parents to sell their children as slaves.)

(25) (**William Henry Sleeman** 1788-1856)
The Thugs, or Phansigars of India.
Philadelphia, U.S.A. 1839.
(A pirated version of W.H Sleeman's " Ramaseeana.")

(26) **H.H.Spry**
" Some Account of the Gangmurders of Central India, Commonly Called the Thugs; Accompanying the Skulls of Seven of Them."
**The Phrenological Journal and Miscellany**, VIII, Dec.1832 - June 1834.

(27) **J.A.R.Stevenson**
" Some Account of the P'hansigars or Gang-Robbers and of the Shudgarshids, or Tribes of Jugglers."
**Journal of the Royal Asiatic Society of Great Britain and Ireland**, I, (1834), pp. 280 - 284.

(28) **Philip Meadows Taylor** (1808-1876)
Confessions of a Thug. (A novel).
Richard Bentley, London.1839.
Kegan Paul, Trench & Co., London. 1883.
Ed. By Patrick Brantlinger. Oxford University Press, Oxford. 1986.
Reprinted by Asian Educational Services, New Delhi. 1998.
Reprinted by Rupa & Co., New Delhi. 2001. xxiii, 547 pp.

(29) **Philip Meadows Taylor** (1808-1876)
" On the Thugs."

**New Monthly Magazine**, 38, (July 1833), pp. 277-287

(30) Philip Meadows Taylor (1808-1876)
"The Style of Thuggee in India".
**The British and Foreign Review**, 15/29, (1843). pp.246-291

(31) **Philip Meadows Taylor** (1808-1876)
The Story of My Life.
Edited by Miss A.M.Taylor (daughter of Meadows Taylor) William Blackwood
London & Edinburgh 1877
Edinburgh & London. 1882
New edition with introduction and notes by Henry Bruce. Oxford University Press
1920
Reprinted by Asian Educational Services, New Delhi. 1986

(32) **Edward Thornton** (1799-1875)
Illustrations of the History and Practice of the Thugs and Notices of Some of the Proceedings of the Government of India, for the Suppressions of the Crime of the Thuggee.
Nattali and Bond, London. 1851
Reprinted by Asian Educational Services, New Delhi. 2000

(33 **The Thuggee Act**
The Thuggee Act (Act XXX of 1836).
(Act XXIV of 1843).
(Act III of 1848)

(34) **Thuggee and Dacoity Department**
Manual for the Guidance of Officers of the Thuggee and Dacoity Department
Government Central Branch Press. Simla. 1880 31pp

(35) **C.E.Trevelyan**
" The Thugs or Secret Murderers of India."
**The Edinburgh Review**, LXIV (1837), pp. 357-395

(36) **Lt-General Sir Francis Tuker**
The Yellow Scarf: The Story of the Life of Thuggee Sleeman or Major General Sir William Henry Sleeman, K.C.B. 1788-1856 of the Bengal Army and the Political Service.
J.M.Dent & Sons, London. 1961. xvi, 211 pp

(37) **Martine Van Woerkens**
The Strangled Traveler: Colonial imaginings and the Thugs of India.
Trans. by Catherine Tihanyi.
University of Chicago Press, Chicago. 2002. 320 pp. 2 maps, 18 line drawings.

(38) **A.J.Wightman**
No Friend for Travellers.
Robert Hale Limited, London. 1959. 156 pp.

# ہندوستان کے ٹھگوں پر چند اردو، فارسی کتابیں:

(۱) مصطلحاتِ ٹھگی، مصنف: علی اکبر الٰہ آبادی۔ مخطوطہ مخزونۂ آندھراپردیش گورنمنٹ اورینٹیل منسکرپٹس اینڈ ریسرچ لائبریری، حیدر آباد۔ بہ خطِ مصنف۔ یہ مصطلحاتِ ٹھگی کی پہلی روایت ہے۔ اِس مخطوطے کے تین نسخے اور ہیں جن کی تفصیل اوپر لکھی جاچکی ہے۔ سالِ ترتیب ۱۸۳۶ء۔ کُل صفحات: ۱۵۹۔ مسطر: تیرہ سطری۔

(۲) مصطلحاتِ ٹھگاں۔ (فارسی زبان میں) اردو سے ترجمہ۔ مترجم: علی اکبر الٰہ آبادی۔ غیر مطبوعہ۔ اِس کا خطّی نسخہ آکسفورڈ لائبریری لندن کے ذخیرۂ ولیم اوسلے میں ہے اور ایک نسخہ برلن میں ہے۔

(۳) مصطلحاتِ ٹھگی: علی اکبر الٰہ آبادی (مکمل کتاب) مطبوعہ کلکتہ ۱۸۳۹ء۔ صفحات: ۱۹۷۔

(۴) مصطلحاتِ ٹھگی: مرتبہ میر کرامت علی۔ آندھراپردیش گورنمنٹ منسکرپٹ لائبریری اینڈ ریسرچ انسٹی ٹیوٹ، حیدر آباد۔ مطبوعہ ۱۹۸۶ء۔ صفحات: ۱۵۸۔

(۵) اقبال ٹھگ (ناول): پُرسوتم لال، (مطبع شیام متھرا) ۱۸۹۳ء، صفحات: ۳۴۳۔

(۶) اقوام جرائم پیشہ: مسعود علی، (مطبع عام دکن، حیدر آباد) ۱۸۹۹ء، صفحات: ۱۶۲۔

(۷) امیر علی ٹھگ (ڈراما): منجو قمر (حیدر آباد)۔

(۸) خونی رومال (ناول): عاجز دہلوی۔

(۹) سوانح عمری امیر علی ٹھگ (ناول): گوپال چندر چٹرجی۔ (مطبع سلطانی، حیدر آباد) ۱۸۸۹ء، صفحات: ۶۲۰۔

(۱۰) سوانح عمری امیر علی ٹھگ (ناول): محبّ حسین (مطبع معلم شفیق حیدر آباد دکن) دو حصے۔

(۱۱) کشف الاسرار الاشرار: سید واجد علی (نامور پریس الٰہ آباد) ۱۸۹۴ء، صفحات: ۳۳۶۔

نوٹ: نمبر ۵، ۷، ۸، ۹، ۱۰ پر کتابیں فلپ میڈوز ٹیلر کی کتاب Confessions of A Thuh کا ترجمہ ہیں یا چربا۔

(۱۲) واقعاتِ عجیبہ و غریبہ، معروف بہ غریب نامہ۔ فارسی سے ترجمہ۔ مترجم: سید محمد تقی ابنِ سید بندہ حسن۔ مطبوعہ مطبعِ نول کشور کان پور، ۱۸۹۱ء۔ صفحات: ۱۴۶۔

●●●

## نقشہ ٹھگوں کا کہ بعد گرفتاری و تفویض کے سزا کو پہنچے ۱۸۲۶ عیسوی سے ۱۸۳۸ عیسوی تک

| سنہ | جس ضلع میں تفویض ہوئے | جس حاکم نے تفویض کیا | جس حاکم صدر کے محکمے میں تفویض کیے گئے | تعداد ٹھگوں مفوض کی | تفصیل سزا کی | | | | | | رہائی بلا ضمانت | فراری | فوتی | بعد تفویض کے گوئندہ ہوئے | ملتوی رہے واسطے تفویض کے | میزان |
|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|
| | | | | | پھانسی | کالاپانی | دائم الحبس | ضمانت | میعادی | میزان | | | | | | |
| ۱۸۲۶ | جبل پور | فریزر صاحب بہادر منتظم جبل پور | ویلڈر صاحب بہادر اجنٹ جبل پور | ۳۲ | ۲ | ۲۴ | × | ۳ | ۳ | ۳۲ | × | × | × | × | × | ۳۲ |
| ۱۸۲۸ | دھوریا | مسٹر مانڈ صاحب بہادر مجسٹریٹ | مسٹر ماریٹ صاحب بہادر سیشن جج | ۶ | ۴ | ۲ | × | × | × | ۶ | × | × | × | × | × | ۶ |
| ۱۸۲۹ | اندور | میجر بارتوک صاحب بہادر | کرنیل اسٹور صاحب بہادر رسیڈنٹ اندور | ۷۳ | ۳۹ | ۲۱ | × | × | ۱۱ | ۷۱ | ۲ | × | × | × | × | ۷۳ |
| ایضاً | دھوری علاقہ خاندیس | میجر ہاجر صاحب بہادر مجسٹریٹ | مسٹر ریٹ صاحب بہادر سشن جج | ۱۳ | ۲ | ۶ | ۱ | × | × | ۹ | ۴ | × | × | × | × | ۱۳ |
| ۱۸۳۰ | جبل پور | میجر سلیمن صاحب بہادر | مسٹر اسمٹ صاحب بہادر اجنٹ جبلپور | ۱۰۰ | ۳۸ | ۲۶ | × | ۳۲ | × | ۹۶ | ۱ | × | × | ۳ | × | ۱۰۰ |
| ۱۸۳۲ | اندور | میجر بارتوک صاحب بہادر | ولزلی صاحب بہادر رسیڈنٹ مارکھن صاحب بہادر | ۴۰ | ۲۱ | ۱۲ | × | × | ۳ | ۳۶ | × | × | × | ۴ | × | ۴۰ |

| | | | | | | | | | | | | | | | | |
|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|
| ایضاً | ساگر | میجر سلیمن صاحب بہادر | مسٹر اسمت صاحب بہادر اجنٹ جبلپور | ۳۷۰ | ۱۰۵ | ۱۶۷ | ۳۸ | ۱۰ | × | ۳۲۰ | ۲ | × | ۲۱ | ۲۷ | × | ۳۷۰ |
| ۱۸۳۳ | ایضاً | ایضاً | ایضاً | ۲۳۰ | ۴۰ | ۱۵۶ | ۳ | ۲ | × | ۲۰۱ | × | × | ۲۹ | × | × | ۲۳۰ |
| ایضاً | حیدر آباد | کپتان رلکسن صاحب بہادر | کرنیل اسٹورٹ صاحب بہادر ریذیڈنٹ حیدرآباد | ۲۶ | ۲۱ | ۲۵ | ۱۷ | ۱ | × | ۲۴ | × | × | ۲ | × | × | ۲۶ |
| ایضاً | پونا خاص | بیر صاحب بہادر مجسٹریٹ | ماریٹ صاحب بہادر سشن جج | ۲۳ | ۱۹ | × | × | ۳ | × | ۲۳ | × | × | × | × | × | ۲۳ |
| ایضاً | غازی پور | اسمت صاحب بہادر مجسٹریٹ غازیپور | مسٹر اسمت صاحب بہادر کمشنر | ۸ | ۶ | ۲ | × | × | × | ۸ | × | × | × | × | × | ۸ |
| ایضاً | کانپور | مسٹر ولسن صاحب بہادر | مسٹر اسٹاکول صاحب بہادر کمشنر | " | ۹ | × | ۲ | × | × | " | × | × | × | × | × | " |
| ایضاً | دہلی | صاحب مجسٹریٹ گورگاواں | سشن جج بہادر دہلی | " | ۳ | ۴ | ۴ | × | × | " | × | × | × | × | × | " |
| ۱۸۳۴ء | ایضاً | ایضاً | ایضاً | ۲۲ | ۵ | × | ۲ | × | ۴ | " | " | × | × | × | × | ۲۲ |
| ایضاً | بنارس | مارسین صاحب بہادر مجسٹریٹ | ٹیلر صاحب بہادر سشن جج | ۵ | × | ۴ | × | × | × | ۴ | ۱ | × | × | × | × | ۵ |
| ایضاً | ساگر | میجر سلیمن صاحب بہادر | مسٹر اسمت صاحب بہادر اجنٹ جبلپور | ۳۹۷ | ۴۰ | ۲۶۵ | ۵ | ۷ | ۷ | ۳۲۴ | ۶ | " | ۴۸ | ۸ | × | ۳۹۷ |
| ۱۸۳۵ء | جبلپور | ایضاً | ایضاً | ۴۷۱ | ۳۱ | ۱۶۵ | ۳۲۸ | ۴ | ۳ | ۴۴۱ | ۵ | × | ۲۳ | ۲ | × | ۴۷۱ |

| | | | | | | | | | | | | | | | | |
|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|
| ایضاً | اندور | میجر بار توک صاحب بہادر | مسٹر بکس صاحب بہادر ریذیڈنٹ اندور | ۱۹ | ۵ | ۱۱ | × | × | ۲ | ۱۹ | × | × | × | × | × | ۱۹ |
| ایضاً | شاہجہانپور | مسٹر ولسن صاحب بہادر | شش جج بریلی | ۳ | ۲ | × | ۱ | × | × | ۳ | × | × | × | × | × | ۳ |
| ۱۸۳۶ء | شولاپور | لفٹن لمسی صاحب اسسٹنٹ سپرنٹنڈنٹ ملک جنوب | مسٹر وکورن صاحب بہادر شش جج | ۷ | × | ۱ | × | × | × | ۱ | ۶ | × | × | × | × | ۷ |
| ایضاً | جبلپور | کپتان رلس صاحب بہادر قائم مقام جنرل سپرنٹنڈنٹ | مسٹر شور صاحب بہادر راجنٹ مرحوم | ۲۵۰ | ۳۷ | ۱۷۲ | ۱۸ | × | × | ۲۲۷ | ۶ | × | ۱۲ | ۳ | ۲ | ۲۵۰ |
| ایضاً | فریدپور | مارٹین صاحب بہادر مجسٹریٹ | مسٹر کرک صاحب بہادر روایر سایر | ۱۲ | × | × | ۱۲ | × | × | ۱۲ | × | × | × | × | × | ۱۲ |
| ۱۸۳۷ء | چھپرہ | راز صاحب اسسٹنٹ جنرل سپرنٹنڈنٹ بہادر | رنیمین صاحب بہادر روایر سار | ۷۳ | ۲ | × | ۶۶ | × | × | ۶۸ | × | × | ۶ | × | × | ۷۳ |
| ایضاً | جبلپور | کپتان رلسن صاحب بہادر قائم مقام جنرل سپرنٹنڈنٹ | مسٹر فریزر صاحب بہادر ایجنٹ جبلپور | ۱۲۵ | ۱۳ | ۸۰ | ۱۸ | ۲ | × | ۱۱۳ | × | × | ۱۲ | × | × | ۱۲۵ |
| ایضاً | بلھاری | ابو صاحب اسسٹنٹ بہادر سپرنٹنڈنٹ ملک جنوب | بشی صاحب بہادر شش جج بلھاری | ۱۲ | ۵ | × | ۶ | × | × | ۱۱ | ۱ | × | × | × | × | ۱۲ |

| | | | | | | | | | | | | | | | | |
|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|
| ایضاً | لکھنؤ | کپتان پاٹن صاحب بہادر اسسٹنٹ صاحب ریذیڈنٹ لکھنؤ | کرنیل لو صاحب بہادر ریذیڈنٹ لکھنؤ | ٧٤ | × | × | ٥٨ | × | ١ | ٥٩ | ٢ | ١ | ٨ | × | × | ٧٤ |
| ایضاً | اسی قیمن | والنسی صاحب بہادر اسسٹنٹ سپرنٹنڈنٹ ملک جنوب | سرکٹ جج | ٢ | ٢ | × | × | ٣ | × | ٥ | × | × | × | × | ١ | ٢ |
| ١٨٣٨ء | میسور | ابو صاحب بہادر اسسٹنٹ سپرنٹنڈنٹ ملک جنوب | کرنیل کونصاحب بہادر سشن جج | ١٥٤ | ١١ | ٤٤ | ٨٦ | ٢ | × | ١٤٧ | × | × | ٧ | × | × | ١٥٤ |
| ایضاً | شولاپور | لفٹن لسلی صاحب اسسٹنٹ سپرنٹنڈنٹ ملک جنوب | سل صاحب بہادر سشن جج | ٣ | × | × | × | × | × | × | ٣ | × | × | × | × | ٣ |
| ایضاً | دھاروار | بروس صاحب اسسٹنٹ سپرنٹنڈنٹ ملک جنوب | لجٹ صاحب بہادر سشن جج | ١٢ | ٣ | × | ٧ | × | ١ | ١١ | × | × | ١ | × | × | ١٢ |
| ایضاً | میرٹھ | ملیس صاحب اسسٹنٹ جنرل سپرنٹنڈنٹ | جلسن صاحب بہادر قائم مقام سشن جج | ٨ | × | × | ٢ | × | ٢ | ٨ | × | × | × | × | × | ٨ |
| ایضاً | مرشد آباد | ویڈفورڈ صاحب اسسٹنٹ جنرل سپرنٹنڈنٹ بہادر | سشن جج مرشد آباد | ١٥٣ • | ١٢ | ٢١ | ٢٦ | ٣٥ | ٣ | ١٤١ | ٥ | × | ٧ | × | × | ١٥٣ |
| ایضاً | جبلپور | میجر سلیمن صاحب بہادر جنرل سپرنٹنڈنٹ | مسٹر فریزر صاحب بہادر ایجنٹ جبلپور | ٢٦٥ | | | | | | | | | | | | |

کلکتہ میں طامس بلاک صاحب کی لیتھوگرافک چھاپے خانے میں ١٨٣٩ مسیحیہ میں چھاپا گیا۔